

اردو ترجمہ

أَفِقَةُ الْإِسْلَامِي وَأَدِلَّتُهُ

دور حاضر کے فقہی مسائل، ادلہ شرعیہ، مذاہب اربعہ کے فقہاء کی آراء اور اہم فقہی نظریات پر مشتمل دور جدید کے عین تقاضوں کے مطابق مرتب کردہ ایک علمی ذخیرہ جس میں احادیث کی تحقیق و تخریج بھی شامل ہے

www.KitaboSunnat.com

مؤلف

الاستاذ الدكتور وهبة الزحيلي

رکن مجمع الفقہ الاسلامی

دارالاشاعت

انوار بازار ملہری پاکستان



معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مَجْلِسُ التَّحْقِيقِ الْإِسْلَامِيِّ کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

اردو ترجمہ

آلِفْقَةُ الْإِسْلَامِي وَأَدِلَّتُهُ

دور حاضر کے فقہی مسائل، ادلہ شرعیہ، مذاہب اربعہ کے فقہاء کی آراء اور اہم فقہی نظریات پر مشتمل دور جدید کے عین تقاضوں کے مطابق مرتب کردہ ایک علمی ذخیرہ جس میں احادیث کی تحقیق و تخریج بھی شامل ہے

جلد پنجم

حصہ نہم و دہم

بابُ الزَّوْجِ وَالطَّلَاقِ ، بابُ حَقُوقِ الْاَوْلَادِ
بابُ الْوَصَايَا ، بابُ الْوَقْفِ ، بابُ الْمِيرَاثِ

مؤلف

الاستاذ الدكتور وهبة الزحيلي ركن مجمع الفقه الاسلامي

دہم

مولانا عامر شہزاد صاحب
فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مترجمین

نہم

مولانا محمد یوسف تنولی
فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

www.KitaboSunnat.com

دارالافتاء
اردو بازار، کراچی

جملہ حقوق ملکیت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : ستمبر ۲۰۱۲ء علمی گرافکس
ضخامت : تقریباً 4800 صفحات مکمل سیٹ

www.darulishaat.com.pk

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

﴿.....ملنے کے پتے.....﴾

مکتبہ معارف القرآن جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم اردو بازار لاہور
مکتبہ رحمانیہ ۱۸ اردو بازار لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت القلم اردو بازار کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبہ المعارف محلہ جنگلی۔ پشاور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد

﴿انگلینڈ میں ملنے کے پتے﴾

ISLAMIC BOOKS CENTRE
119-121, HALLI WELL ROAD
BOLTON BL 3NE, U.K.

AZHAR ACADEMY LTD.
54-68 LITTLE ILFORD LANE
MANOR PARK, LONDON E12 5QA

﴿امریکہ میں ملنے کے پتے﴾

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFE, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

فہرست مضامین.....جلد نہم

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۷	متنگنی کے ٹوٹنے کا حکم یا اس کا اثر	۴۳	اصطلاحات
۵۷	متنگنی کے تحفے تحائف	۴۵	چھٹی قسم..... شخصی حالات
۵۷۵	احناف کا قول ہے	۴۵	بحث کا لائحہ عمل
۵۷	مالکیہ نے مرد یا عورت کی جانب سے انکار میں فرق کیا ہے	۴۶	الباب الاول..... نکاح اور اس کے اثرات
۵۷	شافعیہ اور حنابلہ کی رائے یہ ہے	۴۶	الفصل الاول..... شادی سے پہلے امور
۵۸	نقصان کا تاوان دینا	۴۶	خطبہ کے معنی
۵۹	الفصل الثانی..... شادی کا بندھن باندھنا	۴۷	خطبہ (پیام) کی حکمت
۵۹	المبحث الاول..... نکاح کی تعریف اور شریعت میں اس کا حکم	۴۷	پیام نکاح کی اقسام
۵۹	آیا نکاح سے شرعاً وطی (صحبت) مراد ہوگی یا عقد؟	۴۷	متنگنی پر مرتب ہونے والے امور
۶۰	شادی کا شرعی حکم	۴۷	(کسی کے) پیام نکاح پر پیام بھیجنا
۶۰	شادی کی مشروعیت کی حکمت	۴۸	جس عورت کو پیام دیا جاتا ہے اس کے لوازمات
۶۰	فرضیت	۵۰	کس عورت کو پیام نکاح بھیجنا مباح اور جائز ہے
۶۰	حرام	۵۰	عدت گزارنے والی عورت کو پیام نکاح دینا
۶۱	مکروہ	۵۰	اگر عدت کا باعث خاوند کی وفات ہو
۶۱	اعتدال کی حالت میں استحباب وندب	۵۱	اگر عدت کا سبب طلاق ہو
۶۳	المبحث الثانی..... شادی کے ارکان	۵۱	پیام رسیدہ عورت کو پہلے کسی اور کی طرف سے پیام نہ پہنچا ہو
۶۳	احناف کے نزدیک شادی کا رکن یہ ہے	۵۲	جسے پیام نکاح دیا ہے اسے دیکھنا
۶۴	جمہور کے نزدیک ایجاب یہ ہے	۵۲	اجنبی عورت کو دیکھنا حرام ہے
۶۴	شادی کا صیغہ: اولاً شادی کے الفاظ	۵۳	کس کے لیے دیکھنا حلال ہے؟
۶۴	شادی ایک شہری عقد ہے جس میں کوئی اشتباہ نہیں	۵۴	ضرورت کے لیے عورت کو دیکھنا
۶۶	غلط الفاظ	۵۵	کتنی مقدار دیکھنا مباح ہے
۶۶	وہ الفاظ جو عربی زبان کے نہ ہوں	۵۶	دیکھنے کا وقت اور دیکھنے کی شرطیں
۶۶	فعل کا صیغہ	۵۶	مخطوبہ کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا حرام ہے
۶۸	ایک عاقد سے شادی کا منعقد ہونا	۵۶	پیام نکاح (متنگنی) سے اعراض (انکار) اور اس کا اثر

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۷۹	شرائط انعقاد کے متعلق قانون کا موقف	۶۹	تحریر یا اشارے سے نکاح کا منعقد ہونا
۷۹	شرائط نکاح کے متعلق قانون کا موقف	۶۹	موجودگی کی حالت میں بولنے والا
۷۹	نکاح صحیح ہونے کی شرائط	۶۹	عدم موجودگی میں بولنے والا
۸۰	محل نکاح کا محل ہونا	۶۹	خط کی مثال
۸۰	نکاح متعد اور نکاح موقت کے متعلق فقہاء کی مختلف آراء	۶۹	گونگا
۸۱	شیعہ امامیہ	۷۰	المبحث الثانی..... شادی کی شرائط
۸۱	امامیہ کے دلائل	۷۰	شروط کی اقسام
۸۲	شیعہ امامیہ کے متدلات کا جواب	۷۰	انعقاد کی شرطیں
۸۵	تیسری شرط..... شہادت	۷۰	صحیح ہونے کی شرطیں
۸۵	گواہی کی شرط کے متعلق فقہاء کی آراء	۷۰	نافذ ہونے کی شرطیں
۸۶	نکاح سر (پوشیدہ نکاح)	۷۰	لازم ہونے کی شرطیں
۸۶	گواہی کا وقت	۷۰	عقد باطل
۸۷	گواہ بنانے کی حکمت	۷۰	عقد فاسد
۸۷	گواہوں کی شرائط	۷۰	شادی منعقد ہونے کی شرائط
۸۸	گواہوں کا مرد ہونا	۷۰	عاقدين میں پائی جانے والی شرائط
۸۸	حریت	۷۱	تصرف کی اہلیت
۸۸	عدالت	۷۱	دوسرے کی بات سننا
۸۹	اسلام	۷۱	عورت کی شرائط
۸۹	گواہوں کا صاحب بصارت ہونا	۷۱	ایجاب و قبول کی شرطیں
۸۹	گواہان عاقدين کے کلام کو سنیں اور سمجھیں	۷۱	جب عقد کرنے والے دونوں حاضر ہوں تو مجلس کا ایک ہونا
۹۰	شہادت کے متعلق قانون کا موقف	۷۲	قبول کا ایجاب کے موافق اور مطابق ہونا
۹۰	چوتھی شرط: عاقدين کا نکاح ان کی باہمی رضامندی اور	۷۳	فی الحال پورا کرنا
۹۰	اختیار سے ہو اور جبر و اکراہ سے پاک ہو	۷۳	کیا شادی کے عقد میں اختیار ثابت ہے؟
۹۰	پانچویں شرط: زوجین کی تعیین	۷۴	شادی میں لگائی گئی شروط کے بارے میں فقہاء کے مذاہب
۹۱	چھٹی شرط: زوجین میں سے کوئی ایک محرم نہ ہو	۷۴	شادی کی شرطیں
۹۱	ساتویں شرط: نکاح مہر کے عوض میں ہو	۷۶	شرائط صحیحہ
۹۲	نکاح تفویض	۷۶	شرائط فاسدہ
۹۲	آٹھویں شرط: کتمان نکاح پر زوج اور گواہوں کا اتفاق نہ ہو	۷۶	شرط فاسد کا عقد نکاح پر اثر

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۰۵	حالت مرض	۹۲	نویں شرط: زوجین میں سے کوئی ایک جان لیوا مرض میں مبتلا نہ ہو
۱۰۶	سفر میں باری		
۱۰۶	عورت کے سفر کا باری پر اثر	۹۳	دسویں شرط: ولی کا موجود ہونا
۱۰۷	عورت کا اپنے حق کو ہبہ کر دینا	۹۴	شرائط نفاذ
۱۰۷	کنواری، شوہر دیدہ، نئی اور پرانی عورت کا حق	۹۶	شرائط لزوم
۱۰۷	عورت کے ساتھ حسن سلوک، ایذا، پہنچانے سے گریز کرنا	۹۶	لزوم عقد کا معنی
	اور اس کے حقوق ادا کرنا	۹۷	ہر مذہب میں علیحدہ علیحدہ شرائط نکاح کا خلاصہ
۱۰۷	کیا عورت کے ساتھ صحبت کرنا واجب ہے	۹۷	صیغہ کی شرائط
۱۱۰	عزل	۹۸	عاقدين کی شرائط
۱۱۱	دلیل کراہت	۹۸	گواہوں کی شرائط
۱۱۱	استقاط حمل	۹۹	زوجہ کی شرائط
۱۱۱	نکاح غیر لازم کا حکم	۱۰۰	چوتھی بحث: نکاح کی مختلف انواع اور ہر نوع کا حکم
۱۱۱	نکاح موقوف کا حکم	۱۰۰	نکاح لازم
۱۱۲	نکاح فاسد کا حکم اور حنفیہ کے نزدیک نکاح فاسد کی مختلف انواع	۱۰۱	غیر لازم
۱۱۲	نکاح فاسد کا حکم	۱۰۱	موقوف
۱۱۳	وجوب مہر	۱۰۱	باطل
۱۱۳	ثبوت نسب	۱۰۱	حکم نکاح
۱۱۳	وجوب عدت	۱۰۱	قانون میں نکاح کی انواع و ان کا حکم
۱۱۳	حرمت مصاہرت کا ثبوت	۱۰۲	فقہاء کے نزدیک نکاح کے مختلف احکام
۱۱۴	نکاح باطل کا حکم اور اس کی مختلف انواع	۱۰۲	نکاح صحیح لازم کا حکم
۱۱۴	حنفیہ کے نزدیک نکاح باطل اور اس کی انواع	۱۰۲	زوجین کے لیے استمتاع حلال ہو جاتا ہے
۱۱۴	نکاح باطل کا حکم	۱۰۳	آگے والے مقام میں حائضہ کے ساتھ صحبت کرنے کے تقاضے
۱۱۴	مالکیہ کے نزدیک نکاح باطل کا حکم اور اس کی انواع	۱۰۳	جس وقید کا اختیار
۱۱۵	دخول سے مہر کا واجب ہو جانا	۱۰۴	مرد کے ذمہ عورت کے لیے مقررہ مہر واجب ہو جاتا ہے
۱۱۵	اولاد کا نسب ثابت ہو جائے گا	۱۰۴	خرچے کی تینوں انواع واجب ہو جاتی ہیں
۱۱۵	ثبوت وراثت	۱۰۴	سرالی حرمت ثابت ہو جاتی ہے
۱۱۶	حرمت مصاہرت کا ثبوت	۱۰۴	خاوند سے اولاد کا نسب ثابت ہو جاتا ہے
۱۱۶	عدت کا وجوب	۱۰۴	زوجین کے درمیان حق وراثت ثابت ہو جاتا ہے

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم ۳۶۵ باب النکاح

وہ مرد میں ہوں اب اگر تفریق ہمبستری اور خلوت سے پہلے ہو تو بیوی کے لیے نصف مہر ہوگا کیونکہ تفریق شوہر کی وجہ سے ہے اور اگر تفریق ہمبستری اور خلوت کے بعد ہو تو عورت پر عدت واجب ہوگی جبکہ شوہر اقرار کرے کہ میں اسے کے پاس نہیں پہنچا اور اگر دخول کر لیا یا خلوت صحیحہ ہوگئی تو سارا مہر واجب ہوگا اس لیے کہ عینین کی خلوت صحیحہ سے عدت واجب ہوتی ہے لیکن اگر اس کے بعد اس نے اس سے شادی کی یا عورت نے کی اور اسے معلوم تھا کہ یہ عینین ہے تو عورت کے لیے خیار نہیں اسی طرح اگر شوہر عینین ہو اور بیوی رتقاء تو اسے خیار نہیں جیسا کہ شرائط تفریق میں گذرا۔

مالکیہ کے ہاں اگر تفریق دخول سے پہلے ہوا اگرچہ لفظ طلاق ہی سے ہوئی ہو تو عورت کے لیے مہر میں سے کچھ نہیں اس لیے کہ اگر عیب مرد میں ہے تو اس نے فرقت اختیار کر لی اس سے پہلے کہ وہ اپنا نفع حاصل کرتا اور وہ عورت کو یا حق مہر ساقط ہونے پر راضی ہے اور اگر عیب عورت میں ہے تو یہ تو مرد کو دھوکا دینا ہوا اور اگر تفریق دخول کے بعد ہو تو عورت پورے مقرر شدہ مہر کی مستحق ہے اگر عیب شوہر میں ہو اس لیے کہ وہ عقد کو تدلیس کرنے والا ہے اور پھر اس سے دخول بھی کر لیا اور عورت کے ساتھ دخول پورے مہر کو واجب کرتا ہے اگر عورت میں عیب ہے تو دخول کی وجہ سے پورے مہر کی مستحق ہے، لیکن شوہر مہر کا رجوع عورت کے ولی یعنی والد بھائی یا بیٹے پر کرے گا کیونکہ عیب چھپا کر اس نے لیس کی اور قریبی پر حالات مخفی نہیں ہوتے اور عیب بھی ظاہری ہو جیسے جذام اور برص لیکن اگر ولی بعید ہو جیسے چچا اور قاضی یا پھر عیب پوشیدہ ہو تو شوہر بیوی پر رجوع کرے گا ولی پر نہیں کیونکہ دھوکا صرف عورت کی جانب سے ہے۔

شوافع کے ہاں دخول سے پہلے عیب کی وجہ سے فسخ مہر کو ساقط کر دیتا ہے اور اگر دخول کے بعد ہو اور عیب عقد کے وقت ہو یا عقد اور وطی کے درمیان پیدا ہو اور ہمبستری کرنے والے کو معلوم نہ ہو تو اصح قول کے مطابق عورت کے لیے مہر مثل ہے اور اگر عیب عقد اور ہمبستری کے بعد پیدا ہوا ہو تو اصح قول کے مطابق عورت کے لیے مقرر مہر سارا ہے اور شوہر مہر کا رجوع کسی پر بھی نہیں کرے گا، جدید مذہب کے مطابق ❶ وہ عیب جو عقد کے وقت تھا۔ کیونکہ اس نے بضع کی منفعت کو عقد کے ساتھ وصول کر لیا اور رہ گیا وہ عیب جو عقد کے بعد پیدا ہوا تو یقینی طور پر اس میں رجوع نہیں کرے گا۔

حنابلہ کے ہاں، اگر دخول سے پہلے فسخ ہو تو عورت کے لیے شوہر پر کوئی مہر نہیں چاہے عورت کی جانب سے فسخ ہوا ہو یا مرد کی جانب سے جیسا کہ شوافع اور دوسرے آئمہ کے ہاں ہے۔ اگر دخول کے بعد فسخ ہو اور عیب کا معلوم نہ تھا تو عورت کے لیے مقرر شدہ مہر ہے کیونکہ عقد کی وجہ سے واجب ہوا اور دخول سے استقرار ہو گیا پھر وہ رجوع کرے گا مہر کا اس پر جس نے اسے دھوکے میں رکھا ولی وکیل وغیرہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی وجہ سے جس بھی شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا اور وہ مجنون تھی یا جذام والی یا برص والی تو عورت کے لیے اس کا مہر ہے اور شوہر کو تاوان اس کا ولی دے گا نیز اس لیے بھی کہ ولی نے نکاح میں اسے دھوکا دیا ہے ایسی چیز سے جس سے خیار ثابت ہوتا ہے لہذا مہر اسی پر ہوگا جیسا کہ باندی کے آزاد ہونے کا دھوکا دے۔

اس بحث سے ملحق: خیار غرور اور وصف مرغوب کے فوت ہونے کا خیار..... جب شوہر کو بیوی کی کسی صفت کا دھوکا دیا جائے۔ مثلاً وہ باکرہ ہے یا مسلمان ہے یا آزاد ہے یا عمدہ نسب والی ہے وغیرہ اور اس کے خلاف ظاہر ہوا، تو آیا شوہر کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے؟ اور اسے خیار غرور یا وصف مرغوب کے فوت ہونے کا خیار کہتے ہیں: اس میں فقہاء کا اختلاف ہے ❷ اور غالب اس میں خیار کا ثبوت ہے اور جمہور کی رائے ہے حنفیہ کے علاوہ حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ جب زوجین میں سے کسی ایک نے دوسرے میں مرغوب صفت کو شرط رکھا اور ہوا اس کے خلاف تو مرد کو تفریق کرنے کا اختیار نہیں اگر اس کے لیے مہر مقرر کر دیا گیا تھا مہر مثل سے زیادہ اس شرط کی وجہ سے مثلاً عورت کے

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم..... ۳۶۶..... باب النکاح

باکرہ ہونے کو شرط قرار دیا تھا اور یہ شرط نہ پائی گئی تو شوہر پر مہر مثل سے زیادہ لازم نہیں ابن ہمام نے فتح القدیر میں فرمایا: اگر نکاح میں کسی وصف مرغوب کو شرط رکھا جیسے باکرہ ہونا خوبصورت ہونا بلند قامت و خوش نما ہونا کم عمر ہونا اب وہ شبہ نکلی بوڑھی کھوسٹ منہ سے لعاب نکل رہا ہے ناک بڑی ہے بے عقل ہے تو نکاح فسخ کرنے میں شوہر کو کوئی اختیار نہیں۔ اور مالکیہ نے ان کی مخالفت کی ہے کہ جب عاقد شوہر سے کہے تیری یہ بیوی مسلمان ہے اور وہ کتابیہ نکلی یا یہ آزاد ہے اور وہ باندی نکلی یا یہ باکرہ ہے اور وہ شبہ تھی یا زوجین نے کسی وصف مرغوب کو شرط جیسے کم عمر ہونا خوبصورتی وغیرہ اور اس کے خلاف نکلا اور نکاح ہو گیا تو اب شوہر کو اختیار ہے کہ چاہے اسے رکھے یا چھوڑے۔ شوافع نے تفصیل کی ہے اور فرمایا: اگر مرد نے کسی عورت سے نکاح کر لیا اور عقد میں بیوی کے اسلام کو شرط رکھا یا زوجین میں سے ایک میں نسب کی شرط رکھی یا آزادی وغیرہ کو ایسی صفات کہ جن کے نہ پائے جانے کی وجہ سے نکاح کی صحت میں کوئی فرق نہیں پڑتا جیسے بکارت جوانی یا اس کے برخلاف صفات یا وہ جو صفات کمال کے درمیان میں جیسے لمبا ہونا سفید ہونا گندم گوں ہونا پھر ان صفات کے خلاف ظاہر ہوا تو اظہر یہ ہے کہ نکاح صحیح ہے اس لیے کہ شرط میں خلاف ورزی بیع کو فاسد نہیں کرتی باوجودیکہ اس میں شرائط فاسدہ کا اثر ہوتا ہے لہذا نکاح کا فاسد نہ ہونا بدرجہ اولیٰ ہے اگر موصوف ان شرائط پر پورا اترتا تو اسے کوئی اختیار نہیں لیکن اگر اس کے برخلاف ظاہر ہو تو جس نے شرط رکھی اسی کو اختیار ہوگا خلاف ورزی کی وجہ سے۔

اگر مرد نے گمان کیا اور شرط کوئی نہ رکھی کہ مثلاً عورت مسلمان ہے اور وہ کتابیہ نکلی یا آزاد ہے اور باندی نکلی اور یہ اس کے لیے حلال ہے تو ان صورتوں میں اسے کوئی اختیار نہیں اس لیے کہ گمان کی وجہ سے اختیار ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس نے خود کوتاہی کی ہے بحث اور شرط نہ رکھ کر اسی طرح اگر عورت نے ولی کو یہ گمان کرتے ہوئے نکاح کی اجازت دی کہ وہ اس کا کفو ہے اور اس کا فسق ظاہر ہوا یا اس کے نسب کی مہینگی یا پیشے کی برائی ظاہر ہوئی تو نہ عورت کو اختیار حاصل ہے نہ اس کے ولی کو کیونکہ غلطی ان دونوں کی جانب سے ہے کہ انہوں نے اسے شرط کیوں نہ رکھا لیکن اگر شوہر عیب دار ظاہر ہوا یا غلام ہوا اور آزادی تو عورت کو اختیار ہے۔

حنابلہ نے ایک اور تفصیل کی ہے۔ اگر مرد نے عورت کو دھوکا دیا جس کی وجہ سے کفو میں خلل آتا ہے جیسے آزادی اور ادنیٰ نسب تو عورت کو اختیار ہے فسخ کرے یا باقی رکھے اگر عورت نے باقی رکھنا پسند کیا تو اس کے اولیاء کو اعتراض کا حق ہے کفو نہ ہونے کی وجہ سے اگر اس وصف کا کفو میں اعتبار نہ ہو۔ جیسے فقہی ہونا، خوبصورت ہونا وغیرہ تو عورت کو اختیار نہیں کیونکہ ان چیزوں کا کفو میں اعتبار نہیں لہذا اس شرط کا کوئی اثر نہیں۔ اگر شوہر نے یہ شرط رکھی کہ عورت مسلمان ہو اور وہ کافر نکلی تو شوہر کو اختیار ہے کیونکہ یہ نقص ہے اور نقصان ہے جو اولاد تک متعدی ہوتا ہے اور اگر مرد نے شرط رکھی کہ باکرہ ہو اور وہ شبہ نکلی تو امام احمدؒ کے کلام میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ اسے اختیار حاصل نہیں اور دوسرا یہ کہ اسے اختیار حاصل ہے کیونکہ مقصود صفت کو شرط رکھا ہے۔ اور اگر کسی عورت سے اس گمان کے ساتھ نکاح کیا کہ وہ آزاد یا مسلمان ہے اور وہ اس کے خلاف نکلی تو بھی شوہر کو اختیار حاصل ہے۔

تیسری بحث: ناچاقی کی وجہ سے یا نقصان اور بری معاشرت کی وجہ تفریق:

ضرر اور شقاق (ناچاقی) کا مقصد..... وہ نزاع اور لڑائی جو بزرگی میں طعن کی وجہ سے ہو اور ضرر شوہر کا بیوی کو قول یا فعل سے تکلیف پہنچانا جیسے گالی گلوچ وغیرہ اور ظاہری مارنا یا کسی ایسی فعل پر آمادہ کرنا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اور عورت سے اعراض کرنا اور اس سے دوری اختیار کرنا بغیر کسی مباح سبب کے۔ ناچاقی کی وجہ سے ہونے والی تفریق میں۔

فقہاء کی رائے..... حنفیہ شوافع اور حنابلہ کے ہاں ❶ ناچاقی اور ضرر کی وجہ سے تفریق کرنا جائز نہیں چاہے وہ کتنی سخت ہی کیوں نہ ہو

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم..... ۳۶۷..... باب النکاح

اس لیے کہ ضرر دور کرنا طلاق کے بغیر بھی ممکن ہے کہ معاملہ قاضی اور حاکم کے پاس لے جایا جائے اور مرد کو تادیب کروائی جائے تاکہ وہ عورت کو تنگ کرنے سے باز آجائے۔ مالکیہ کے ہاں ❶ ناچاقی وغیرہ کی وجہ سے تفریق کرنا جائز ہے جھگڑا ختم کرنے کے لیے تاکہ ازدواجی زندگی جہنم نہ بن جائے اور مصیبت نہ بن جائے آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا ارشاد ہے لا ضرر ولا ضرار اس بنا پر عورت معاملہ کو قاضی کے پاس لے جائے اگر اس نے اپنے ضرر اور دعویٰ کو ثابت کر دیا تو قاضی اسے اس سے طلاق دلوائے اگر عورت دعویٰ ثابت کرنے سے عاجز آجائے تو دعویٰ ختم کر دیا جائے اگر اس نے دوبارہ دعویٰ کیا تو قاضی دو حکم بھیجے ایک عورت کی طرف سے اور ایک مرد کی طرف سے تاکہ وہ ان میں صلح کروادیں یا عوض لے کر تفریق کروادیں یا بغیر عوض کے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فان خفتم شقاق بینہما فابعثوا حکما من اہلہ وحکما من اہلہا..... النساء: ۵/۴

اور فقہاء کا اس میں اتفاق ہے کہ جب دونوں حکم اختلاف کریں تو ان کا قول نافذ نہ ہوگا اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ ان کا قول صلح اور زوجین کے اتفاق کرانے میں نافذ ہوگا اگرچہ زوجین نے انہیں وکیل نہ بھی بنایا ہو۔ اگر حکمین زوجین کے درمیان تفریق پر متفق ہو جائیں تو اس میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ آیا شوہر سے اجازت لینے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ جمہور کے ہاں حکم شوہر کی وکالت سے ایسا کرے دونوں کو یہ اختیار نہیں کہ وہ زوجین میں تفریق کرادیں شوہر کی وکالت دینے کے بغیر کیونکہ اصل یہ ہے کہ طلاق شوہر یا جسے شوہر نے وکیل بنایا ہو اس کے علاوہ کسی کے اختیار نہیں کیونکہ طلاق دینا شوہر کے ذمہ ہے اور مال خرچ کرنا عورت کے لہذا ان کی اجازت کے بغیر جائز نہیں۔

مالکیہ کے ہاں: دونوں حکموں کا قول تفریق یا اجتماع میں زوجین کی وکالت اور اجازت کے بغیر بھی نافذ ہوگا دلیل وہ روایت ہے جسے امام مالکؒ نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے حکمین کے بارے میں فرمایا: ان دونوں کے ذمہ ہے زوجین میں تفریق کرانا اور ان کو جمع کرنا امام مالکؒ فیصلہ کرنے والوں کو حاکم سے تشبیہ دیتے ہیں اور حاکم جب ضرر دیکھے تو اپنی رائے میں وہ آزاد ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے ارشاد میں انہیں حکم کا نام دیا ہے لہذا زوجین کی رضامندی کا اعتبار نہیں۔

حکمین (فیصلہ کرانے والوں کے لیے شرائط..... حکمین کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ دونوں مرد ہوں عادل ہوں اور اس چیز سے باخبر ہوں جو ان سے طلب کی جا رہی ہے اور مستحب یہ ہے کہ وہ زوجین کے خاندان سے ہوں ایک عورت کے خاندان سے اور ایک مرد کے خاندان سے آیت قرآنیہ کی وجہ سے۔ اگر دونوں ان کے خاندان کے نہ ہوں تو قاضی دواجنبی حکمین کو بھیجے اور اس میں بھی مستحسن یہ ہے کہ وہ زوجین کے پڑوسیوں میں سے ہوں جن کو زوجین کی حالت کی خبر ہو اور ان دونوں میں اصلاح کرنے کی قدرت بھی ہو۔

ناچاقی کی وجہ سے کی جانے والی تفریق کی نوعیت..... قاضی جو ناچاقی کی وجہ سے طلاق واقع کرے وہ طلاق بائن ہے کیونکہ ضرر صرف اسی سے ختم ہو سکتا ہے اس لیے کہ اگر طلاق رجعی ہو تو پھر دوران عدت شوہر رجوع کر سکے گا جس کی وجہ سے ضرر واپس لوٹ آئے گا۔

قانون کا مؤقف..... مصر اور شام کے قانون میں مالکی مذہب کو لیا ہے اور یہ دونوں قانون ناچاقی وغیرہ کی وجہ سے تفریق کی اجازت دیتے ہیں۔ مصری قانون نمبر ۲۵ سن ۱۹۲۹ء دفعہ (۶-۱۱) میں اور شامی قانون دفعہ (۱۱۲-۱۱۵) میں ناچاقی کی وجہ سے ہونے والی تفریق کی تصریح ہے اور یہ احکام دونوں قانونوں میں متفق ہیں الا یہ کہ مصری قانون میں بیوی کی نافرمانی کی وجہ سے تفریق کا حکم نہیں اور شامی قانون میں مالکی مذہب کے مطابق زوجین میں سے کسی ایک کے ضرر کی وجہ سے تفریق کو لیا گیا ہے۔ اور شامی قانون ۱۹۷۵ء (دفعہ: ۱۱۲/۳) میں انہوں

❶..... الشرح الكبير والدسوقي ۲/۲۸۱، ۲۸۵ القوانین الفقہیة: ۲۱۵ مغنی المحتاج ۲/۲۰۷ المغنی: ۵۲۳/۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱،

نے عدول کیا ہے کہ فی الحال تفریق کا حکم نہ کیا جائے بلکہ قاضی محاکمہ کو اتنی مدت تک جو ایک ماہ سے کم نہ ہو مؤخر کرے جب ضرر ثابت نہ ہو تو انہیں مصالحت پر آمادہ کرے۔ میں شام کے قانون کی دفعات کو مختصر طور پر ذکر کروں گا۔

جب زوجین میں سے کوئی ایک دوسرے پر نقصان کا دعویٰ کرے تو اس کے لیے قاضی سے تفریق طلب کرنا جائز ہے (۱/۱۱۲) اور جب ضرر ثابت ہو جائے اور قاضی ان کے درمیان صلح و اصلاح سے عاجز آجائے تو ان کے درمیان تفریق کر دے اور یہ طلاق بائن ہوگی (۲/۱۱۲) اگر ضرر ثابت نہ ہو تو قاضی اتنی مدت مہلت دے جو ایک ماہ سے کم نہ ہو اگر مدعی پھر بھی شکایت پر اصرار کرے تو قاضی زوجین کے خاندان میں سے دو حکم بھیجے ورنہ جن میں قاضی ان کے درمیان اصلاح کرنے کی قدرت پائے انہیں بھیجے اور انہیں حلف دے کہ وہ عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں گے (۳/۱۱۲) اور حکمین پر لازم ہے کہ وہ زوجین میں پائی جانے والی ناچاقی کے اسباب تلاش کریں پھر انہیں قاضی کی نگرانی میں ایک جگہ جمع کریں (۱/۱۱۳) اور فیصلہ میں کسی ایک فریق کا حاضر نہ ہونا باوجود اطلاع کے مؤثر نہ ہوگا (۲/۱۱۳) اور حکمین پہلے زوجین کے درمیان اصلاح کے سلسلہ میں کوشش کریں اگر اس سے عاجز آگئے اور تکلیف یا اکثر تکلیف شوہر کی طرف سے ہو تو طاق بائن کے ذریعہ تفریق کر دی جائے (۱/۱۱۴) اور اگر نافرمانی بیوی کی طرف سے ہو یا دونوں کے درمیان مشترک ہو تو پھر تمام مہر یا کچھ مہر پر تفریق کر دی جائے (۲/۱۱۴) اور حکمین کو اختیار ہے کہ وہ زوجین میں سے کسی ایک کی طرف سے بھی ناچاقی نہ ہونے کی وجہ سے تفریق کر دیں اس طور پر کہ شوہر بیوی کے بعض حقوق سے بری ذمہ ہو جبکہ عورت بھی اس پر راضی ہو اور ناچاقی دونوں میں مستحکم ہو (۳/۱۱۴) اگر حکمین آپس میں اختلاف کریں تو قاضی ان کے علاوہ ایک اور کو حکم مقرر کر کے ان کے ساتھ ملائے وہ ثالث ہو اور ترجیح دینے والا ہو۔ اور اسے قسم دے جیسا کہ پہلے دو حکمین کو عدل و انصاف سے فیصلہ کرنے پر قسم دی تھی (۴/۱۱۴) اور حکمین تفریق کے مالک نہیں وہ اپنے فیصلہ کو قاضی کے پاس لے جائیں گے اگر اس میں کوئی علت نہیں اور معاملہ قاضی کے سپرد کیا جائے گا فیصلہ کا کہ وہ اس کے مطابق فیصلہ دے یا ان کے فیصلہ کو کالعدم قرار دے اور ایک مرتبہ پھر دو نئے حکم مقرر کرے۔ (۱۱۵)

یاد رہے کہ حکمین کے ذمہ یہ ہے کہ وہ اولاً ان کے درمیان اصلاح کرائیں پھر قاضی کے ہاں تفریق کا فیصلہ لے کر جائیں طلاق کے معاملہ میں احتیاط کی وجہ سے لیکن مالکی مذہب میں جو ہے وہ یہ کہ حکمین خود طلاق واقع کریں کیونکہ قاضی کی جانب سے کامل تفویض ہے جب قاضی نے حکمین کی صلاحیت کو فیصلہ کرنے کا مقید کیا جیسا کہ قانون میں ہے تو پھر اس معاملہ میں مالکیہ کی مخالفت بھی نہیں۔

چوتھی بحث: ظلم کی وجہ سے طلاق..... تعسف اپنے حق کو استعمال کرنے میں غلطی کرنا جو کسی دوسرے کو نقصان پہنچائے شام کے قانون میں (دفعہ ۱۱۶-۱۱۷) میں ظلم کی دو حالتیں ذکر کی ہیں طلاق کے استعمال کے لیے اور مرض الموت میں طلاق دینا یعنی طلاق فار اور بغیر کسی معقول سبب کے طلاق دینا۔ ①

پہلی بات: مرض الموت کی طلاق..... یہ بات پہلے بیان ہو چکی کہ جب شوہر بیوی کو مرض الموت میں طلاق بائن دے یا جو مرض الموت کے حکم میں صورتیں ہیں جیسے کشتی کے غرق ہوتے وقت وغیرہ تو بالاتفاق فقہاء کے ہاں طلاق نافذ ہو جاتی ہے اور شوائع کے ہاں عورت وارث نہیں ہوگی اگرچہ شوہر میراث سے فرار اختیار کرنا چاہتا ہو اور دوران عدت مر بھی جائے کیونکہ طلاق بائن تو ازدواجی تعلق کو ختم کر دیتی ہے۔ شام اور مصر کے قانون میں شوائع کے علاوہ جمہور کے قول کو لیا گیا ہے کہ عورت وارث ہوتی ہے اگر شوہر دوران عدت مر جائے اور حنا بلہ کے ہاں اگر عدت کے بعد بھی مر جائے تو بھی عورت وارث ہوگی اگر شادی نہ کی ہو اور مالکیہ کے ہاں شادی بھی کر لی ہو تب بھی وارث ہوگی۔

شامی قانون کی تصریح دفعہ ۱۱۶ اس طرح ہے جو شخص مرض الموت میں یا ایسی حالت میں جس میں ہلاکت غالب ہو اپنی بیوی کی رضامندی

①..... طلاق التعسف وان وقع بارادة الزوج لا بالتفريق القضائي فللقاضي دور الاشراف والرقابة والتحقيق من كونه تعسفا.

کے بغیر کوئی ایسا سبب اختیار کرے جس سے بیوی بائنہ ہو جاتی ہے اور شوہر اسی مرض اور اسی حالت میں مر جائے اور عورت عدت میں ہو تو عورت وارث ہوگی اس شرط کے ساتھ کہ اس کی وارثت کی اہلیت بائنہ ہونے سے موت تک اسی طرح ہو۔ طلاق کے باوجود وارث ہونے کا سبب یہ ہے کہ شوہر نے مقصود کی نفیض والا معاملہ کیا ہے کیونکہ اس نے بیوی کے میراث کے حق کو باطل کرنے کا ارادہ کیا ہے لہذا اس کا ارادہ اسی پر لوٹے گا جب تک عدت باقی ہو کیونکہ زوجین کے آثار باقی ہیں اگر قرآن اس پر دلالت کریں کہ اس نے میراث سے محروم کرنے کا ارادہ نہیں کیا بایں طور کہ طلاق عورت کی طلب کی وجہ سے ہو یا خلع ہو اور طلاق بائن کی عدت میں وارث نہ ہوگی اور طلاق رجعی کی عدت میں وارث ہوگی اور طلاق فرار میں عورت کے میراث پانے کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ طلاق کے وقت سے شوہر کی وفات تک وارثت کی مستحق ہو اگر وہ طلاق کے وقت میراث کی مستحق نہ تھی مثلاً کتابیہ تھی یا شوہر کی وفات کے وقت وارثت کی مستحق نہ تھی مثلاً طلاق کے وقت مسلمان تھی پھر وفات کے وقت مرتد ہو گئی تو وارث نہ ہوگی۔

دوسری بات: معقول سبب کے بغیر طلاق..... شام کے قانون دفعہ ۱۱ میں درج ذیل تصریح ہے۔ جب شوہر اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور قاضی کو معلوم ہو کہ شوہر نے بغیر کسی معقول سبب کے طلاق دینے میں ظلم کیا ہے اور اس طلاق کی وجہ سے بیوی کو تنگی ہوگی تو قاضی کے لیے جائز ہے کہ وہ عورت کے لیے اس کے طلاق دینے والے کے اوپر اس کی حالت اور ظلم کے بقدر عوض لگائے جو تین سال کے نفقہ سے زیادہ نہ ہو اور عدت کے نفقہ سے اوپر ہو اور قاضی کے لیے یہ بھی جائز ہے کہ وہ سارا عوض اکٹھا دلوادے یا ماہانہ مقرر کرے مقتضی حال کے مطابق اس تعدیل کو ۱۹۷۵ء میں دو چیزوں سے متضمن کیا ہے پہلی یہ ہے کہ عورت کو فقیر ہونے سے مقید نہیں کیا گیا اور تین سال کے عوض کو گزرے ہوئے سالوں کا بدل قرار دیا ہے اس جدید حکم کا اسناد وہ شرعی سیاست کے مبداء پر عمل ہے جو عورت پر ظلم کو منع کرتی ہے اور اس کے فاقہ کا عوض دلاتی ہے۔ اور کچھ یہ حکم اس متعہ (سامان) کی طرف بھی منسوب ہوتا ہے جو مطلقہ عورت کو دیا جاتا ہے جسے بعض فقہاء نے واجب قرار دیا ہے اور بعض نے اسے پسند کیا ہے اور قرآن کریم نے اس کی ترغیب دی ہے اور اسے معروف قرار دیا ہے لہذا اس کی مقدار قاضی کے سپرد ہے کہ عرف کے مطابق مقرر کرے۔

پانچویں بحث: غائب رہنے کی وجہ سے تفریق:

پہلی بات: فقہاء کی آراء..... جب شوہر اپنی بیوی سے غائب ہو جائے اور اس کی وجہ سے بیوی کا نقصان ہو اور وہ اپنے اوپر فتنہ کا خوف رکھتی ہو تو اس صورت میں تفریق کے متعلق فقہاء کی دو رائے ہیں حنفیہ اور شوافع کے ہاں ❶ اگر شوہر غائب ہو جائے اور بہت عرصہ گزر جائے تو بیوی کو تفریق طلب کرنے کا حق نہیں کیونکہ تفریق کے حق میں کوئی دلیل شرعی قائم نہیں اور سبب تفریق متحقق نہیں ہوا اگر اس کی جگہ معلوم ہو تو حاکم اس شہر کے حاکم کے پاس بھیجے اور وہ اس پر نفقہ لازم کرے۔ مالکیہ اور حنابلہ کے ہاں ❷ اگر خاصہ عرصہ گزر جائے تو پھر تفریق جائز ہے اور زوجہ کو اس کی وجہ سے ضرر ہو اگرچہ شوہر بیوی کے لیے مال چھوڑ کر جائے جو وہ عدم موجودگی میں خرچ کرے کیونکہ بیوی کو اس کے نہ ہونے سے بہت نقصان ہوتا ہے اور ضرر کو بقدر ممکن دفع کیا جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: لا ضرر ولا ضرار۔ نیز عمر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے بارے میں جو اپنی بیویوں سے غائب ہو گئے تھے لکھا کہ انہیں نفقہ یا انہیں طلاق دے دو۔ لیکن ان میں غائب ہونے کی نوعیت اس کی مدت اور فی الحال تفریق کرنے اور تفریق کی نوعیت میں اختلاف ہے۔ مالکیہ کے ہاں: غائب ہونے کی نوعیت میں کوئی بھی فرق نہیں چاہے کسی عذر کی وجہ سے غائب ہو، مثلاً علم حاصل کرنے یا تجارت کے لیے یا بغیر عذر کے غائب ہو اور انہوں نے غائب رہنے کی

❶..... الدر المختار ۹۰۳/۲ مغنی المحتاج: ۴۲۲/۳ القوانین الفقہیہ ۲۱۶ الشر الصغیر: ۷۶/۲ کشف

القناع: ۱۲۳/۵ المغنی: ۵۸۸/۷۔

الفقہ الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم ۳۷۰ باب النکاح

مدت اور حد ایک سال اور اس سے زیادہ مقرر کی ہے اور ایک قول تین سال کا ہے اگر شوہر کے رہنے کی جگہ مجہول ہو تو قاضی بیوی کی طلب پر فوراً تفریق کر دے اور اسے حاضر ہونے یا طلاق دینے یا نفقہ بھیجنے کا کہے اس کے لیے مدت مقرر کرے دے اگر شوہر کی جگہ معلوم ہو۔ اور طلاق بائن ہوگی اس لیے کہ ہر وہ تفریق جو قاضی واقع کرے وہ طلاق بائن ہے سوائے ایلاء اور نفقہ نہ دینے کی تفریق کے۔

حنابلہ کے ہاں: غائب ہونے کی وجہ سے تفریق جائز ہے ہاں اگر کسی عذر کی وجہ سے غائب ہو تو پھر نہیں اور غائب رہنے کی مدت چھ ماہ یا اور کچھ زیادہ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غزوات میں وقت مقرر کرنے کی وجہ سے۔ اور جب عورت اپنے مدعی کو ثابت کر دے تو قاضی اسی وقت تفریق کر دے اور یہ تفریق فسخ ہے طلاق نہیں عد طلاق کم نہیں ہوگا کیونکہ یہ بیوی کی طرف سے فرقت ہے اور یہ فسخ ہی ہوتی ہے اور یہ تفریق صرف قاضی کے حکم سے ہوگی ورنہ اس کے لیے بھی عورت کی طلب کے علاوہ تفریق جائز نہیں کیونکہ یہ اس کا حق ہے لہذا بغیر طلب کے جائز نہیں۔

دوسری بات قانون کا موقف..... مصری قانون سن ۹۲۹ (دفعہ ۱۲، ۱۳) میں تصریح ہے کہ غائب ہونے کی وجہ سے تفریق جائز ہے ایک سال یا زیادہ کی صورت میں بغیر کسی قابل قبول عذر کی وجہ سے عورت کے ڈرانے کے باوجود کہ اسے طلاق دے دی جائے گی اگر وہ حاضر نہ ہو یا وہ اس کے پاس آجائے یا اسے طلاق دے دے اور یہ تفریق طلاق بائن ہوگی مالکی مذہب اختیار کرتے ہوئے۔ اور شام کے قانون میں غائب رہنے کی وجہ سے تفریق کے جواز کی تصریح دفعہ (۱۰۹) میں کی گئی ہے۔

۱..... جب شوہر بغیر کسی مقبول عذر کی وجہ سے غائب ہو یا اس کے لیے تین سال سے زیادہ مدت کے لیے قید کرنے کا حکم ہو تو اس کی بیوی کے لیے جائز ہے کہ وہ غائب ہونے یا قید ہونے کے ایک سال بعد قاضی سے تفریق طلب کرے اگرچہ اس کے پاس مال ہو جو وہ خرچ کرے۔

۲..... اور یہ تفریق طلاق رجعی ہے جب غائب واپس آ گیا یا قیدی چھوڑ دیا گیا اور عورت عدت میں ہو تو شوہر کے لیے رجوع کا حق ہے یہ تصریح اس پر دلالت کرتی ہے کہ تفریق کے لیے درجیل شرائط ہیں:

۱..... غائب ہونے کو ایک سال سے زیادہ کا عرصہ ہوا ہو۔

۲..... اس کا غائب رہنا کسی مقبول عذر کی وجہ سے نہ ہوا اگر کسی مقبول عذر کی وجہ سے ہو تو عورت کے لیے تفریق طلب کرنا جائز نہیں جیسے جہاد میں یا طالب علمی کے لیے غائب رہنا۔

اور بیوی کی طلب پر تفریق فی الحال ہوگی اگر شوہر کے رہنے کی جگہ معلوم نہ ہو لیکن اگر اس کی جگہ معلوم ہو تو قاضی اس سے بیوی کے پاس حاضر ہونے کا حکم کرے گا اور اس کے لیے متعین مدت مقرر کرے گا اگر اس نے ایسا نہ کیا تو قاضی دونوں میں تفریق کر دے گا اور یہ تفریق طلاق رجعی ہے اور یہ قانون مالکی مذہب کے خلاف ہے کہ ان کے ہاں طلاق بائن ہے اور حنبلی مذہب کے بھی خلاف ہے کہ ان کے ہاں فسخ ہے۔

چھٹی بحث: قید ہونے کی وجہ سے تفریق..... مالکیہ کے علاوہ جمہور فقہاء کے ہاں شوہر کے گرفتار اور قید ہونے کی وجہ سے تفریق جائز نہیں کیونکہ اس پر کوئی دلیل شرعی موجود نہیں۔ اور جیل میں قید ہونا وغیرہ حنابلہ کے ہاں عذر کی وجہ سے غائب ہونا نہیں۔ مالکیہ کے ہاں ① تفریق طلب کرنا جائز ہے جب سال یا اس سے زیادہ غائب رہے چاہے عذر کی وجہ سے ہو یا بغیر عذر کے کما تقدم اگر قید ہونے کی مدت سال ہو تو بیوی کے لیے تفریق طلب کرنا جائز ہے اور قاضی دونوں کے درمیان تفریق کر دے گا شوہر کو خط لکھنے یا اس کے انتظار کے بغیر

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم ۳۷۱ باب النکاح

ہی اور یہ تفریق طلاق بائن ہوگی۔ اور مصری قانون ۱۹۲۹ (دفعہ ۱۳) میں تصریح ہے کہ عورت کے لیے ایک سال گزرنے کے بعد تفریق طلب کرنا جائز ہے جبکہ شوہر کے حق میں تین سال یا اس سے زیادہ کی مدت سزا مقرر ہو اور طلاق بائن واقع ہوگی جیسا کہ مالکیہ کی رائے ہے اور شامی قانون میں اس تفریق اور غائب ہونے کی تفریق کو برابر رکھا گیا ہے۔

ساتویں بحث: ایلاء کے ذریعہ تفریق..... شام کے قانون میں ایلاء ظہار اور لعان کے سلسلہ میں کوئی بحث موجود نہیں۔

پہلی بات: ایلاء کی تاریخ معنی اور الفاظ..... ایلاء کا لغوی معنی حلف اور قسم اٹھانا۔ ایلاء اور ظہار جاہلیت میں طلاق ہوا کرتے تھے۔ اور عرب بیوی کو تکلیف دینے کے لیے اسے استعمال کرتے تھے۔ اس طور پر کہ ایک سال یا اس سے زیادہ کی مدت عورت سے دور رہنے کی قسم کرتے تھے پھر مدت کے اختتام پر دوبارہ حلف کر لیتے تھے پھر شریعت نے آ کر اس کے حکم کو تبدیل کر دیا اور اسے قسم قرار دیا اور یہ زیادہ سے زیادہ چار ماہ کے بعد ختم ہو جاتی ہے۔ اگر اس نے رجوع کیا تو وہ اپنی قسم میں حائث ہو جائے گا اور اگر اس نے حلف میں اللہ تعالیٰ یا اس کی صفات سے کچھ ذکر کیا تو اس پر کفارہ بھی لازم ہوگا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ❶ جاہلیت والوں کا ایلاء ایک سال دو سال یا اس سے زیادہ ہوا کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے چار ماہ مقرر فرمائے۔ پس جس کے ایلاء کے چار ماہ سے کم دن ہوں تو وہ ایلاء نہیں ہے شریعت نے اسے طلاق قرار دیا اس کی مدت مقرر کی، ایلاء کے سلسلہ میں فرمان باری تعالیٰ ہے:

لِّلَّذِينَ يُؤَلُّونَ مِنْ نِّسَاءِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُدٍ ۚ فَإِنْ فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ❷

وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ❸ البقرة: ۲۲۶/۲-۲۲۷

جو لوگ قسم کھا لیتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس جانے سے انکے لیے مہلت ہے چار مہینے کی پھر اگر باہم مل گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر ٹھہر لیا چھوڑ دینے کو تو بے شک اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اس آیت میں ایلاء کو من سے متعدی کیا ہے اور اصل یہ ہے کہ علی سے متعدی ہو اس لیے کہ یوں کا لفظ چھوڑنے دور رہنے کے معنی کو متضمن ہے گویا کہا گیا کہ وہ عورتوں سے اپنے آپ کو دور رکھتے ہوئے ایلاء کرتے ہیں اور نفی کا معنی رجوع ہے لغوی اعتبار سے اور فقہی اعتبار سے بالاتفاق اس سے ہمبستری مراد ہے۔ اور جمہور کے ہاں ایلاء حرام ہے ایذاء کی وجہ سے نیز یہ ترک واجب کی قسم ہے اور حنفیہ کے ہاں مکروہ تحریمی ہے۔

شرعی طور پر ایلاء..... اللہ تعالیٰ یا اس کی صفات میں سے کسی صفت کے ساتھ قسم اٹھایا یا نذر ماننا یا طلاق معلق کرنا مخصوص مدت تک بیوی کے قریب جانے کو چھوڑنے کی۔ یہ تعریف حنفیہ کے ہاں ہے ❶ بچے اور مجنون کا ایلاء درست نہیں اور ان کے ہاں کافر کا ایلاء درست ہے کیونکہ وہ طلاق کا اہل ہے اور مالکیہ نے ایلاء کی تعریف یوں کی ❷ کسی مسلمان شوہر مکلف کا قسم اٹھانا اپنی بیوی سے ہمبستری ترک کرنے کی چار ماہ سے زیادہ اور وہ عورت مرض نہ ہو اور شوہر کا وطی کرنا ممکن ہو چاہے حلف اللہ تعالیٰ کی صفات کے ساتھ ہو یا نام کے ساتھ طلاق کے ساتھ ہو یا مکہ کی طرف چل کر جانے کا وغیرہ تعریف سے واضح ہو گیا کہ مالکیہ کے ہاں ایلاء خاص ہے مسلمان شوہر کے ساتھ نہ کر کافر کی اور مکلف سے عاقل بالغ مراد ہے نہ کہ بچہ اور مجنون اور وطی ممکن ہونے سے اگرچہ نشہ میں ہو نہ کہ مجبوب اور خصی اور شیخ فانی ان کی ایلاء معتبر نہیں جیسا کہ دودھ پلانے والی سے ایلاء نہیں ہوتا کیونکہ اس سے وطی چھوڑنا بچے کی اصلاح کے لیے ہے اور نہ ہی چار ماہ سے کم ایلاء ہے۔ اور شوافع نے تعریف کی ہے ❸ ایسے شوہر کا حلف اٹھانا جس کی طلاق صحیح ہو اپنی بیوی سے ہمبستری چھوڑنے کی مطلقاً یا چار ماہ سے زیادہ کی اور مذہب جدید کے مطابق چاہے حلف اللہ کے نام سے ہو یا صفات سے یا طلاق کی یمن سے مثلاً جیسے اگر میں نے تجھ سے ہمبستری کی تو تیری سوکن کو طلاق ہے یہ یمن۔

❶ البدائع: ۱۷۱/۲ وما بعده۔ ❷ الدر المختار: ۷۴۹/۲ الباب ۵۹/۳ البداء: ۱۶۱/۳۔ ❸ الشرح الصغير: ۶۱۹/۲

ہے اس سے حائض ہونے کی وجہ سے حق لازم ہوتا ہے۔

لہذا اس سے ایلاء درست ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے نام سے قسم یا نذر ہو مثلاً اگر میں تجھ سے ہمبستری کروں تو میرے ذمہ اللہ کے لیے نماز روزہ یا حج ہے اور یہ مالکیہ کے ساتھ متفق ہیں۔ بچے اور مجنون کا ایلاء درست نہیں اور مکرمہ کا کیونکہ ان کی طلاق درست نہیں اور اسی طرح عنین اور محبوب کا ایلاء بھی درست نہیں اگرچہ ان کی طلاق تو صحیح ہے لیکن ان کا ایلاء درست نہیں کیونکہ اس سے تکلیف کا ارادہ متحقق نہیں ہوتا جماع سے رکنے کی وجہ سے۔

اور حنابلہ نے ❶ تعریف کی ہے جس شوہر کا جماع ممکن ہے اس کا حلف اٹھانا اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کے ساتھ اپنی بیوی جس سے جماع ممکن ہے پر ترک و طی کا۔ اگرچہ حلف دخول سے پہلے ہو اور مطلقاً یا چار ماہ سے زیادہ کا اور اس کی نیت بھی کرے عنین اور محبوب کا ایلاء درست نہیں کیونکہ ان کے لیے جماع کرنا ممکن نہیں اور اسی طرح طلاق اور نذر کے حلف سے بھی ایلاء درست نہیں اور رتقاء وغیرہ عورتوں سے بھی ایلاء درست نہیں۔ اور اس بناء پر شوافع اور حنابلہ کے ہاں بھی حنفیہ کی طرح کافر کا ایلاء درست ہے۔

ایلاء کے الفاظ..... ایلاء یا تو صریح الفاظ سے ہو گا یا ایسے کنائی الفاظ سے جو جماع سے رکنے پر دلالت کرتے ہوں ❷ حنفیہ اور مالکیہ کے ہاں ایلاء کے صریح الفاظ: شوہر کا بیوی کو یہ کہنا: بخدا: میں تیرے قریب نہیں آؤں گا یا میں تجھ سے جماع نہیں کروں گا یا میں تجھ سے ہمبستری نہیں کروں گا یا میں تجھ سے غسل جنابت نہیں کروں گا اور اس طرح کے وہ سارے الفاظ جن سے قسم منعقد ہوتی ہے یا اس کا کہنا بخدا میں چار ماہ تک تیرے قریب نہ آؤں گا حتیٰ کہ اگر کلام حائضہ عورت سے متوجہ ہو کر کرے کیونکہ مدت متعین کر دی ہے یا جمہور کے ہاں اس کا کہنا اگر میں تیرے قریب آؤں تو مجھ پر حج ہے یا اس طرح کا کوئی کام ذکر کرے جس کا کرنا مشکل ہے رہ گیا وہ کام جس کا کرنا مشکل نہیں مثلاً میرے اور پر دو رکعت نماز ہے تو حنفیہ کے ہاں یہ ایلاء نہیں کیونکہ اس میں مشقت نہیں برخلاف اس کے کہ کہے میں سو رکعت پڑھوں گا اس صورت میں وہ ایلاء کرنے والا ہے یا اس کا کہنا اگر میں تیرے قریب آیا تو تجھے طلاق اس بناء پر حنفیہ کے ہاں صریح دو لفظ ہیں ایک لفظ جماع اور جو اس کے معنی میں ہیں اور ان سے ان کی تعبیر ہوتی ہے ❸ اور جو الفاظ صریح کے قائم مقام ہیں وہ تین ہیں قربان، مباحضہ اور و طی۔ شوافع کے ہاں ایلاء کے صریح الفاظ ترک و طی پر حلف یا جماع پر یا باکرہ کے بکارت پر۔ وغیرہ۔ اور حنابلہ کے ہاں صریح تین الفاظ ہیں وہ بخدا میں تیرے پاس نہیں آؤں گا یا دخول نہیں کروں گا یا میں اپنے ذکر کو تیری فرج میں غائب نہیں کروں گا اور میں تیری بکارت نہیں ختم کروں گا یہ باکرہ کے ساتھ خاص ہے اور ان کے ہاں حکم اور قضاء کے اعتبار سے دس الفاظ ہیں اور ان میں ان کی تصدیق کی جائے گی دیانہ؟ جو ان کے اور اللہ کے درمیان ہے اور وہ میں تجھ سے و طی نہیں کروں گا تجھ سے جماع نہیں کروں گا تجھ تک نہیں پہنچوں گا تجھ سے مباشرت نہیں کروں گا تجھ سے چھوؤں گا تیرے قریب نہیں آؤں گا تیرے پاس نہیں آؤں گا۔ تجھ سے مباحضہ نہیں کروں گا تجھ سے باعلہ نہیں کروں گا تجھ سے غسل نہیں کروں گا یہ الفاظ قضاء صریح ہیں اور عرفی طور پر و طی میں استعمال ہوتے ہیں اور شوافع کے ہاں جدید مذہب کے مطابق الفاظ ملائم مباحضہ مباشرہ اتیان عشیان قربان افضاء مس دخول وغیرہ کنایہ ہیں اور و طی کی نیت کے محتاج ہیں اس لیے کہ ان کے لیے و طی کے علاوہ بھی حقائق ہیں اور و طی کے الفاظ کی طرح یہ اس میں مشہور نہیں اور ایلاء کا اصل حکم ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لِّلَّذِينَ يُؤَلُّونَ مِنْ نِّسَاءِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ ۚ فَإِنْ فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ❹

وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ❺ البقرة: ۲۲۶-۲۲۷

❶..... كشف القناع ۴۰۶/۵ الدر المختار: ۴۵۲/۲-۴۶۰ البدائع ۱۶۲/۳ الباب: ۶۳، ۶۲/۳ الشرح الصغير

۲۲۳-۶۲۰/۲ الشرح الكبير: ۴۲۸/۲ مغنی المحتاج: ۳۴۵/۳ المغنی: ۳۱۵/۴ كشف القناع: ۴۰۸/۵ الاحیاء فی الدین

ای فی بیان احکام الدین للناس فیما یصدر عنهم عادة۔

جو لوگ قسم کھا لیتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس جانے سے ان کے لیے مہلت ہے چار مہینے کی پھر اگر باہم مل گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر ٹھہرا لیا چھوڑ دینے کو تو بے شک اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔ اور کنایہ الفاظ یہ ہیں۔ وہ الفاظ جو نیت کے محتاج ہوتے ہیں حنفیہ کے ہاں درج ذیل الفاظ سے قسم اٹھائے۔ مثلاً میں تجھے نہیں چھوؤں گا تیرے پاس نہیں آؤں گا تجھے نہیں چھپاؤں گا تیرے بستر کے پاس نہیں آؤں گا تیرے پاس داخل نہیں ہوں گا اور اگر کہا تو مجھ پر حرام ہے اور حرمت کی نیت کی تو ایلاء ہے اور اگر کچھ بھی نیت نہ کی تو بھی اور اگر ظہار کی نیت کی تو ظہار ہے اور اگر جھوٹ کی نیت کی تو قضاء ایلاء ہے کیونکہ حلال کو حرام قرار دینا یمنین ہے اور دیانہ یہ باطل ہے۔ اور حنا بلہ کے ہاں وہ الفاظ کنا جن میں بغیر نیت کے ایلاء نہیں ہوتا وہ ہیں جو سابقہ صریح الفاظ کے علاوہ ہیں۔ جیسے شوہر کا کہنا بخدا میرا اور تیرا سر کوئی چیز جمع نہیں کرے گی میں تیرے بستر کے قریب نہ آؤں گا میں تیرے پاس ٹھکانہ نہ پکڑوں گا میرے غائب رہنا تجھ سے کافی لمبا ہوگا میری جلد تیری جلد کو نہیں چھوئے گی وغیرہ۔ اگر ان الفاظ سے اس نے جماع کا ارادہ کیا اور اس کا اعتراف کیا تو وہ ایلاء کرنے والا ہوگا ورنہ نہیں۔

کیونکہ یہ الفاظ جماع کے لیے ظاہری طور پر نہیں جیسے کہ پہلے الفاظ ظاہر تھے اور نص بھی ان کے استعمال میں وارد نہیں الا یہ کہ ان الفاظ کی دو قسمیں ہیں ایک قسم ان میں کی جماع کی نیت اور مدت دونوں کی محتاج ہے اور وہ ”لا سوانک“ مجھے ضرور بضر و ضرورت تکلیف پہنچاؤں گا تجھے ضرور بضر و غصہ دلاؤں گا۔ میرا غائب رہنا تجھ سے طویل ہوگا تو جب تک ترک جماع کی نیت اور مدت جو چارہ ماہ سے زیادہ کی نیت نہ کرے تو مولیٰ (ایلاء کرنے والا) نہیں ہوگا۔ اور باقی الفاظ میں صرف ترک جماع کی نیت ہی ہے۔ مولیٰ ہوگا۔

ایلاء کی زبان..... ایلاء ہر زبان میں درست ہے چاہے عربی ہو یا عجمی ❶ اور چاہے مولیٰ اچھی طرح عربی جانتا ہو یا نہ عجمی کا عربی میں ایلاء درست ہے اور عربی کا عجمی زبان میں ایلاء درست ہے بشرطیکہ یہ معنی سمجھتے ہوں جیسا کہ طلاق میں اس لیے کہ قسم عربی کے بغیر بھی منعقد ہوتی ہے اور اس پر کفارہ واجب ہوتا ہے۔ اور مولیٰ وہ ہے جو حلف اٹھاتا ہے اپنی بیوی سے ہمبستری چھوڑنے پر اور وہ اس سے قسم کے ساتھ رکھتا ہے۔

دوسری بات: ایلاء کے ارکان و شرائط:

حنفیہ کے ہاں ایلاء کا رکن..... اپنی بیوی کے پاس جانے سے ایک مدت تک رکنے کی قسم اٹھانا اگرچہ وہ ذمی عورت ہو اور وہ ان الفاظ سے ہو جن سے ایلاء منعقد ہوتا ہے اور وہ الفاظ صریح ہوں یا کنایہ اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ ایلاء کی شرائط ہیں اور ایلاء باقی قسموں کی طرح حالت رضا اور غصہ دونوں میں منعقد ہوتا ہے اور جمہور کے ہاں ایلاء کے چار ارکان ہیں۔ حالف، مخلوف، بہ، مخلوف علیہ اور مدت۔ ❷

۱۔ حالف..... مولیٰ ہے اور مالکیہ کے ہاں وہ مسلمان عاقل بالغ شوہر ہے جس کا جماع کرنا ممکن ہو آزاد ہو یا غلام صحیح ہو یا مریض ذمی کا ایلاء صحیح نہیں۔ اور حنفیہ کے ہاں ہر وہ شخص جس کی طلاق صحیح ہو اور وہ عاقل بالغ نکاح کا مالک او اسے اپنی ملک کی طرف منسوب کرنے والا یا وہ جس کے لیے اپنی بیوی سے قربت حاصل کرنا ممکن نہ ہو الا یہ کہ کوئی مشقت والی چیز اس کے لازم ہو جائے پس بچے اور مجنون کا ایلاء درست نہیں کیونکہ یہ دونوں طلاق کے اہل نہیں اور ذمی کا ایلاء درست ہے کیونکہ کافر طلاق کا اہل ہے اور غلام کا ایلاء بھی صحیح ہے جس کا مال سے تعلق نہ ہو مثلاً اگر میں تیرے قریب آؤں تو میرے ذمہ روزے حج یا عمرہ ہے یا میری بیوی کو طلاق ہے یا بخدا میں تیرے پاس نہیں آؤں گا اگر وہ حائض ہو گیا تو اس پر روزہ کے ذریعہ کفارہ لازم ہے اور وہ ایلاء جو مال سے متعلق ہے یہ کہ اگر میں تیرے قریب آؤں تو میرے ذمہ غلام آزاد کرنا ہے یا

❶..... المغنی: ۳۱۷/۷ مغنی المحتاج: ۳۲۳/۳۔ ❷ القوانین الفقہیہ ۲۲۱ مغنی المحتاج: ۳۲۳/۳ المہذب ۱۰۵/۲ الشرح

الکبیر: ۲۲۶/۲ المغنی: ۲۹۸/۷ كشف القناع ۲۰۶/۵ غایۃ المنتہی: ۱۸۸/۳ الدر المختار: ۵۰/۲ البدائع: ۱۷۱/۳

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم..... ۳۷۴..... باب النکاح

میں اتنا صدقہ کروں گا تو یہ غلام کا ایلاء درست نہیں کیونکہ وہ مال کا اہل نہیں اسی طرح اگر کسی نے اجنبی عورت سے کہا یا جس کو تین طلاقیں دے دی ہوں یا جو اس سے بائن ہے کہ بخدا میں تیرے قریب نہیں آؤں گا تو یہ ایلاء درست نہیں کیونکہ یہ نکاح کا مالک نہیں لیکن اگر یہ اس نے ملکیت کی طرف منسوب کیا اور اجنبی عورت سے کہا یا بائنہ سے کہا اگر میں نے تجھ سے شادی کی تو بخدا تیرے قریب نہیں آؤں گا تو یہ ایلاء کرنے والا ہے۔ اور شوافع کے ہاں مولیٰ: ہر وہ شوہر ہے جس کی طلاق صحیح ہو یا وہ شوہر جو بالغ ہو عاقل ہو اور وطی پر قادر ہو پس بچے مجنون، مکرہ، محبوب اور شل کا ایلاء درست نہیں اور اسی طرح اتقاء اور قرناء عورت سے بھی ایلاء درست نہیں اس لیے کہ اس سے ایلاء کا ارادہ اور ایذاء متحقق نہیں کیونکہ فی نفسہ یہ ممتنع ہے اور مریض، قیدی، آزاد غلام، مسلمان کا فرخصی، نشئی کا ایلاء درست ہے کیونکہ ان کی طلاق صحیح ہے۔ اور حنابلہ کے ہاں حلف اٹھانے والا مولیٰ ہر وہ شوہر جو جماع کر سکتا ہو وہ اللہ تعالیٰ یا اس کی صف کے ساتھ حلف اٹھائے اپنی بیوی سے وطی نہ کرنے کی چارہ ماہ تک پس وطی سے عاجز کا ایلاء درست نہیں جیسے عنین، شل، محبوب اور نہ ہی اس کی نذر اور طلاق وغیرہ کے ساتھ درست ہے، اسی طرح رتقاء وغیرہ عورتوں سے ایلاء درست نہیں اور نہ ہی سمجھدار بچے مجنون اور بے ہوش کا ایلاء درست ہے اور نہ کافر غلام، غصہ والے، نشہ والے اور اس مریض کا ایلاء جس کی شفاء کی امید ہو اور اس شخص کا جس نے بیوی سے ہمبستری نہ کی ہو کا ایلاء درست ہے اس سے ثابت ہوا جمہور کے ہاں کافر کا ایلاء جائز ہے اور مالکیہ کے ہاں ناجائز۔

۲۔ محلوف بہ..... وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات میں بالاتفاق اور اسی طرح جمہور کے ہاں سوائے حنابلہ کے ہر وہ قسم جس سے اس کا حکم لازم آتا ہو جیسے طلاق، عتاق اور نماز روزہ اور حج وغیرہ کی نذر اور حنابلہ نے محلوف بہ کو اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کے ساتھ خاص کیا ہے نہ کہ طلاق اور نذر وغیرہ۔

مالکیہ اور حنابلہ کی رائے جس نے بغیر یمین کے وطی چھوڑ دی تو اگر اس سے اسے تکلیف دینے کا ارادہ ہو تو اسے بھی ایلاء کا حکم لازم ہوگا اس کے لیے بھی چار ماہ کی مدت حد مقرر ہے پھر اس کے لیے ایلاء کا حکم مقرر ہوگا کیونکہ یہ اس سے وطی ترک کرنے والا ہے اسے تکلیف دینے کے ارادہ سے لہذا یہ بھی مولیٰ کے مشابہ ہو گیا۔ اور اسی طرح جس نے اپنی بیوی سے ظہار کیا اور ظہار کا کفارہ ادا نہ کیا تو اس کے لیے ایلاء کی مدت مقرر کی (جاتی ہے) لہذا یہ مولیٰ کے مشابہ ہے اور اس کے لیے ایلاء کا حکم ثابت ہوگا کیونکہ اس نے اس سے ضرر دینے کا ارادہ کیا ہے۔

۳۔ محلوف علیہ..... وہ جماع ہے ہر وہ لفظ جو اس کا تقاضا کرتا ہو مثلاً میں تجھ سے جماع نہیں کروں گا اور تجھ سے غسل نہیں کروں گا اور میں تیرے قریب نہیں آؤں گا اور اس کے مشابہ صریح اور کنایہ الفاظ گزشتہ۔

۴۔ مدت..... حنفیہ کے علاوہ جمہور کے ہاں یہ کہ شوہر حلف اٹھائے کہ وہ اپنی بیوی سے چار ماہ سے زیادہ وطی نہ کرے گا اور حنفیہ کے ہاں: کم سے کم مدت چار ماہ ہیں اور اس سے زیادہ اگر اس نے تین ماہ کا حلف اٹھایا یا چار ماہ کا تو جمہور کے ہاں مولیٰ نہیں اور چار ماہ کی صورت میں حنفیہ کے ہاں وہ مولیٰ ہے اور چار ماہ سے کم مدت میں مولیٰ نہیں اور ان کے اختلاف کا سبب فی کے اختلاف کی وجہ سے ہے اور وہ عورت سے رجوع کرنا ہے کیا وہ چار ماہ سے پہلے رجوع کرے یا مدت ختم ہونے کے بعد حنفیہ کے ہاں رجوع مدت گزرنے سے پہلے ہوگا لہذا ایلاء کی مدت چار ماہ ہے اور جمہور کے ہاں رجوع چار ماہ گزرنے کے بعد ہوگا تو ایلاء کی مدت چار ماہ سے بڑھ جائے گی۔

ایلاء کی شرائط..... حنفیہ کے ہاں: ① ایلاء کی درج ذیل شرائط ہیں:

۱۔ عورت کا محل ہونا یعنی بیوی ہونا اگرچہ حکماً ہی ہو جیسے طلاق رجعی کی عدت گزارنے والی ایلاء کے وقت اگر عورت تین طلاقیں کی جہت بائن ہو یا لفظ بائن سے بائن ہو تو اس سے ایلاء درست نہیں۔

الفقه الاسلامی وادلتہ... جلد نہم ۳۷۵ باب النکاح

- ۲... شوہر طلاق کا اہل ہونا پس ذمی کا ایلا، درست ہے ان چیزوں کے علاوہ جو قربت محض ہیں جیسے روزہ حج وغیرہ اور ذمی کے ایلاء کے درست ہونے کا فائدہ اگرچہ اس پر حاث ہونے سے کفارہ لازم نہیں آتا لیکن اگر اس مدت میں اس کے پاس نہ گیا تو طلاق واقع ہو جائے گی۔
- ۳... کسی مکان کے ساتھ مقید نہ کرے کیونکہ دوسری جگہ عورت کے قریب جانا ممکن ہے۔
- ۴... بیوی کے ساتھ کسی غیر اجنبی جمع نہ کرے کیونکہ اس صورت میں بغیر کسی شے کے لازم آئے اپنی بیوی کے ساتھ قربت ممکن ہے۔
- ۵... رکنا صرف اس سے جماع سے ہو۔
- ۶... مدت مقررہ چار ماہ میں بیوی سے جماع نہ کرے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے طلاق کے عزم کو اس کے وقوع کے ساتھ مشروط کیا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۲۲۷﴾ البقرة: ۲۲۷/۲

اگر طلاق کا ارادہ کر لیا تو اللہ بے شک سننے والا اور جاننے والا ہے اس میں لفظ ان شرط ہے اور عزم الطلاق سے مراد دوران مدت رجوع نہ کرنا ہے، اور ان کی دلیل کہ مدت چار ماہ ہے یہ ہے کہ رجوع چار ماہ کی مدت میں ہی ہو سکتا ہے نہ کہ اس کے بعد۔

حنابلہ اور دوسرے مذاہب اربعہ نے ایلاء کے لیے درج ذیل شرائط ذکر کی ہیں ① شوہر اللہ جل جلالہ کے نام نامی سے یا اس کی صفات میں سے کسی صفت سے قسم اٹھائے کہ وہ اپنی بیوی سے چار ماہ سے زیادہ ہمبستری نہ کرے گا یا مالکیہ شوافع اور حنفیہ کے ہاں طلاق عتاق کے ساتھ یا مال کے صدقہ یا حج کی نذر کے ساتھ یا ظہار کے ساتھ ہمبستری نہ کرنے کا حلف اٹھالے۔ جیسا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا: ہر وہ قسم جو جماع سے مانع ہو وہ ایلاء ہے کیونکہ یہ بھی قسم ہے جو عورت سے جماع کرنے سے مانع ہے لہذا یہ بھی ایلاء ہے حلف باللہ کی طرح نیز طلاق اور عتاق کو ہمبستری پر معلق کرنا حلف ہے لہذا یہ مولیٰ ہے کیونکہ قسم کے ذریعہ ممانعت جماع محقق ہے یعنی شرط اور جزاء کا ذکرنا اور حنابلہ کے ہاں مشہور روایت کے مطابق طلاق عتاق کے ساتھ حلف ایلاء نہیں کیونکہ مطلق ایلاء وہ قسم ہی ہے دلیل ابی اور ابن عباسؓ کی قرأت ہے: **لِلَّذِينَ يُقْسِمُونَ يُولُونَ** کی جگہ پر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے **يُولُونَ** کی تفسیر **يُخْلِفُونَ بِاللَّهِ** سے کی ہے اور شرط سے معلق کرنا قسم نہیں لہذا ایلاء بھی نہیں اور اسے مجاز قسم کیا جاتا ہے کیونکہ قسم کے مشہور معنی میں یہ شریک ہے اور وہ معنی کسی فعل پر ابھارنا یا اس سے باز رکھنا یا خبر کی تاکید ہے اور جب کلام مطلق ہو تو اسے حقیقت پر محمول کرتے ہیں نہ کہ مجاز پر اور اگر شوہر نے کہا: اگر میں تجھ سے ہمبستری کروں تو اللہ کے لیے مجھ پر روزے یا حج یا عمرہ ہے تو جمہور کے ہاں یہ ایلاء ہے اور حنفیہ نے مشقت والے فعل سے مقید کیا ہے نہ کہ دو رکعت نماز سے اس میں مولیٰ نہ ہوگا مشقت نہ ہونے کی وجہ سے البتہ سو رکعت کا التزام اس میں مولیٰ بنا دیتا ہے۔

- ۱... اور حنابلہ کے ہاں اس صورت میں بھی ایلاء نہیں جب وہ ہمبستری ترک کرنے پر قسم اٹھائے نذر یا مال کے صدقہ کرنے یا حج یا ظہار کی یا مباح کو حرام کرنے کی تو شوہر مولیٰ نہ ہوگا کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کی قسم نہیں اٹھائی لہذا کعبہ کی قسم اٹھانے کے مشابہ ہو گیا۔
- ۲... یہ کہ چار ماہ سے زیادہ ہمبستری نہ کرنے کی قسم اٹھائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حلف اٹھانے والے کے لیے چار ماہ کا انتظار رکھا ہے جب اس نے چار ماہ ایلاء سے کم کا حلف اٹھایا تو تبص و انتظار کا کوئی معنی نہیں کیونکہ ایلاء کی مدت اس سے پہلے ختم ہو جائے گی یا اس کے ختم ہوتے ہی یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس مدت سے کم میں وہ مولیٰ نہیں نیز چار ماہ سے کم میں وطی چھوڑنے پر ضرر متحقق نہیں ہوتا دلیل ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کتنے عورت شوہر سے عہد کر سکتی ہے؟ تو کہا گیا دو ماہ اور تیسرے میں صبر کم ہے اور چوتھے میں صبر نافذ ہو جاتا ہے جب اس کا صبر نافذ ہوگا تو وہ مطالبہ کرے جب اس پر زیادہ ہونا ضروری ہے اور ایلاء بھی زیادہ ہونا کافی ہے ② یہ کہ شوہر

① المسح الصغير ۲/ ۱۱۹ ۱۲۵ لغوی حنفیہ ۲۲۷ ۱۰۵ ② المغنی ۲۹۱ کشف القناع ۵۱۰ ۴۰

بدایۃ المجتہد ۲/ ۱۰۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم..... ۳۷۶..... باب النکاح
 فرج میں وطی نہ کرنے کا حلف اٹھائے اگر اس نے بغیر قسم کے وطی چھوڑ دی اور نقصان دینے کا ارادہ نہ ہو تو ظاہر آیت کے مطابق وہ مولی نہیں
 لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ (البقرة: ۲۲۶/۲) اگر شوہر نے کہا میں تجھ سے دبر میں وطی نہیں کروں گا تو بھی مولی نہیں کیونکہ واجب وطی کو وہ چھوڑ نہیں رہا اور اس
 کے ترک کی وجہ سے عورت کو کوئی ضرر نہیں اور بلاشبہ یہ وطی حرام ہے اور اس نے اپنی قسم سے تاکید اپنے آپ کو اس سے روکا ہے۔ ❶ مخلوف
 علیہ اس کی بیوی ہو فرمان باری تعالیٰ ہے:

لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ..... البقرة: ۲۲۶/۲

نیز اس لیے بھی کہ بیوی کی علاوہ سے اسے وطی کا حق حاصل نہیں لہذا اس سے مولی نہ ہوگی جیسے احتبیہ اگر اس نے احتبیہ سے وطی ترک
 کرنے کا حلف اٹھایا پھر اس سے نکاح کر لیا تو مولی نہ ہوگا اس لیے کہ جب قسم نکاح سے پہلے ہو اور اس کا قصد ضرر نہ ہو تو بغیر قسم کے ممتنع کے
 مشابہ ہے اور بالاتفاق طلاق رجعی والی عورت سے عدت میں ایلاء درست ہے کیونکہ یہ بیوی کے حکم میں ہے اسے طلاق ہو سکتی ہے اور مطلقہ
 بائنہ سے صحیح نہیں کیونکہ زوجیت ختم ہو گئی اور ہر قسم کی بیوی سے ایلاء صحیح ہے چاہے مسلمان ہو یا ذمیہ آزاد ہو یا باندی کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ
 عام ہے:

لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ

نیز ان میں سے ہر ایک بیوی ہے۔ لہذا ان سے ایلاء آزاد مسلمان عورت کی طرح درست ہے اسی طرح دخول سے پہلے اور بعد ایلاء
 درست ہے عموم آیت کی وجہ سے کیونکہ معنی پایا جا رہا ہے کیونکہ وہ رکنے والا ہے اپنی بیوی سے جماع کرنے سے قسم کے ساتھ لہذا یہ دخول کے
 بعد کے مشابہ ہے۔ اسی طرح مجنونہ اور صغیرہ سے بھی ایلاء درست ہے مگر بچپن اور جنون کی صورت میں اس سے رجوع کا مطالبہ نہیں کیا جاسکتا۔
 کیونکہ یہ دنوں اس کی اہل نہیں۔

رتقاء اور قراء عورت سے ایلاء درست نہیں کیونکہ وطی دائمی طور پر متعذر ہے لہذا اس کے ترک پر یمین منعقد نہ ہوگی جیسا کہ قسم اٹھائے وہ
 آسمان کی طرف نہیں چڑھے گا۔

رہ گیا حالف تو اس کی شرائط ہم پہلے پہچان چکے ہیں کہ وہ شوہر ہو عاقل بالغ ہو بمبستری پر قادر ہو مالکیہ کے ہاں مسلمان ہو پس شوہر کے
 علاوہ کا ایلاء درست نہیں اور نہ ہی بچے اور مجنون کا ایلاء ہے اس لیے کہ ان سے قلم مرفوع ہے اور یہ مکلف نہیں اور نہ ہی محبوب اور شل کا ایلاء ہے
 کیونکہ یہ وطی سے عاجز ہیں اور قسم سے پہلے ہی ان سے بمبستری نہ ہو سکتی تھی لہذا عورت کو قسم کی وجہ سے کوئی ضرر نہیں ہو اور خفیہ شوافع اور حنابلہ
 کے ہاں مسلمان کافر، آزاد غلام، تندرست خصی، مریض قیدی اور نشی کا ایلاء درست ہے کیونکہ یہ وطی پر قادر ہیں لہذا ان میں سے ہر ایک کا رکنا
 صحیح ہے آیت ایلاء کے عموم کی وجہ سے اور مالکیہ کے ہاں کافر کا ایلاء درست نہیں کیونکہ وہ قسم کے کفارہ کا اہل نہیں نیز وہ آیت میں موجود رحمت
 اور مغفرت کا اہل نہیں لہذا بمبستری کرنے سے کافر کو نہ رحمت حاصل ہوتی ہے نہ مغفرت اور ایلاء رضا مندی اور غصہ دونوں حالتوں میں
 درست ہے ایلاء میں یہ شرط نہیں کہ غصہ کی حالت میں ہو اور نہ ہی تکلیف دینے کا قصد شرط ہے کیونکہ آیت ایلاء عام ہے نیز ایلاء بھی طلاق
 ظہار اور باقی ساری قسموں کی طرح ہے۔ چاہے غصہ میں ہوں یا رضا مندی میں نیز قسم کے کفارہ کا حکم غصہ وغیرہ میں برابر ہے لہذا ایلاء میں بھی
 اسی طرح ہوگا۔

تیسری بات: ایلاء کا حکم..... ایلاء کی قسم کا تنفیہ کے ہاں اخروی اور دنیاوی حکم ہے ❷ اخروی حکم تو یہ کہ اسے گناہ ہوگا اگر اس نے
 بیوی سے بمبستری نہ کی۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

فَإِنْ فَاءُ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۲۲۶﴾ البقرة: ۲/۲۲۶

پھر اگر باہم مل گئے تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے نیز اس لیے بھی کہ ان کے ہاں ایلاء مکروہ تحریمی ہے۔
دنیاوی حکم..... تو ایلاء سے دو حکم دنیاوی متعلق ہیں ایک حانث ہونے کا حکم اور ایک پورا کرنے کا حکم۔

حانث ہونے کا حکم..... یہ کہ اس میں کفارہ لازم ہے یا معلق جزاء اگر ہے اگر قسم سے حانث ہو گیا اگر اس نے چار ماہ کے اندر اندر و طی کر لی تو قسم میں حانث ہو جائے گا کیونکہ مخلوف فعل اس نے کر دیا اور حانث ہونے کا حکم مخلوف علیہ کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہوگا اگر حلف اللہ کے نام یا صفات میں سے کسی صفت کے ساتھ اٹھایا مثلاً بخدا میں تیرے قریب نہ آؤں گا تو اس پر کفارہ قسم واجب ہوگا تمام قسموں کی طرح اور وہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے ایک دن میں یا انہیں کپڑے پہنچانے ہیں یا غلام آزاد کرنا ہے اس شخص کے لیے جو مالدار ہیں اگر ان میں سے کوئی بھی چیز نہ پائے کہ تنگ دست ہو اس پر تین دن کے لگاتار روزے واجب ہیں جب اس پر کفارہ لازم ہو گیا تو ایلاء ساقط ہو گیا اور اگر حلف شرط اور جزاء کے ساتھ ہو مثلاً میں تیرے قریب ہو تو مجھ پر حج ہے یا تجھے طلاق ہے اگر حانث ہو تو معلق جزاء اس پر لازم ہوگی۔

پورا کرنے کا حکم..... مخلوف علیہ بیوی سے و طی نہ کرے اور اس کے قریب نہ ہو تو اس سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے۔ قاضی کے پاس دعویٰ لے جانے کے بغیر ہی مدت گزرنے پر اگر اس نے اس دوران ہمبستری نہ کی تو یہ طلاق اس کے ظلم کا بدلہ ہے اور یہ رحمت ہے اور اس کی مصلحت یعنی اس سے خلاصی کی طرف دیکھتے ہوئے تاکہ وہ کسی اور شوہر سے اپنا حق وصول کرے اور اس پر ان کی دلیل کے یہ طلاق بائن ہے تو یہ عمل ہے صحابہ کرام کی ایک جماعت کی رائے پر اور وہ عثمانؓ علیؓ عبداللہؓ ثلاثہ (ابن مسعود ابن عباس اور ابن عمر) زید بن ثابت رضی اللہ عنہم اجمین ہیں ان کے ہاں جب چار ماہ گزر جائیں تو طلاق بائن ہوتی ہے نیز عورت سے ظلم ہٹانا طلاق بائن کے بغیر نہیں ہو سکتا تاکہ وہ اس سے آزاد ہو اور دوسرے سے شادی کر سکے۔

اور حنفیہ کے ہاں اس طلاق کی مقدار امام زفرؒ کے علاوہ یہ ہے کہ مدت کے تابع ہے نہ کہ قسم کے پس مدت کے متحد ہونے کی وجہ سے ایک ہوگی اور مدت کے متعدد ہونے کی وجہ سے متعدد ہوگی اسی بناء پر جب مرد نے اپنی بیوی سے کہا بخدا میں تیرے قریب نہیں آؤں گا یا بخدا میں چار ماہ تیرے قریب نہ آؤں گا۔ اگر حلف صرف ایلاء کی مدت پر ہو کہ صرف چار ماہ تو قسم ساقط ہو جائے گی اس لیے کہ یہ وقت کے ساتھ وقت ہے لہذا وقت کے ختم ہوتے ہی ختم ہو جائے گی اگر ہمیشہ کے لیے حلف اٹھایا تو قسم بینونت کے بعد بھی باقی رہے گی کیونکہ حانث نہیں ہوا اگر اس نے اس سے دوبارہ نکاح کیا تو ایلاء بھی لوٹ آئے گا اس لیے کہ ملکیت کا زائل ہونا قسم کے بعد قسم کو باطل نہیں کرتا۔ اگر اس نے اس سے و طی کی تو اپنی قسم میں حانث ہوگا اور اسے کفارہ لازم ہوگا اور ایلاء ساقط ہو جائے گا کیونکہ وہ حانث ہونے سے مرتفع ہو گیا اور اگر اس نے و طی نہ کی تو چار ماہ گزرنے پر ایک اور طلاق ہو جائے گی اس لیے کہ شادی کی وجہ سے اس کا حق ثابت ہو گیا لہذا ظلم متحقق ہو گیا اور اس ایلاء کی ابتداء نکاح کے وقت سے ہوگی اگر پھر اس سے تیسری مرتبہ نکاح کر لیا تو پھر تیسری دفعہ ایلاء چار ماہ گزرنے پر واپس آ جائے گا اور ایک اور طلاق ہو جائے گی کیونکہ طلاق اس ملک میں باقی ہے محل کے باقی ہونے کی وجہ سے اور اس ملک کی طلاق زائل ہو گئی محل کے ذائل ہونے سے لیکن قسم پھر بھی باقی ہے حانث نہ ہونے کی وجہ سے اگر اس نے و طی کر لی تو قسم کا کفارہ ادا کرے کیونکہ حانث ہو گیا۔ اور جمہور حنفیہ کی دلیل یہ ہے کہ ایلاء کے اعتبار کا سبب قسم ہے اور وہ مدت کے دوران عورت سے جماع کے حق سے رکنا ہے اور رکنا مدت کے متحد ہونے کی وجہ سے متحد ہے۔ پس ظلم اور طلاق متحد ہیں اور مدت کے متعدد ہونے سے ظلم بھی متعدد ہوگا لہذا طلاق بھی متعدد ہوگی اور کفارہ اللہ تعالیٰ کے نام کی توہین کی وجہ سے ہے اور توہین متحد یا معتد ہوتی ہے اتحاد اسم یا تعدد اسم کی وجہ سے۔

فنی حنفیہ کے ہاں ①۔ دو قسم کی ہے فعلی اور قولی: فعلی تو یہ کہ عورت کی فرج میں جماع کرے اگر فرج کے علاوہ میں جماع کیا یا شہوت سے بوسہ دیا یا شہوت سے چھو یا اس کی فرج کی طرف شہوت سے دیکھا تو یہ فنی نہیں اس لیے کہ اس کا حق فرج میں جماع ہے لہذا روکنے کی وجہ سے ظالم ہے اس کا ظلم صرف اسی سے ختم ہوگا۔

قوی رجوع یہ کہ اپنی بیوی سے کہے میں تجھ سے مل گیا یا میں نے تجھ سے رجوع کیا یا ان کے مشابہ کوئی الفاظ سے اور اس قولی رجوع کے لیے تین شرطیں ہیں:

پہلی شرط..... ایک یہ کہ جماع کرنے سے وہ عاجز ہو لہذا جماع پر قدرت ہونے کے باوجود قولی رجوع درست نہیں کیونکہ قول جماع کا بدل ہے جیسے تیمم وضو کے ساتھ۔ پھر اس عاجز آنے کی دو صورتیں ہیں۔ حقیقی اور حکمی۔ حقیقی یہ کہ زوجین میں سے کوئی ایک ایسا بیمار ہو کہ اس بیماری کے ساتھ ہمبستری متعذر ہو یا عورت چھوٹی ہے اس کے مثل سے جماع نہ ہو سکتا ہو، یا عورت رتقاء ہو یا شوہر محبوب ہو یا ان کے درمیان اتنی مسافت ہو کہ وہ مدت ایلاء میں اسے طے نہ کر سکتا ہو یا عورت نافرمان ہو اور ایسے مکان میں چھپی ہوئی ہو جسے وہ نہ جانتا ہو یا شوہر قید میں ہو اور عورت سے دخول کرنے پر قادر نہ ہو۔ اور حکمی اور شرعی یہ کہ شوہر ایلاء کے وقت محرم ہو اس کے اور حج کے درمیان چار ماہ کا وقت ہو۔

دوسری شرط..... جماع سے عاجز ہونا مدت ایلاء تک دائمی ہو اگر دوران مدت جماع پر قادر ہو گیا تو قولی رجوع باطل ہو جائے گا اور رجوع جماع کی طرف منتقل ہو جائے گا اسی طرح اگر مدت میں بیماری سے تندرست ہو گیا تو قولی رجوع باطل ہو جائے گا اور رجوع جماع کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ کیونکہ مقصود حاصل ہونے سے پہلے اصل پر قادر ہو جائے گا خلیفہ باطل ہو جاتا ہے جیسے تیمم جب وہ پانی کے استعمال پر دوران نماز قادر ہو جائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔

تیسری شرط..... قولی طور پر رجوع کی صورت میں نکاح کی ملکیت قائم ہو اور وہ یہ کہ عورت رجوع کے وقت اس کی بیوی ہو بائنہ نہ ہو اگر اس سے بائنہ ہے اور وہ قولی طور پر اس سے رجوع کرے تو یہ رجوع نہ ہوگا اور ایلاء باقی رہے گا اور یہ جماع کے ساتھ رجوع کے برخلاف ہے اس لیے کہ وہ ملکیت زائل ہونے کے بعد اور بنونث ثابت ہونے کے بعد بھی صحیح ہے ایلاء باقی نہ رہے گا باطل ہو جائے گا کیونکہ وطی کر کے وہ حائض ہو گیا قسم پوری ہو گئی اور ایلاء باطل ہو گیا۔ رجوع کی دونوں قسم کی شرط: یہ ہے کہ رجوع چار ماہ گزرنے سے پہلے ہو اور اگر اس نے مدت کے اندر رجوع کیا تو قسم میں حائض ہو جائے گا اور اس پر کفارہ لازم ہو جائے گا اور ایلاء ساقط ہو جائے گا اگر اس نے رجوع نہ کیا اور چار ماہ گزر گئے تو ایک طلاق کے ساتھ وہ اس سے بائنہ ہو جائے گی۔ ②

رجوع میں اختلاف..... مدت باقی ہونے کے باوجود اگر میاں بیوی کا رجوع میں اختلاف ہو جائے یاں طور کہ شوہر رجوع کا دعویٰ کرے اور عورت انکار کرے تو شوہر کا قول معتبر ہے اس لیے کہ مدت باقی ہے اور اس دوران شوہر رجوع کا مالک ہے اور اس نے ایسے وقت میں رجوع کا دعویٰ کیا ہے جس میں وہ انشاء کا مالک ہے لہذا ظاہر اس کا گواہ ہے تو قول اسی کا معتبر ہوگا اور اگر ان میں مدت گزرنے کے بعد اختلاف ہو جائے تو عورت کا قول معتبر ہے اس لیے کہ شوہر ایسے وقت میں رجوع کا دعویٰ کر دیا ہے جس میں رجوع نہیں کر سکتا لہذا ظاہر اس کے خلاف عورت کا شاہد ہے لہذا عورت کا قول معتبر ہوگا۔ ③

حنفیہ کے علاوہ جمہور کے ہاں رجوع کا حکم ④۔ اس سلسلہ میں دو چیزوں پر کلام ہوگا پہلی بات: قاضی کے بغیر مہلت کی مدت:

① البدائع ۳/۳۱ وما بعدہ ② کتاب مع اللباب ۳/۶۰ البدائع ۳/۳۱ ③ القوانین الفقہیہ ص ۲۰۱ بدائع المجتہد ۹۹۲ شرح الصغیر ۲/۶۲۹ ④ مغنی المحتاج ۳/۳۲۸ ⑤ البدائع ۲/۱۰۸

جب شوہر اپنی بیوی سے ایلاء کرے اور وہ چار ماہ سے پہلے وطی کا مطالبہ نہ کرے کیونکہ اشار باری تعالیٰ ہے:

لِّلَّذِينَ يُؤَلُّونَ مِنْ نِّسَاءِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةٍ أَشْهُرٍ..... البقرة ۲۲۶/۲

اور مدت کی ابتداء قسم کے وقت سے ہے کیونکہ یہی نص اور اجماع سے ثابت ہے کسی تحدید کی محتاج نہیں اگر اس نے وطی کر لی تو اس نے عورت کا حق پورا کر دیا مدت ختم ہونے سے پہلے اور ایلاء سے نکل گیا اور اگر مدت کے بعد عورت کے مطالبہ سے پہلے یا بعد وطی کی تو بھی ایلاء سے نکل جائے گا اس لیے کہ اس نے وہ کر دیا جس کا اس نے حلف اٹھایا تھا۔ اگر وہ وطی نہ کرے تو عورت اگر چاہے تو معاملہ قاضی کے پاس لے جائے تو اس وقت قاضی شوہر کو وطی کے ذریعہ رجوع کا حکم کرے اگر وہ انکار کرے تو قاضی طلاق دے اور یہ طلاق رجعی ہوگی۔ یعنی جمہور کے ہاں مولیٰ پر طلاق رجعی واقع ہوتی ہے چاہے خود واقع کرے یا حاکم واقع کرے۔

اس لیے کہ یہ مدخول بھاء عورت کو طلاق ہے بغیر عوض کے اور عدد کے استیفاء کی وجہ سے تو طلاق رجعی ہوگی جیسے ایلاء کے بغیر طلاق، برخلاف عنین ہونے کی وجہ سے فرقت کہ کیونکہ وہ عیب کی وجہ سے فسخ ہے نیز اس لیے بھی کہ اصل یہ ہے کہ ہر وہ طلاق جو شرعی طور پر واقع ہو اسے رجعی پر محمول کیا جاتا ہے یہاں تک کہ بائن ہونے پر کوئی دلیل ہو اور حنیفہ کے ہاں یہ طلاق بائن ہے کیونکہ تفریق ضرر ختم کرنے کے لیے ہے لہذا بائن طلاق ہوگی، اور فنی معروف جماع ہے یا وطی ہے بالاتفاق علماء کے اور اگر عورت شبہ ہو تو ادنیٰ وطی حشفہ کا فرج میں چھپ جانا ہے اور اگر باکرہ ہے تو بکارت کا پھٹ جانا ہے۔ اگر فرج کے علاوہ میں جماع کرے تو رجوع درست نہیں کیونکہ یہ محلو ف علیہ نہیں جس اور اس کے اس فعل سے عورت سے ضرر زائل نہیں ہوتا اور یہ بھی ضروری ہے کہ وطی کرنے والا جانتا ہو عہد اور عاقل بالغ و مختار ہو اگر اس نے بھول کر وطی کی یا اس پر زبردستی کی گئی یا وہ مجنون ہو تو حانث نہ ہوگا اور ایلاء باقی رہے گا اور اگر اس نے عورت سے حرام وطی کی مثلاً اس سے حائضہ ہونے یا نفاس میں ہونے یا احرام کی حالت میں یا فرض روزے کی حالت میں وطی کی تو شوافع اور حنابلہ کے کے ہاں حانث ہو جائے گا اور ایلاء سے نکل جائے گا۔ بلکہ شوافع کے ہاں اگر وطی دبر میں کرے تو بھی۔ مالکیہ اور حنیفہ کے ہاں وطی حلال کا ہونا شرط ہے حرام وطی کافی نہیں مانع زائل ہونے کے بعد دوبارہ مطالبہ رجوع کا ہوگا اگر حرام سے حانث ہو تو کفارہ لازم ہوگا اور یمنین ایلاء ختم نہ ہوگی۔ جب اس نے رجوع کر لیا تو کفارہ لازم ہو گیا جیسے یمنین کا کفارہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَكِنْ يَأْخُذْكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْأَيْمَانَ ۖ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشْرَةِ مَسْكِينٍ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعَمُونَ

أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ ۖ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ..... المائدہ: ۵۸۹

اور اگر ایلاء طلاق کے ساتھ معلق ہو تو صرف وطی کرنے ہی سے طلاق واقع ہو جائے گی اس لیے کہ ایسی صفت کے ساتھ متعلق ہے جو پائی گئی اور اگر نذر ہو یا صدقہ روزے نماز حج وغیرہ طاعات ہوں یا مباحات ہو تو وطی سے ان کا پورا کرنا لازم ہے شوافع اور حنابلہ کے ہاں اختیار ہے چاہے نہیں پورا کرے چاہے قسم کا کفارہ دے دے۔ کیونکہ یہ مجبوری اور غصہ کی نذر ہے۔

دوسری صورت: جماع عاجز ہونے کی صورت میں رجوع

(الف)۔ اگر مانع عورت کی طرف سے ہو اور شرعاً وطی منع ہو جیسے حیض و نفاس وغیرہ یا حسی طور پر ہو جیسے ایسی بیماری جس کی ساتھ وطی ممکن نہیں تو شوہر سے رجوع کا مطالبہ نہیں اس لیے کہ وطی عورت کی جانب سے متعذر ہے تو وہ کیسے طلب کر سکتی ہے یا اس کے قائم مقام طلاق کا کیسے مطالبہ کر سکتی ہے اس لیے کہ مطالبہ تو مستحق کا ہوتا ہے اور عورت اس وقت وطی کی مستحق نہیں۔

(ب)۔ اگر مانع شوہر کی طرف سے ہو اور مانع طبعی ہو جیسے قید ہو یا مرض ہو جو وطی سے مانع ہو یا اس سے بیماری بڑھ جانے کا خوف

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم ۳۸۰ باب النکاح

ہو یا شفاء دیر سے ہو یا مانع شرعی ہو جیسے حج یا عمرہ کا احرام یا اس کی عقل مغلوب ہو جنون یا بے ہوشی کی وجہ سے تو بھی شوہر سے وطی کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا اس لیے مجنون اور بے ہوش سے خطاب درست نہیں اور نہ ہی اس کا جواب صحیح ہے مطالبہ قدرت ہونے اور عذر زائل ہونے تک مؤخر ہوگا پھر اس وقت مطالبہ ہوگا اسی طرح قیدی مریض اور محرم سے وطی کا مطالبہ نہیں ہوگا معذور ہونے کی وجہ سے بلکہ صرف قولی رجوع کا مطالبہ ہوگا یعنی وطی کا وعدہ جب مانع زائل ہو جائے یا پھر طلاق کا مطالبہ ہوگا اگر وہ رجوع نہ کرے، بایں طور کہے کہ جب مجھے قدرت ہوگی تو جماع کروں یا تجھے طلاق دوں گا اس لیے کہ اس قول سے عورت کو پہنچنے والی تکلیف ختم ہو جاتی ہے جو زبان سے ہوئی تھی۔ لیکن شوافع کا مذہب یہ ہے کہ اگر شوہر میں کوئی مانع شرعی ہو جیسی احرام اور ظہار اور واجب روزے تو اس سے طلاق کا مطالبہ کیا جائے گا کیونکہ یہ اس سے ممکن ہے اور اس سے جماع کا مطالبہ نہیں ہوگا کیونکہ وطی حرام ہے اور عورت کا اس کو قدرت دینا حرام ہے۔ جب چار ماہ کی مدت ختم ہوگئی اور شوہر وطی سے عاجز ہونے کا دعویٰ کرے حالانکہ وہ ایک مرتبہ پہلے وطی کر چکا تھا تو عنین ہونے کا یہ دعویٰ مسموع نہیں جیسا کہ عورت کا اس کے خلاف دعویٰ مسموع نہیں اس سے جماع یا طلاق کا مطالبہ کیا جائے گا لیکن اگر اس نے وطی نہ کی ہو اور نہ ہی اس کی حالت معلوم ہو تو اس کا دعویٰ مسموع ہوگا اور اس کا قول قبول ہوگا اس لیے کہ عیوب کی تعیین جن پر کوئی اور مطلع نہیں ہو سکتا لہذا شوہر کا قول قسم کے ساتھ قبول ہوگا۔ اور عورت کو اختیار ہے کہ وہ حاکم سے مطالبہ کرے کہ اس کے لیے عنین کی مہلت مقرر کرے جو ایک سال ہے اس شرط کے ساتھ کہ وہ عذر والوں کی طرح رجوع کرے یعنی وہ وطی کا وعدہ ہے جماع پر قدرت کے وقت اور کہے جب مجھے قدرت ہوئی تو میں اس سے جماع کروں گا۔ اس ساری بحث سے ظاہر ہوا کہ جمہور اس رجوع کے سلسلہ میں کہ یہ جماع سے ہو یا جماع سے عاجزی کی صورت میں قول سے ہو حنفیہ کے ساتھ متفق ہیں۔

زوجین کا ایلاء یا اس کی مدت کے ختم ہونے یا رجوع ہونے میں اختلاف..... جب زوجین میں ایلاء یا اس کی مدت ختم ہونے میں اختلاف ہو بایں طور کہ عورت شوہر پر دعویٰ کرے اور شوہر انکار کرے تو شوہر کا قول معتبر ہے کیونکہ اصل ایلاء کا نہ ہونا اور مدت کا ختم نہ ہونا ہے۔ اور اگر رجوع اور جماع میں اختلاف ہو شوہر کہے میں نے جماع کر لیا اور بیوی انکاری ہو اور تھی بھی شبہ تو شوہر کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا کیونکہ اصل نکاح کا باقی رہنا ہے اور عورت اسے ختم ہونے کا دعویٰ کر رہی ہے شوہر اصل کے موافق کا دعویٰ کر رہا ہے۔ لہذا اسی کا قول معتبر ہوگا جیسا کہ عنین ہونے کی صورت میں وہ وطی کا دعویٰ کرے۔ اگر شوہر نے قسم سے انکار کر دیا تو بیوی حلف اٹھائے گی کہ اس نے جماع نہیں کیا اور عورت کا حق باقی رہے گا کہ وہ اس سے جماع کرے یا اسے طلاق دے دے اگر عورت بھی حلف نہ اٹھائے تو وہ اس کی بیوی کی حیثیت سے رہے گی۔

اور اگر وہ باکرہ ہے اور جماع میں اختلاف ہو گیا تو ثقہ عورتیں اسے دیکھیں اگر وہ اس کے شبہ ہونے کی گواہی دیں تو شوہر کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا اور اگر وہ اس کے باکرہ ہونے کی گواہی دیں تو عورت کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا۔ اس لیے کہ اگر وہ اس سے وطی کرتا تو اس کی بکارت زائل ہو جاتی یہ بھی حنفیہ اور جمہور کے ہاں متفق علیہ ہے۔

ایلاء کی مدت میں طلاق..... اگر مولیٰ نے طلاق دے دی تو ایلاء کا حکم ساقط ہو جائے گا اور قسم باقی رہے گی اگر اس نے اس سے دوبارہ نکاح کر لیا تو جمہور کے ہاں ایلاء کا حکم واپس آ جائے گا جس وقت وہ اس سے شادی کرے گا اس وقت نئے سرے سے مدت کا حساب ہوگا یعنی بدت ایلاء کو رجوع کے وقت سے شمار کیا جائے گا اگر قسم کی مدت میں سے چار ماہ یا اس سے کم ہوں تو اس پر عمل ہوگا اگر چار ماہ سے زیادہ ہوں تو وہ چار ماہ انتظار کرے گی پھر اس مدت کے ختم ہونے پر اس سے کہا جائے گا یا تو جماع کر دیا اس کو طلاق دے دو اگر وہ طلاق نہ دے تو حاکم پھر ایک طلاق دے اور وہ رجعی ہے اور یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ حنفیہ کے ہاں اگر طلاق تین سے کم ہو تو ایلاء واپس آ جاتا ہے اگر اس نے طلاق کے عدد کو پورا کر دیا تو ایلاء واپس نہ آئے گا اور مالکیہ اور شوافع کے ہاں حاکم ایک طلاق کے علاوہ طلاق نہیں دے سکتا کیونکہ حق اس سے

پورا ہو جاتا ہے لہذا اس سے زیادہ کا وہ مالک نہیں جیسا کہ وہ دین کی ادائیگی میں زیادہ دینے کا حقدار نہیں اس شخص کے دین سے جو ادائیگی سے رکا ہوا ہو اور حنابلہ نے قاضی کو اجازت دی ہے کہ وہ شوہر کی طرف سے تین طلاقیں دے دے اس لیے کہ مولیٰ جب جماع اور طلاق سے رک جائے تو قاضی اس کے قائم مقام ہوتا ہے وہ بھی طلاق کا اسی طرح مالک ہے جس طرح مولیٰ مالک ہوتا ہے معاملہ اس کے سپرد ہے چاہے تو ایک طلاق دے یا دو یا تین اور چاہے تو نکاح فسخ کر دے کیونکہ قاضی ولی کے قائم مقام ہے جیسا کہ اسے طلاق میں وکیل بنایا جائے اور یہ اس کے حق پر زیادتی نہیں کیونکہ عورت کا حق تو تفریق ہے سوائے اس کے کہ وہ متنوع ہے پہلی رائے رائج ہے اس لیے کہ ضرورت ضرورت ہی ہوتی ہے اور عورت کی حاجت ایک طلاق سے متحقق ہو جاتی ہے۔

ایلاء کے بعد عدت..... آئمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مولیٰ کی بیوی کو عدت جدائی کے بعد گزارنا لازم ہے کیونکہ وہ مطلقہ ہے لہذا واجب ہے کہ وہ عدت گزارے جیسے تمام مطلقات گذارتی ہیں جابر بن زید کا ارشاد ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کہ اگر عورت کو چار ماہ میں تین حیض آگئے تو اس پر عدت لازم نہیں اس لیے کہ عدت تو رحم کو خالی کرنے کے لیے وضع کی گئی ہے اور اسے اس سے برأت حاصل ہو گئی ہے۔ اور اختلاف کا سبب یہ ہے کہ عدت ایک تو مصلحت پر مبنی ہے اور دوسرے تعبدی حکم ہے پس جس نے اس کی مصلحت کا لحاظ رکھا ان کے ہاں عورت پر عدت نہیں اور جنہوں نے تعبدی حکم کی طرف دیکھا انہوں نے عدت واجب کی۔

ایلاء کے حکم میں حنفیہ اور جمہور کے اختلاف کا خلاصہ..... جمہور حنفیہ سے دو چیزوں میں اختلاف کرتے ہیں ایک یہ کہ جمہور کے ہاں رجوع اور جماع مدت گذرنے سے پہلے بھی صحیح اور مدت گذرنے کے بعد بھی اور حنفیہ کے ہاں صرف مدت گذرنے سے پہلے ہی رجوع اور جماع ہو سکتا ہے اسی بناء پر اگر رجوع مدت گذرنے سے پہلے تو ایلاء ختم ہو گیا اور بالاتفاق قسم کا کفارہ لازم ہو گیا اگر مدت گذرنے کے بعد بھی وہ رجوع نہ کرے تو عورت معاملہ قاضی کے پاس لے جائے تو قاضی شوہر کو دو چیزوں میں اختیار دے یا تو وہ رجوع جماع کرے یا پھر طلاق دے اگر اس نے رجوع کر لیا تو درست ورنہ قاضی اس کو طلاق دے دے اور یہ طلاق رجعی ہوگی بائن نہیں اور حنفیہ کے ہاں طلاق بائن ہوگی۔ شام اور مصر میں جمہور کی رائے پر عمل ہے۔ دوسری چیز یہ کہ جمہور کے ہاں صرف مدت گذرنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ شوہر کے طلاق دینے یا معاملہ قاضی کے پاس لے جانے سے قاضی طلاق دے گا اور حنفیہ کے ہاں چار ماہ گذرنے پر خود بخود بیوی کو طلاق بائن ہوگی۔ اور اس اختلاف کا سبب اس آیت کی تفسیر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَإِنْ فَاؤُوهُ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَبِيحٌ عَلِيمٌ ۝ (البقرة: ۲۲۶-۲۲۷)

حنفیہ کے ہاں معنی یہ ہے کہ اگر وہ ان مہینوں میں رجوع کر لیں تو اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہیں اس گناہ کو جو شوہر نے حلف اٹھا کر عورت کو ضرر پہنچایا لیکن اگر ان مہینوں میں وہ رجوع نہ کریں اور اپنی قسم پر برقرار رہیں تو یہ ان کی طرف سے طلاق کا عزم ہے اور طلاق شریعت کے حکم سے واقع ہوگی پس نتیجہ یہ ہوا کہ جب چار ماہ گذر گئے بغیر جماع کے تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ اور جمہور کے ہاں معنی یہ ہے کہ جو لوگ ایلاء کا حلف کرتے ہیں ان کے لیے چار ماہ انتظار ہے اگر وہ مدت گذرنے کے بعد رجوع کر لیں تو اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہیں۔ شوہر کی جانب سے جو قسم ہوگی اور عورت پر جو ظلم ہوا لیکن اگر مدت گذرنے کے بعد انہوں نے طلاق کا عزم کر لیا تو اللہ تعالیٰ ان کی طلاق کو سننے والا اور ان سے جو خیر یا شر صادر ہوئی اسے جاننے والا ہے اس پر انہیں بدلہ دے گا نتیجہ یہ نکلا مدت کے گذرنے سے طلاق واقع نہ ہوگی بلکہ معاملہ حاکم کے پاس لے جایا جائے گا چاہے تو رجوع کر لے چاہے طلاق دے۔

حنفیہ اس ارشاد باری تعالیٰ: وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ (البقرة: ۲۲۷) کو دیکھتے ہیں رجوع چھوڑنے پر اور جمہور اس ارشاد باری تعالیٰ: فَإِنْ فَاؤُوهُ (البقرة: ۲۲۶) کو دیکھتے ہیں کہ مدت گذرنے کے بعد۔ اور میرے ہاں جمہور کی رائے رائج ہے اس لیے کہ اگر مدت ختم ہونے کے

الفقه الاسلامی وادلتہ . جلد نہم ۳۸۲ باب النکاح

بعد طلاق واقع ہو جائے تو پھر یہاں طلاق واقع ہونے کے بعد عزم کی ضرورت نہیں نیز اس لیے بھی کہ شوہر کو مہلت دینا رجوع کے لیے اور غلطی کے ادراک کے لیے یہ بہتر ہے طلاق واقع کرنے اور رشتہ ازدواج کو ختم کرنے سے۔

آٹھویں بحث: لعان کی وجہ سے تفریق..... اس میں آٹھ مقاصد ہیں جو درج ذیل ہیں:

لعان کی تعریف اس کا سبب مشروعیت ارکان و شرائط لعان کرنے والوں کے لیے شرائط کیفیت قاضی کو حد کسی ایک کے انکار سے کیا واجب ہوگا، کیا لعان شہادات میں سے ہے یا ایمان میں سے لعان کے آثار، لعان واجب ہونے کے بعد کس سے ساقط ہوتا ہے اور کن سے باطل ہوتا ہے اور تفریق سے پہلے لعان کا حکم۔

پہلا مقصد: لعان کی تعریف اور سبب..... لعان باب مفاعله کا مصدر ہے لاعن سے اور لعن سے ماخوذ ہے اور اس کا مطلب اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کرنا ہوتا ہے، یہی نام دیا گیا ہے جو زوجین کے درمیان حاصل ہوتا ہے اس لیے کہ زوجین میں سے ہر ایک اپنے اوپر یا انہوں مرتبہ لعنت کرتا ہے اگر وہ جھوٹا ہو یا یہ کہ مرد اپنے آپ پر لعنت کرتا ہے اور عورت کی جانب تغلیباً مطلق چھوڑا گیا ہے اور اسے لعان کا نام دیا گیا ہے کیونکہ یہی شوہر کا قول ہے اور آیت میں اسی سے ابتداء کی گئی ہے۔

حنفیہ اور حنابلہ نے ① لعان کی یہ تعریف کی ہے کہ ایسی شہادتیں جو قسموں کے ساتھ مؤکد ہوں اور شوہر کی جانب سے ان میں لعنت ہو اور بیوی کی جانب سے غضب، یہ شوہر کے حق میں حد قذف کے قائم مقام ہے اور بیوی کے حق میں حد زنا کے قائم مقام۔ لیکن نکاح فاسد میں حنابلہ کے ہاں لعان صحیح ہے اور حنفیہ کی ہاں صحیح نہیں عنقریب تفصیل آرہی ہے۔

مالکیہ نے ② یوں تعریف کی ہے مسلمان شوہر کا اپنی بیوی کے زنا پر حلف اٹھانا یا اس کے حمل کی نفی کی قسم اٹھانا اور بیوی کا شوہر کی تکذیب میں چار قسمیں اٹھانا حاکم کے سامنے ان الفاظ میں قسمیں اشہد باللہ لראیتھا تزنی چاہے نکاح صحیح ہو یا فاسد لہذا شوہر کے علاوہ کسی کا حلف اٹھانا صحیح نہیں جیسے اجنبی نہ کافر کا نہ بچے کا نہ مجنون کا اور حلف حاکم کی نگرانی میں ہوگا اور وہ لعان کی جگہ پر حاضر ہوگا اور وہ تفریق کا فیصلہ صادر کرے گا یا جو انکار کرے اسے حد لگائے گا چاہے نکاح زوجین میں صحیح ہو یا فاسد۔

شوافع نے ③ یہ تعریف کی معلوم الفاظ جو حجت ہیں قذف کی طرف مجبور کے لیے جس نے اپنے فراش کو لت پت کیا اور اس کے ساتھ عار لاحق کیا یا بچے کی نفی کی۔

لعان کا سبب دو چیزیں ہیں ④ ایک تو یہ کہ شوہر کا بیوی پر ایسی تہمت لگانا اگر وہ کسی اجنبی پر لگاتا تو حد زنا واجب ہوتی۔ اور یہ مالکیہ کے ہاں زنا کے دیکھنے کا دعویٰ کرتا ہے اس شرط کے ساتھ کہ اس کے بعد اس نے اس سے وطی نہ کی ہو لیکن اگر شوہر نے دیکھنے کے بغیر ہی زنا کا دعویٰ کیا تو اسے حد قذف لگے گی اور ان کے ہاں مشہور یہ ہے کہ پھر لعان جائز نہیں باقی آئمہ کا ان سے اختلاف ہے۔ دوسرے یہ کہ حمل یا بچے کی نفی کرنا چاہے شبہ کی وطی ہے ہو یا نکاح فاسد میں مالکیہ نے حمل کی نفی کے لیے یہ شرط رکھی ہے کہ شوہر یہ دعویٰ کرے کہ اس نے بیوی سے ہمبستری نہیں کی تا کہ اس سے بچے کا الحاق ہو اور یہ کہ وہ ایک حیض سے استبراء ⑤ کا دعویٰ کرے اور وضع حمل سے پہلے ہی اس کا دعویٰ کرے اگر وہ خاموش رہا حتیٰ کہ عورت نے بچہ جن دیا تو شوہر پر حد ہوگی اور لعان نہ ہوگا۔ رہ گیا قذف اس کی وہی صورت ہے جو حد قذف کے تحت بیان کی گئی کہ یا صحت لفظ سے ہوگا جیسے زنا یا کسی کو کہا اے زانی یا اے زانیہ اور یا اس لفظ سے ہوگا جو صورت کا قائم مقام ہے اور کسی انسان کی معروف

① الدر المنثور ۲/۱۰۵ الباب ۸۳/۳ كشف القناع ۵/۴۵۰. الشرح الصغير ۲/۱۵۷ وما بعدها المقدمات المہدات ۱/۲۳۳ معنی المحتج ۳/۲۶۷. القوانين الفقهية ۲۲۳ البدائع ۳/۳۹۳ المغنی ۷/۳۹۲. ② رحمہ کا پاک ہونا اور اس کے کئی اسباب ہیں ان میں سے ایک زنا ہے اور ایک سوہ ظن زنا میں عورت تین حیضوں سے پاک ہوئی ہے اور سوہ ظن میں اگر وہ حیض کی عمر کی ہے تو ایک حیض سے اگر حامد ہے تو وضع حمل سے اگر بیٹی ہے چھوٹی تو شوافع کے ہاں ایک ماہ سے اور مالکیہ کے ہاں تین ماہ سے اور یہی حکم ہے ان عورتوں کا جن کو حیض نہ آتا ہو۔

مشہور باپ سے نسبت کی نفی کرنا جیسے کہ تو فلاں کا بیٹا نہیں۔ یا شوافع کے ہاں کنایہ الفاظ سے جیسے کہ پہاڑ میں زنا کیا وغیرہ اس لیے کہ پہاڑ میں زنا کرنا اس کی طرف چڑھ کر جانا اگر اس سے قذف کی نیت کی تو قذف ہوگا جبکہ حنفیہ کے ہاں یہ صریح الفاظ میں سے ہیں۔ یا تعریض وارشاد ہوگا مثلاً حلال بن حلال اور میں تو زانی نہیں شوافع ہاں اگر نیت کی تو یہ قذف ہے اور اگر وہ تعریضوں کو سمجھتا رہے تو پھر قذف ہے مالکیہ، حنفیہ اور حنابلہ کے ہاں یہ قذف نہیں۔ اور قذف کا اثبات گواہوں سے ہوگا یا اقرار سے جیسا کہ حد قذف میں بیان ہوگا۔

اور بچے کی نفی وہ اس طرح کے آدمی حاکم کے پاس حاضر ہو اور کہے کہ یہ لڑکا یا یہ حمل میرا نہیں نفی کے وقت اور حمل کی نفی میں فقہاء کا اختلاف ہے: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں جب شوہر نے اپنے بچے کی ولادت کے فوراً بعد نفی کر دی یا اس مدت میں نفی کی جس میں مبارک باد قبول کی جاتی ہے اور وہ سات دن ہیں یا جس مدت میں بچے کی ولادت کے لیے سامان خریداجاتا ہے تو نفی صحیح ہے اور وہ لعان کرے گا کیونکہ نفی کر کے وہ تہمت لگانے والا ہو گیا لیکن اگر اس نے اس کے بعد نفی کی اور بچے کا نسب ثابت ہو گیا تھا کیونکہ دلالت اس کا اعتراف ہو گیا اور وہ خاموش رہتا اور مبارک یا قبول کرتا ہے اور یہاں سکوت رضا تصور ہوتا ہے اور یہی حنفیہ کے ہاں صحیح ہے۔ صاحبین کے ہاں مدت نفاس کے اندر اندر بچے کی نفی کرنا صحیح ہے کیونکہ یہ ولادت کا اثر ہے۔

اور مالکیہ نے لعان کی صحت اور بچے کی نفی کے لیے دو شرطیں لگائی ہیں جیسا کہ پہلے گذرا۔ ❶ شوہر اس بات کا دعویٰ کرے کہ اس نے عورت سے ہمبستری نہیں یا عورت کا استبراء ایک حیض سے ہو گیا ❷ اور بچے کی نفی پیدائش سے پہلے کرے اگر ایک دن بھی بلا مذکر خاموش رہا اور بچہ پیدا ہو گیا تو اسے حد لگائی جائے گی لعان نہ ہوگا۔

اور شوافع ❸ نے حمل کی نفی کی اجازت دی ہے اور اس کے وضع کی انتظار کی بھی حمل تو اس لیے کہ صحیحین میں ثابت ہے کہ ہلال بن امیہ نے حمل سے لعان کیا اور حمل کی انتظار اس لیے تاکہ یقین سے لعان کرے اور جدید قول کے مطابق نفی کرنا بچے کے نسب کی وہ فی الفور ہونا چاہیے اس لیے کہ یہ موجود ضرر کے دور کرنے کے لیے مشروع ہے لہذا عیب کی وجہ سے رد کرنے اور خیار شفعہ کی طرح فی الفور ہونا چاہیے اگر کسی عذر کی وجہ سے نفی سے خاموش رہا مثلاً اسے رات کو خبر پہنچی اور اس نے صبح ہونے تک اسے مؤخر کیا یا بھوکا تھا کھانا کھایا یا ننگا تھا لباس پہنا تو عذر کی وجہ سے تاخیر کرنا درست ہے۔ اور حنابلہ نے ❹ حنفیہ کی طرف وضع سے پہلے حمل کی نفی کی اجازت نہیں دی وہ نفی نہ کرے حتیٰ کہ وضع کے بعد لعان کرے اور اس میں بچے کی نفی کرے اس لیے کہ حمل یقینی نہیں ہو سکتا ہے کہ پھولی ہوئی ہو یا ہوا ہو اور شوافع کی طرح شرط ہے کہ ولادت کے فوراً بعد نفی کرے جب عورت نے بچہ جنا اور وہ باوجود ممکن ہونے کے خاموش رہا تو اس کا نسب لازم ہو جائے گا اس کے بعد نفی نہیں کر سکتا حاصل یہ کہ فقہاء کی حمل کی نفی کے سلسلہ میں دور آراء ہیں ایک حنفیہ اور حنابلہ کی رائے پر حمل کی نفی کے عدم جواز کے قائل ہیں کیونکہ احتمال ہے حمل نہ ہو اور دوسری مالکیہ اور شوافع کی رائے وہ جواز کے قائل ہیں اور ہلال بن امیہ کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ انہوں نے حمل کی نفی کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نفی کر دی اور نسب پہلے کے ساتھ ملا دیا اس میں کوئی پوشیدگی نہیں کہ وہ حمل ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ”اسے دیکھو اگر وہ جنے نیز حمل مظنون ہے ایسی علامات سے جو اس پر دلالت کرتی ہیں نیز حمل کا الحاق بھی درست ہے گویا اس کی نفی ایسے ہے جیسے بچے کی نفی پیدا ہونے کے بعد ابن قدامہ نے فرمایا: یہی قول صحیح ہے کہ یہ ظاہر احادیث کے موافق ہے اور جو احادیث کے مخالف ہے اس کا کوئی بھی اعتبار نہیں۔

لعان کی شرط جمہور کے ہاں شوہر کو حمل یا بچے کی ولادت کے علم کے فوراً بعد کرنا چاہیے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ولادت کے بعد سے سات دن تک اجازت دی ہے۔

❶..... فتح القدیر ۳/۲۶۰ کتاب مع اللباب: ۳/۷۹ ❷ القوانین الفہیة ۲۴۴ الشرح الصغير ۲/۶۱۰-۶۱۳ ❸ معنی المحتاج: ۳/۳۸۰ المہذب ۲/۱۲۲ ❹ المعنی: ۷/۴۲۳-۴۲۴

دوسرا مقصد: لعان کی مشروعیت..... زوجین کے درمیان لعان مشروع ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے:

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَدَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ① وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ② وَ يَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَدَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ③ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ ④

اور جو لوگ اپنی عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں اور خود ان کے سوا ان کے گواہ نہ ہوں تو ہر ایک کی شہادت یہ ہے کہ پہلے تو چار بار اللہ کی قسم کھائیں کہ بے شک وہ سچا ہے اور پانچویں (بار) یہ کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت اور عورت سے سزا کو یہ بات ٹال سکتی ہے کہ وہ پہلے چار بار اللہ کی قسم

کھائے کہ بے شک یہ جھوٹا ہے اور پانچویں (دفعہ) یوں (کہے) کہ اگر یہ سچا ہو تو (مجھ) پر اللہ کا غضب (نازل ہو)۔ النور ۶/۲۴-۹

اور اس آیت کا شان نزول وہ روایت ہے جسے جماعت نے روایت کیا ہے سوائے مسلم اور نسائی کے۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ ہلال بن امیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیوی (خولہ بنت عاصم) کو شریک بن سحماء سے تہمت لگائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہلال سے) فرمایا تو (چار) گواہ لا، نہیں تو تیری پیٹھ پر حد قذف پڑے گی اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اگر ہم میں کوئی شخص اپنی عورت سے کوئی برا کام کرتے دیکھے تو گواہ ڈھونڈتا پھرے (یہ تو بڑا مشکل ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے رہے کہ گواہ لا اور نہ تیری پیٹھ پر حد پڑے گی، ہلال نے کہا قسم اس پروردگار کی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا میں سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ میرے بارے میں ضرور کوئی ایسا حکم اتارے گا جس سے میری پیٹھ سزا سے بچائے گا تو یہ آیات نازل ہوئیں ① اسلام میں یہ سب سے پہلا لعان ہوا تھا جو ہلال بن امیہ اور اس کی بیوی کے درمیان ہوا اور یہی جمہور کی رائے ہے۔ اور ماوردی وغیرہ نے اکثر علماء سے روایت کی ہے کہ ہلال کا قصہ عویمر کے واقع سے پہلے کا ہے۔ ترمذی کے علاوہ باقی جماعت نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عویمر عجلیٰ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں قرآن اتارا اور فرمایا جاؤ اسے لے کر آؤ تو دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لعان کیا ② پر امام نووی کی رائے ہے شرح مسلم میں کہ اس آیت لعان کا سبب نزول حضرت عویمر عجلیٰ رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے۔

قذف کے معاملے میں زوجین کا حکم سے کسی اجنبی پر تہمت لگانے کے حکم سے مختلف ہے اگر کسی نے کسی دوسرے کو تہمت لگائی یا کسی مرد نے کسی عورت کو تہمت لگا جو اس کی بیوی نہیں اور وہ عورت پاکدامن ہے اور پھر اپنی اس تہمت پر چار گواہ نہ لاسکا تو اسے حد قذف اسی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے اسے اور اس کی طرح کے لوگوں کو اس گناہ سے باز رکھنے کے لیے اور مقذوف سے عار دور کرنے کے لیے۔ لیکن اگر شوہر بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اس کے بچے کی نسب کی نفی کرے اور چار گواہ بھی اپنے دعویٰ پر نہ لاسکے تو اس کو حد قذف نہیں لگائی جائے گی بلکہ اس کے حق میں لعان مشروع کیا گیا ہے۔

آیات لعان کے شان نزول میں تمام روایات تین چیزوں پر متفق ہیں۔ ③

پہلی چیز..... یہ کہ لعان کی آیات محسن اور پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانے کے کافی عرصہ بعد نازل ہوئی ہیں۔

دوسری چیز..... آیات لعان کے نازل ہونے سے پہلے صحابہ کرام پاکدامن اجنبی عورتوں کی تہمت اور بیوی پر تہمت کے حکم کو ایک ہی سمجھتے تھے۔

تیسری چیز..... آیات لعان شوہر پر تخفیف کے لیے نازل ہوئی ہیں اور اسے مشکل سے نکالنے کا راستہ بیان کرتی ہیں اور لعان کی

①..... رواہ الجماعة الا مسلم والنسائی (نیل الاوطار: ۶/۲۷۲) ② نیل الاوطار: ۶/۲۶۸۔ مذاکرۃ آیات الاحکام بالازھر

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم ۳۸۵ باب النکاح

مشروعیت کا مقتضی یہ ہے کہ متعین جھوٹے پر لعنت کرنا جائز ہے جیسے کہ ظالم پر لعنت کرنا جائز ہے فرمان باری تعالیٰ ہے:

أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ..... ہود: ۱۸/۱۱

سنو خبر دار ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

تیسرا مقصد: لعان کے ارکان و شرائط اور لعان کرنے والوں کے لیے شرائط..... حنفیہ کے ہاں ❶ لعان کا رکن ایک ہی چیز ہے وہ لفظ ہے یعنی قسموں اور لعنت کے ساتھ مؤکد شہادت زوجین کی طرف سے۔ جمہور کے ہاں ❷ لعان کے ارکان چار ہیں۔

۱..... لعان کرنے والا مرد

۲..... لعان کرنے والی عورت

۳..... لعان کا سبب

۴..... لعان کے الفاظ

لعان کی شرائط..... لعان کی شرائط کی دو قسمیں ہیں ایک وجوب لعان کی شرائط اور دوسری لعان جاری کرنے کی صحت کی شرائط۔

پہلی بات: وجوب لعان کی شرائط..... حنفیہ کے ہاں ❸ تین ہیں:

۱..... بیوی کے ساتھ زوجیت کا قیام اگرچہ وہ مدخول بھانہ بھی ہو۔ اسی طرح اگرچہ وہ طلاق رجعی کی عدت میں ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ..... النور: ۶/۲۴

اور جو لوگ اپنی عورتوں (بیویوں) پر بدکاری کی تہمت لگائیں لہذا میاں بیوی کے علاوہ کے درمیان لعان نہیں یا کسی اجنبی عورت کو تہمت لگانے پر بھی لعان نہیں اگر کسی نے اجنبی عورت پر تہمت لگائی پھر اس سے نکاح کر لیا تب بھی اس پر حد قذف جاری ہوگی اور لعان نہ ہوگا کیونکہ اجنبی ہونے کی حالت میں حد واجب ہوتی ہے اسی طرح اگر بیوی مرگئی تو بھی اس کی تہمت میں لعان نہیں کیونکہ مرنے کی وجہ سے وہ بیوی نہ رہی نیز اس کی جانب سے لعان نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح بائیں عورت کی تہمت پر بھی لعان نہیں اور اس کے شوہر کو اجنبی کی طرح حد لگے گی یہ شرط متفق علیہ ہے اس لیے کہ جمہور کے ہاں اس سے لعان درست ہے اور اسی وجہ سے جمہور کے ہاں زوجین کے علاوہ میں بھی دو حالتوں میں لعان درست ہے ایک بائیں سے بچے کی نفی میں اور نکاح فاسد یا شبہ کی وجہ سے وطی کی گئی عورت سے اور اگر شوہر وطی کے بعد مرتد ہو گیا پھر اس نے تہمت کی پھر عدت کے اندر ہی اسلام قبول کر لیا تو لعان ہوگا اگر پہلے اس سے لعان کیا پھر عدت میں مسلمان ہو گیا تو بھی اس کا لعان درست ہے کیونکہ نکاح کے اندر اس کا وقوع ہوا ہے ❹ نکاح صحیح ہو فاسد نہ ہو، لہذا نکاح فاسد کی منکوحہ سے لعان نہیں کیونکہ وہ لاجنبیہ ہے اس کی باقی ائمہ نے مخالفت کی ہے انہوں نے نکاح فاسد والی بیوی سے بھی لعان کی اجازت دی ہے ثبوت نسب کی وجہ سے جیسے بغیر ولی کے نکاح یا گواہوں کے بغیر نکاح پھر اسے تہمت لگائی لیکن ان میں لعان کے جواز کی اجازت اس حالت میں تب ہی ہے کہ ان کا بچہ ہو شوہر اس کی نفی کرنا چاہتا ہو اگر ان کے درمیان بچہ نہ ہو تو پھر شوہر کو حد لگائی جائے گی اور ان میں لعان نہ ہوگا شوہر مسلمان پر گواہی دینے کا اہل ہو بایں طور کہ طرفین میاں بیوی ہوں آزاد عاقل، بالغ مسلمان بات چیت کرنے والے ہوں اور قذف کی بناء پر انہیں پہلے حد نہ لگی ہوگی ہو پس کافروں کے درمیان لعان نہیں اور نہ ہی جب ان میں سے ایک غلام ہو یا بچہ یا مجنون یا محدود فی القذف ہو یا کافر گونگا وغیرہ ہوں البتہ انہوں اور فاسقوں

❶..... الدر المختار: ۲/۸۰۶ ❷ القوانین الفقهية ۲۴۳ ❸ الدر المختار مع الرد: ۲/۱۸۰۵ لبدائع: ۳/۲۴۱ فتح القدیر: ۳/۲۵۹

اللباب: ۳/۷۵، ۷۸ ❹ الشرح الصغير: ۲/۶۵۸ مغنی المحتاج: ۳/۳۷۸ غایۃ الممتی: ۳/۲۰۱

الفقه الاسلامی وادلتہ جلد نمبر ۳۸۶۔ باب النکاح

کے درمیان لعان درست ہے کیونکہ یہ دونوں اداۃ شہادت کے اہل ہیں البتہ ان کی شہادت فسق کی وجہ سے قبول نہیں کی جاتی اور اندھا چونکہ تمیز پر قادر نہیں اس لیے حاصل یہ کہ حنیفہ کے ہاں شوہر کا شہادت کے اہل ہونا شرط ہے اس لیے کہ لعان کے الفاظ شہادت ہیں اور یہ بھی شرط ہے کہ بیوی ایسی ہو جس کی وجہ سے اس کو تہمت لگانے والے کو حد لگائی جاسکے اس لیے کہ لعان اجنبیہ عورت کو تہمت لگانے والے کی حد کا بدل ہے جمہور کے ہاں یہ دو شرطیں نہیں۔

لیکن مالکیہ نے ① شوہر کے لیے اسلام کی شرط لگائی ہے نہ کہ بیوی کے لیے ذمیہ تھی عورت بھی لعان کرے گی کیونکہ اس نے اپنے عار کو دور کرنا ہے۔ اور ان کے ہاں لعان کرنے والوں کے لیے شرط یہ ہے کہ دونوں بالغ اور عاقل ہوں چاہے آزاد ہوں یا غلام عادل ہوں یا فاسق اور عصمت اور پاکدامنی کی صورت میں بالاتفاق لعان ہوگا اور طلاق بائن اور جعی کی عدت میں بھی برخلاف حنیفہ کے اور عدت کے بعد بھی حمل کی نفی کی مدت میں مدت حمل کے دوران تک اور نکاح صحیح یا فاسد دونوں میں لعان ہوگا۔

شوافع اور حنابلہ نے ② لعان کرنے والوں کے لیے اسلام کو شرط قرار نہیں دیا اور کہتے ہیں ہر اس شوہر کا لعان صحیح ہے جس کی طلاق صحیح ہو کہ دونوں مکلف ہوں یعنی عاقل بالغ ہوں چاہے مسلمان ہوں یا کافر عادل ہوں یا فاسق حد قذف لگ چکی ہو یا نہ اسی طرح آزاد غلام سمجھدار بے وقوف نشہ والے بولنے والے گونگے وغیرہ سب کا لعان درست ہے اور طلاق رجعی والی عورت اور بچے کی نفی کی صورت میں بائنہ مطلقہ بھی اور حنابلہ کے ہاں بھی اس طرح ہے۔ اسی طرح نکاح فاسد یا شبہ کی وجہ سے وطی کی گئی عورت سے بھی لعان درست ہے جب بعد میں اس پر تہمت لگائے اور نفی نسب میں بھی لعان ہوگا کما تقدم۔

اور بالاتفاق بچے و مجنون کا لعان درست نہیں اگر زوجین میں سے کوئی ایک مکلف نہیں تو ان کے درمیان لعان نہ ہوگا اس لیے کہ لعان سے تو جدائی حاصل ہوتی ہے اور غیر مکلف سے یہ درست نہیں جیسے طلاق اور قسم وغیرہ۔ اور زوجین کے علاوہ میں لعان نہیں اگر کوئی شخص اجنبی عورت پاکدامن پر تہمت لگائے تو اسے حد قذف لگے گی لعان نہ ہوگا۔ اور بالاتفاق اس میں کوئی فرق نہیں کہ بیوی سے ہمبستری ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ..... النور: ۶/۲۴

اگر وہ غیر مدخول بھا ہے تو اس کے لیے نصف مہر ہوگا کیونکہ یہ شوہر کی جانب سے تفریق ہے اور حنابلہ کے ہاں گونگا اور زبان کی لکنت والے کا لعان ہوگا اور گونگی کا لعان حنابلہ کے ہاں ہوگا کیونکہ وہ اپنے مطالبہ کو نہیں جانتی اور اس بات میں اتفاق ہے کہ وہ گونگا اور گونگی جن کا کوئی معلوم اشارہ نہ ہوا اور وہ لکھ نہ سکتے ہوں تو ان میں لعان نہ ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ حنیفہ کے ہاں لعان کرنے والوں میں درج ذیل شرائط رکھی ہیں۔ اسلام قوت گویائی، آزادی عدالت اور نکاح حقیقتاً قائم ہو یا حکماً جیسے طلاق رجعی میں نہ کہ بائن میں جمہور نے ان کی شرائط میں مخالفت کی ہے البتہ مالکیہ کے ہاں شوہر کا مسلمان ہونا شرط ہے اور مکلف ہونے میں سب متفق ہیں یعنی بالغ و عاقل ہوئے میں اور جمہور کے ہاں گونگے کا لعان درست ہے۔

حنابلہ اور شوافع نے ③ لعان کے لیے تین شرطیں لگائی ہیں جو درج ذیل ہیں:

- ۱۔ زوجین کے درمیان لعان ہو اگرچہ دخول سے پہلے ہی کیوں نہ ہو۔
- ۲۔ عورت پر زنا کی تہمت اگرچہ دبر ہی میں کیوں نہ ہو مثلاً تو نے زنا کیا یا اے زانیہ میں نے تجھے زنا کرتے ہوئے دیکھا اور یہ شرط تشفی علیہ ہے جیسا کہ پہلے گذرا اور شوہر کو بیوی پر تہمت لگانے کی اجازت ہے اگر زنا کا پتہ ہو یا اسے پکا گمان ہو جیسے اس کا زنا عام ہو جائے۔

① القواہین الفقہیة: ۲۴۳ بدایۃ المجتہد ۲/۱۱۷ ② مغنی المحتاج ۳/۳۶۷، السہدب ۲/۱۲۲ المعنی ۳۹۳/۷، ۴۰۳۔

③ غایۃ المستہی: ۳/۲۰۱، ۲۰۲ مغنی المحتاج: ۳/۳۶۷، ۳۷۳، السہدب ۲/۱۱۹، کشف القاس: ۵/۵۶۱، ۵۶۳۔

لعان کی زبان..... حنابلہ کے علاوہ جمہور کے ہاں لعان عربی اور عجمی تمام زبانوں میں درست ہے اس لیے کہ لعان قسم یا شہادت ہے اور یہ تمام زبانوں میں برابر ہیں اور عجمی لعان کرنے والا شہادت لعنت اور غضب کے ترجمہ کی رعایت رکھے ❶ اور حنابلہ کے ہاں ❷ اگر زوجین عربی جانتے ہوں تو ان کے لیے جائز نہیں کہ وہ عربی کے بغیر کسی زبان میں لعان کریں کیونکہ قرآن میں لعان عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔

دوسری بات: لعان کے جاری ہونے کی صحت کی شرائط:

حنا بلہ اجراء لعان کے لیے چھ شرطیں ذکر کی ہیں بعض متفقہ ہیں اور بعض میں اختلاف ہے اور وہ درج ذیل ہیں: ۱۴

۱..... لعان قاضی یا اس کے نائب کی موجودگی میں ہو اور یہ شرط متفقہ ہے اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلال بن امیہ کو حکم فرمایا کہ وہ اپنی بیوی کو ان کے پاس لائے اور آپ نے ان کے درمیان لعان کروایا نیز اس لیے بھی کہ یہ قسم ہے دعویٰ میں لہذا حاکم کے حکم کے بغیر درست نہیں جیسے تمام دعوؤں میں قسم کا حال ہے اور یہ معاملہ کوز و جین میں سے کسی ایک کے حاکم تک پہنچانے سے ہوگا اگر زوجین حاکم کے بغیر ہی آپس میں لعان کرانے پر راضی ہو جائیں تو یہ درست نہیں کیونکہ لعان میں سختی اور تاکید ہے لہذا حد کی طرح حاکم کے بغیر جائز نہیں۔

۲۔...لعان قاضی کی طلب کے بعد ہو بایں طور کہ ان میں سے ہر ایک لعان کے لیے آئے قاضی یہ معاملہ چھوڑنے کے بعد اگر انہوں نے قاضی سے پہلے جلدی کی تو لعان درست نہیں جیسے قاضی کے حلف دینے سے پہلے کوئی حلف اٹھا لے یہ شرط بھی اتفاق اور مستفقہ ہے۔

۳..... لعان کے پانچ لفظوں کو مکمل طور پر ادا کرنا اگر ان میں سے کوئی لفظ بھی کم کر دیا تو لعان درست نہیں اور یہ بھی متفق علیہ شرط ہے۔

۴..... زوجین میں سے ہر ایک لعان کو اس صورت میں کرے جس طرح قرآن نے تحدید کی ہے لفظ کو معنی میں تبدیل کرنے میں فقہاء کا اختلاف ہے مثلاً اس لفظ انی من الصادقین کی جگہ لقد زنت کہے یا انه لمن الکاذبین کی جگہ لقد کذب کہے حنا بلہ کے ہاں ظاہراً یہ ہے کہ تبدیلی جائز ہے کیونکہ معنی ایک ہی ہے رہ گیا لفظ اشہد کو یمین کے الفاظ سے بدلنا مثلاً اھلف (میں حلف اٹھاتا ہوں) اقسم (میں قسم کھاتا ہوں) الفاظ سے تو شوافع اور حنابلہ کے ہاں اس کا اعتبار نہیں اس لیے کہ شہادت کا لفظ جہاں معتبر ہے وہاں اس کے قائم مقام کوئی لفظ نہیں ہو سکتا جیسے حقوق کے سلسلہ میں شہادت میں نیز لعان میں چونکہ سختی ہے اور شہادت کے لفظ کا اعتبار سختی میں بلغ ہے لہذا اس کا ترک کرنا جائز نہیں یہی وجہ ہے کہ وہ اللہ کی قسم دوسرے لفظ سے کھائے جو اشہد کے قائم مقام ہو تو یہ جائز نہیں اور ظاہر یہی ہے کہ حنفیہ اور مالکیہ کی بھی یہی رائے ہے۔

۵..... الفاظ لعان میں ترتیب ہو اور مرد عورت سے پہلے حلف اٹھائے پھر عورت حلف اٹھائے اگر لعنت کے الفاظ کو باقی چار الفاظ سے مقدم کر دیا یا عورت نے مرد سے پہلے لعان کیا تو اس کا اعتبار نہیں اور یہ بھی متفق شرط ہے اس لیے کہ لعان حنیفہ کے ہاں شہادت ہے اور عورت کی شہادت کی وجہ سے شوہر کی شہادت کی قدح مقصود ہے لہذا شوہر کی شہادت سے پہلے اس کی شہادت درست نہیں۔

۶ اگر دونوں حاضر ہوں تو ہر ایک دوسرے کی طرف اشارہ کرنا اور غائب ہو تو پھر اس کا نام لینا اور اس کی طرف نسبت کرنا یہ بھی فقہاء کے درمیان متفقہ ہے۔ شافع اور حنبلہ کے ہاں زوجین کا اکٹھے حاضر ہونا شرط نہیں اگر دونوں میں سے ایک دوسرے سے غائب ہو تو بھی جائز ہے مثلاً شوہر مسجد کے اندر لعان کرے اور عورت مسجد کے دروازے پر داخل ہو جائے لیکن مالکیہ نے لعن کے وقت ایک جماعت کا حاضر

① معنى المحتج ٣٤٦ ٣٥١ المهادب ٢٢٢ ② ليعنى - ٢٣٨ ③ ليعنى - ٢٣٨ ٢٣٩ المهادب ٢٢٢ ٢٢٦ ٢٢٧ ٢٢٨ ٢٢٩

محتاج ٢٣-٢٤ الشرح الصغير ٢ ١٥١، ١٦٣، ١٦٥ ندر المختار ٢ ١٠٤ وما بعدها الدافع ٣ ٢٣٤.

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم..... ۳۸۸..... باب النکاح

ہونا شرط رکھا ہے اور کم سے کم وہ چار عادل مرد ہوں شوافع اور حنابلہ کے ہاں مستحب یہ ہے کہ لعان مسلمان کی جماعت کے سامنے ہو کیونکہ ابن عباسؓ ابن عمرؓ اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہم لعان کے وقت حاضر تھے یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ لوگوں کی خاصی تعداد وہاں حاضر تھی کیونکہ بچے مردوں کے تابع ہو کر مجالس میں حاضر ہوتے ہیں نیز اس لیے بھی کہ لعان میں سختی ہے لہذا اس میں روک تھام کے لیے مبالغہ کی ضرورت ہے اور لعان ایک کثیر تعداد لوگوں میں کرنا روک تھام کے لیے ابلغ ہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ چار سے کم نہ ہوں اس لیے کہ زنا کے گواہ جن کے لیے لعان مشروع ہے وہ بھی چار ہیں۔

مالکیہ نے صحت لعان کے لیے یہ بھی شرط لگائی ہے کہ بیوی کو زنا کرتے ہوئے دیکھنے کے بعد اس سے بالکل وطی نہ کی ہو یا غیر کے حمل کے علم ہونے کے بعد یا وضع ہونے کے بعد اگر مذکورہ صورتوں میں اس نے وطی کر لی تو لعان ممنوع ہو جائے گا اور اس کا اجر نہ ہوگا۔ اسی طرح لفظ اشہد بھی چار مرتبہ کہنا شرط ہے چاہے عورت کہے یا مرد اور پانچویں مرتبہ شوہر کی جانب سے لعنت اور عورت کی جانب سے غضب کے لفظ کا ہونا جیسا کہ قرآنی آیت میں لعان کی قسموں میں وارد ہے۔ اور شوہر لعان کرے اپنی بیوی سے اگر اس نے اسے یقیناً زنا کرتے ہوئے دیکھا ہو اور دیکھنا بصیرت کے ساتھ ہو جیسے سرمہ دانی میں سلائی ہوتی ہے اور اندھا حس، ٹٹولنے یا یقینی خبر پر اعتبار کرے اگرچہ عورت کی جانب سے خبر ہو۔

بچے کی نفی کی شرائط..... حنفیہ نے ① بچے کی نفی اور نسب نہ ملانے کے لیے چھ شرائط ذکر کی ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱..... قاضی کا زوجین کے درمیان تفریق کا حکم کیونکہ تفریق سے پہلے نکاح قائم ہے لہذا نفی واجب نہیں۔

۲..... امام ابوحنیفہؒ کی رائے میں بچے کی نفی ولادت کے فوراً بعد یا سات دن کے اندر اندر ہو جو مبارک بادی کے دن ہوتے ہیں اگر اس کے بعد نفی کرے گا تو یہ نفی صحیح نہیں ہوگی اور صاحبین کے ہاں بچے کی نفی کی اکثر مدت نفاس یعنی چالیس دن ہیں۔ اور جمہور کے ہاں فی الفور نفی ضروری ہے اگر بلا عذر تاخیر کی تو نفی صحیح نہ ہوگی۔

۳..... پہلے سے بچے کا اقرار نہ ہو چاہے دلالت یا ضمناً ہی کیوں نہ ہو جیسے بغیر رد و انکار کے مبارک باد قبول کرنا۔

۴..... بچہ تفریق کے وقت زندہ ہو۔

۵..... اس تفریق کے بعد عورت اسی بطن سے اور بچہ نہ جنے اگر عورت نے ایک بچہ جنا پھر اس نے اس کی نفی کر دی اور حاکم نے ان کے

درمیان لعان کرایا اور تفریق کر دی اور بچہ ماں کے ذمہ لگا دیا یا بچہ تفریق کی وجہ سے والدہ کے ذمہ لگ گیا پھر دوسرے دن اس نے ایک اور بچہ جنا تو دونوں بچے شوہر کے ذمہ ہوں گے کیونکہ دوسرے بچے کا نسب اس سے ثابت ہو گیا جو لعان کو شامل نہیں اس لیے کہ لعان کا حکم تفریق سے باطل ہو گیا لہذا دوسرے بچے کا نسب ثابت ہوگا پھر پہلے بچے کا نسب بھی ثابت ہوگا۔

۶..... شرعی طور پر بچے کے ثبوت کا فیصلہ نہ ہوگا ہو مثلاً عورت نے بچہ جنا اور والد نے بچے پر گرا اور بچہ مر گیا اور والد کی عاقلہ پر بچے کی دیت کا

فیصلہ ہوا پھر والد نے اس کے نسب کی نفی کر دی تو قاضی ان دونوں کے درمیان لعان کرائے گا لیکن بچے کا نسب ختم نہ کرے گا کیونکہ والد کی عاقلہ پر دیت کا فیصلہ اس بات کا فیصلہ ہے کہ بچہ والد کا ہے لہذا اس کے بعد نسب ختم نہ ہوگا۔ اور مالکیہ کے ہاں حمل کی نفی کی دو شرطیں پہلے گذر چکی ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے ② شوہر یہ دعویٰ کرے کہ عقد نکاح کے بعد اس نے بالکل بیوی سے ہمبستری نہیں کی یا ہمبستری تو کی لیکن اس کا رحم ایک حیض سے پاک ہو چکا تھا اگر اس نے عقد کے بعد بالکل وطی نہ کی یا وطی تو کی لیکن عورت نے بچہ اتنی مدت کے اندر جن دیا کہ اس میں وہ نکاح کے ساتھ ملحق نہیں ہو سکتا تھا۔ یا تو مدت کم ہونے کی وجہ سے جیسے مکمل بچہ ایک دو یا پانچ ماہ کے بعد جن دے ہمبستری کے

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم..... ۳۸۹..... باب النکاح

بعد اس لیے کہ حمل کی کم سے کم مدت شرعاً چھ ماہ ہے یا مدت لمبی ہونے کی وجہ سے جیسے پانچ سال میں کیونکہ ہمبستری کے بعد مدت حمل زیادہ سے زیادہ چار سال ہے ان دو حالتوں میں شوہر پر اعتماد کیا جائے گا اور معلوم ہوگا کہ بچہ قطعی طور پر شوہر کا نہیں کیونکہ اس نے اس کی نفی کر دی ہے۔ اسی طرح لعان ہوگا اگر اس نے بچے کی نفی کر دی اور وطی کے بعد ایک حیض سے اس کا استبراء کروایا پھر اس نے استبراء کے دن سے چھ ماہ کے بعد بچہ جن دیا تو وہ بھی قطعی طور پر اس کا نہیں بچے کی نفی کرے پیدا ہونے سے پہلے اگر بلا عذر وہ ایک دن بھی خاموش رہا کہ عورت نے بچہ جن دیا تو شوہر کو حد لگائی جائے گی اور لعان نہ ہوگا۔

شوافع کے ہاں ❶ دوران حمل یا ولادت کے بعد فی الفور بچے کی نفی کرنا صحیح ہے اگر اس نے بغیر عذر کے تاخیر کی یا مبارک باد قبول کر لی تو نفی کا حق ساقط ہو جائے گا اس لیے کہ تاخیر کرنے سے اقرار لازم آتا ہے اگر اس نے دعویٰ کیا کہ مجھے پیدائش کا علم نہ تھا اب اگر وہ ایسی جگہ پر تھا جو عورت کے قریب ہے جیسے گھر یا محلے میں تو پھر اس کی بات معتبر نہ ہوگی کیونکہ وہ خلاف ظاہر کا دعویٰ کر رہا ہے لیکن اگر وہ ایسی جگہ پر تھا جہاں سے اس پر وہ بھی رہ سکتا تھا مثلاً کسی بڑے شہر میں تو شوہر کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا کیونکہ جو دعویٰ کر رہا ہے وہ ظاہر ہے ان کے ہاں دو جڑواں بچوں میں سے ایک کی نفی درست نہیں اگر عورت نے دو جڑواں بچے جنے اور شوہر نے ایک کی نفی کر دی اور دوسرے کا اقرار کیا یا اس نے اس کی نفی بغیر عذر کے کر دی تو دونوں بچے اسی سے ملحق ہوں گے کیونکہ دونوں ایک ہی حمل ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ عادت نہیں کہ وہ ایک رحم میں دو بچے دو آدمیوں کے پانی سے جمع فرمائیں جب رحم میں منی چلی جاتی ہے تو اس کا منہ بند ہو جاتا ہے اور اس میں دوسری منی نہیں جاسکتی لہذا یہ جائز نہیں کہ ایک بچے کو تو اس سے ملحق کیا جائے اور دوسرے کو نہیں۔ اور شوہر کو لازم ہے اگر اس نے نفی کر دی بچے کی جو اس کی بیوی نے جنا اور شوہر کو معلوم بھی ہے کہ یہ میرا نہیں باس طور کہ اس نے عورت سے ہمبستری کی اور ہمبستری کے بعد چھ ماہ سے کم میں اس نے بچہ جنایا چار سال کے بعد جنا لیکن اگر عورت نے ہمبستری کے بعد چھ ماہ کے دوران یا چار سال کے دوران بچہ جنا اور ہمبستری کے بعد حیض سے استبراء نہیں ہوا تھا تو بچے کی نفی کرنا لعان کے ذریعہ حرام ہے عورت کی رعایت کرتے ہوئے ❷ اگر استبراء کے بعد چھ ماہ کے بعد اس نے بچہ جنایا چھ ماہ سے زیادہ کے بعد جنا سے تو اس کا صحیح قول کے مطابق لعان کے ذریعہ بچے کی نفی کرنا جائز ہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ نفی نہ کرے اس لیے کہ حاملہ کو بھی کبھی کبھی خون آتا ہے۔

حنابلہ کے ہاں ❸ لعان کے ذریعہ بچے کی نفی کے لیے درج ذیل شرائط ہیں:

۱..... پہلے بچے کا اقرار نہ کیا ہو جڑواں نہ ہوں یا جو اقرار پر دلالت کرتا ہے جیسے دو جڑواں میں سے ایک کی نفی کرے اور دوسرے سے خاموش رہے یہ شرط شوافع کے موافق ہے۔

۲..... ولادت کے بعد بچے کی نفی جلدی کرے اگر اسے مبارک دی گئی اور وہ خاموش رہا یا دعا پر آمین کی یا ممکن ہونے کے باوجود نفی کو مؤخر کیا اس کی موت کی انتظار میں بلا عذر مثلاً بھوک پیاس یا نیند نہ ہونے کے باوجود تو نفی کا حق اس کا ساقط ہو جائے گا۔ اگر شوہر نے کہا مجھے بچے کا پتا نہ تھا اور نفی کسی عذر کی وجہ سے مؤخر کی مثلاً قید ہونے یا بیماری ہونے یا غائب ہونے یا مال کی حفاظت وغیرہ کرنے کی وجہ سے تو اس کا حق ساقط نہ ہوگا یہ بھی شوافع کے موافق ہے۔

۳..... کہ لعان میں روجین میں سے ہر ایک بچے کی نفی کا ذکر کریں کیونکہ دونوں ایک چیز پر حلف اٹھا رہے ہیں لہذا ان کے حلف کے دوران اس کا ذکر شرط ہے اگر لعان میں بچے کا تذکرہ نہ کیا تو شوہر سے وہ نفی نہ ہوگی اور شوافع کے ہاں لعان میں صرف شوہر کا ہی بچے کا ذکر کرنا کافی

❶..... مغنی المحتاج: ۳۵۳، ۳۸۱، ۳۸۳، المہذب: ۲/۲۲، ۱۲۳، ❷ رواہ ابو داؤد والنسائی وغیرہ ہما عن ابی ہریرۃ انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ایما رجل جحد ولده وهو ينظر اليه احتجب الله منه يوم القيمة ووضحه علي رؤس الخلائق ❸ المغنی: ۶/۲، ۱۶/۲، ۳۹۳، غایۃ المنتی: ۳۰۳/۳

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم ۳۹۰ باب النکاح

ہے اور عورت کو اس کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں اس لیے کہ وہ تو اس کی نفی نہیں کر رہی ۱۰ اور بچے کا ذکرنا یہ علامہ خرقی کے کلام سے ظاہر ہے اور حنابلہ کے ہاں یہی راجح ہے کہ شوہر دوران لعان کہے کہ یہ بچہ میرا بچہ نہیں اور عورت کہے کہ یہ بچہ اسی کا بچہ ہے قاضی ابویعلیٰ اور شوافع کے ہاں: شرط یہ ہے کہ شوہر اس طرح کہے: یہ بچہ زنا کا ہے اور مجھ سے نہیں اس لیے کہ کبھی کبھی (لیس ہومنی) سے خلقت اور اخلاق کے اعتبار سے نفی ہوتی ہے لہذا اس کا ذکر تاکید کے لیے ضروری ہے۔

۴..... لعان زوجین میں دونوں کی طرف سے ہو اور یہ اکثر علماء کا قول ہے اور شافعی نے فرمایا صرف شوہر کے لعان ہی سے بچے کی نفی ہو جاتی ہے اس لیے کہ بچے کی نفی شوہر کی قسم اور لعان سے ہوتی ہے نہ کہ عورت کی قسم سے شوہر کی تکذیب پر نیز عورت کی یحیٰی کا نفی نسب میں کوئی معنی نہیں وہ تو اسے ثابت کر رہی ہے اور اس کی بات کو جھٹلا رہی ہے جو اس کی نفی کر رہا ہے اور عورت کا لعان تو حد سے بچنے کے لیے ہے اور جمہور نے ان کا رد کیا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کی نفی دونوں کے لعان کے بعد کی ہے۔

۵. دونوں لعان کے الفاظ کو مکمل طور پر ادا کریں۔

۶. عورت کے لعان سے پہلے شوہر لعان کرے خلیفہ اور مالکیہ کے ہاں اگر اس کے برعکس کیا تو یہ خلاف سنت ہے لیکن تفریق جائز ہے اور بچے کی نفی ہو جائے گی۔

چوتھا: مقصد: لعان کی کیفیت اور اس میں قاضی کا کردار۔ لعان کی کیفیت اور اس کی مائیت پر فقہاء کا اتفاق ہے ① اور وہ کیفیت یہ ہے: جب شوہر بیوی پر زنا کی تہمت لگائے یا اس کے بچے کے نسب کی نفی کرے نہ تو شوہر کے پاس گواہ ہوں اور نہ ہی عورت اس کی تصدیق کے لیے تیار ہو اور شوہر پر حد قذف کا مطالبہ کر رہی ہو تو قاضی اسے لعان کا حکم دے بائیں طور کہ قاضی شوہر سے ابتداء کرے اور شوہر قاضی کے سامنے چار مرتبہ پر الفاظ کہے:

اشهد بالله انی لمن الصادقین فیما رمیتها به من الزنا و نفی الولد

میں اللہ کے لیے گواہی دیتا ہوں کہ میں نے عورت پر جو زنا کی تہمت یا بچے کی نفی کی ہے اس میں میں سچا ہوں۔

اگر عورت حاضر ہو تو اس کی طرف اشارہ کر کے مقصود کی تحدید کرے اگر حاضر نہ ہو تو اس کا نام لیتے ہوئے کہے پھر پانچویں مرتبہ کہے:

لعنة الله عليه ان كان من الکاذبین فیما رماها به من الزنا و نفی الولد

یعنی مجھ پر اللہ کی لعنت ہو اگر میں اس زنا کی تہمت یا بچے کی نفی میں جھوٹا ہوں اور ان تمام باتوں میں شوہر عورت کی طرف اشارہ کرے۔

پھر چار مرتبہ عورت بھی اسی طرح کہے:

میں اللہ کے لیے گواہی دیتی ہوں کہ شوہر زنا کی تہمت یا بچے کی نفی میں جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے اگر وہ زنا یا بچے کی نفی میں سچا ہے تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو اور عورت کی جانب میں غضب کو خاص کیا گیا کیونکہ یہ لعنت سے سخت ہے نیز اس لیے بھی کہ عورتیں لعنت کرنے پر جری ہیں اور اپنے کلام میں بہت زیادہ لعنت کو استعمال کرتی ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے لہذا غضب کے لفظ کو اختیار کیا گیا تاکہ عورت تقویٰ اختیار کرے اور آئندہ لعنت کا اقدام نہ کرے نیز اس لیے بھی کہ عورت کا جرم یعنی زنا وہ مرد کے جرم یعنی قذف تہمت سے بڑا ہے۔ باقی لعان میں ابتداء شوہر سے اس لیے ہوتی ہے کہ وہ مدعی ہے اور دعووں میں ابتداء مدعی سے ہوتی ہے اور اس کیفیت کی دلیل فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَدَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ۝ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ

① اللباب: ۵۶/۳ ردالمحتار: ۸۱۰/۲ الشرح الصغير: ۱۶۳/۲ القوانين الفقهية ۲۴۲ بدایة المجتہد: ۱۱۸/۲ مغنی

المحتاج: ۳۷۳/۳ المہذب: ۲۶/۲ اغایة المستہی ۱۹۹۳ المغنی ۳۶/۷

أَرْبَعٌ شَهِدَتْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَذِبِينَ ۝ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝

اور سنت نبوی میں اس کیفیت کی تاکید ثابت ہے کئی اجادیت میں ان میں سے ایک ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے آپ نے پوچھا اے اللہ کے رسول اس بارے میں کیا حکم ہے کہ اگر ہم میں سے کوئی اپنی بیوی کو زنا کرتے ہوئے پائے تو اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟ اگر بات کرتا ہے تو یہ بہت بڑی بات ہے اور اگر خاموش رہتا ہے تو بھی یہ بہت مشکل بات ہے فماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ انور ۲۴/۶-۹

اور آپ نے کوئی جواب نہ دیا پھر کچھ عرصہ بعد آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی کہ جس چیز کے بارے میں نے آپ سے پوچھا تھا میں اس میں مبتلا ہو گیا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے سورت نور کی یہ آیات مبارکہ نازل فرمائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات ان کو پڑھ کر سنائیں اور انہیں نصیحت کی اور یاد دہانی کروائی اور انہیں بتایا کہ دنیا کی تکلیف اور عذاب آخرت کے عذاب کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں تو انہوں نے عرض کی قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں اپنی بیوی پر جھوٹ نہیں بولوں گا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو بلایا اسے بھی نصیحت کی اور بتایا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے ہلکا ہے تو عورت کہنے لگی بخدا جس ذات نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے بے شک میرا شوہر جھوٹ بول رہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد سے ابتداء کی اس نے چار مرتبہ گواہی دی کہ میں اللہ کے لیے گواہی دے رہا ہوں کہ میں سچا ہوں اور پانچویں مرتبہ کہا مجھ پر اللہ کی لعنت اگر میں جھوٹ بول رہا ہوں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم عورت کی طرف متوجہ ہوئے اس نے بھی چار مرتبہ گواہی دی کہ وہ جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہا کہ مجھ پر اللہ کا غضب ہوا اگر یہ سچا ہے پھر آپ نے ان میں تفریق کر دی۔ ① لعان میں ابتداء کرنا شوہر سے یہ جمہور کی رائے ہے اور امام ابو حنیفہ کے ہاں اگر عورت سے ابتداء ہو جائے تو یہ بھی کافی ہے اور علامہ کا سانی نے بدائع میں فرمایا: مناسب یہ ہے کہ اس کا اعادہ کیا جائے کیونکہ لعان عورت کی شہادت ہے اور اس کی شہادت شوہر کی شہادت پر قدح کے لیے ہے لہذا اس کی شہادت ہونے کے بعد بھی اس کی درست ہوگی۔

لعان کے مندرجات اور قاضی کا کردار..... درج ذیل چیزیں قاضی کے لیے سنت ہیں:

۱... لعان سے پہلے دونوں کو وعظ و نصیحت کرے اور ان کو اللہ تعالیٰ کے آخرت کے عذاب سے ڈرائے جیسا کہ سابقہ حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عمر اور ان کی بیوی کو عذاب سے ڈرایا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلال سے فرمایا: اللہ سے ڈرو اس لیے کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے کم ہے اور ان کو یہ آیت پڑھ کر سنائی:

إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ آل عمران ۷۷

اور ان دونوں سے کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعان کرنے والوں سے فرمایا تم دونوں کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے کیا تم میں سے کوئی ایک ہے جو توبہ کرے۔

۲..... قاضی اس وقت تک لعان کا فیصلہ نہ کرے جب تک اسے ان دونوں کے نکاح کا ثبوت نہ مل جائے۔ ② دونوں میاں بیوی کھڑے ہو کر لعان کریں تاکہ لوگ ان دونوں کو دیکھ لیں اور ان کا معاملہ مشہور ہو جائے مرد اپنے لعان کے وقت کھڑا رہے اور عورت بیٹھی رہے، پھر عورت اپنے لعان کے وقت کھڑی ہو اور مرد بیٹھ جائے اور لعان کرنے والے الفاظ لعان کو دہرائیں اور وہ چار کلمے ہیں۔

۳... لعان کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت موجود ہو کم سے کم چار عادل مرد ہوں اور مالکیہ نے انہیں واجب قرار دیا ہے ③ اور لعان کو خوب سخت کرے زمانے اور جگہ کے اعتبار سے یہ مالکیہ شوافع اور حنابلہ کے ہاں بایں طور کہ نماز کے بعد لعان کرے کیونکہ اس میں جھڑک

① حدیث متفق علیہ بین احمد و البخاری و مسلم عن سعد بن حنبل عن ابن عمر (نیل الاوطار ۶: ۶۷) ② القوانین الفقہیہ

۲۴۴ الشرح الصغير ۲ ۶۶۵ السفنی ۷ ۲۳۴ غایۃ المستہدی ۳ ۳۰۰ کشاف القناع ۵ ۴۵۴ وروی مسلم انا من مجلس

الامام علی المنسر الی ان تنقضي الصلاة و صوبہ النووی۔

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم ۳۹۲ باب النکاح

اور ہیبت ہے یا نماز عصر کے بعد کیونکہ رائج قول کے مطابق یہ نماز وسطیٰ ہے یا جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد کیونکہ قبولیت کی گھڑی اسی میں ہے جیسا کہ ابو داؤد اور نسائی نے روایت کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے نیز عصر کے بعد جھوٹی قسم گناہ کے اعتبار سے بڑی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تین آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے بات نہیں فرمائیں گے اور نہ انہیں پاک کریں گے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے اور انہی میں ایک وہ آدمی بھی شمار کیا جو عصر کے بعد جھوٹی قسم اٹھائے اور اس کے ذریعہ مسلمان کا مال حاصل کرے ❶ اور مسلمان کا لعان مسجد میں ہونا چاہیے کیونکہ یہ سب سے معزز ترین جگہ ہے اور مالکیہ نے واجب کیا نیز اس میں جھوٹی قسم سے روکنے کی تاثیر ہے اور مکہ میں سب سے معزز جگہ حجر اسود اور مقام ابراہیم کی درمیانی جگہ ہے اور ان دونوں کی درمیان جگہ کو حطیم کہا جاتا ہے اور مدینہ میں منبر کے پاس قبر شریف سے ملی ہوئی جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے میرے اس منبر پر جھوٹی قسم اٹھائی تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ ❷ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو بھی مرد یا عورت میرے اس منبر کے پاس جھوٹی قسم اٹھائے تو اس پر جہنم واجب ہے ❸ اور بیت المقدس میں لعان مسجد میں صخرہ کے پاس کیونکہ یہ اس کا معزز ترین حصہ ہے۔ نیز یہ انبیاء کرام کا قبلہ بھی ہے اور ابن حبان میں روایت ہے کہ وہ جنت کا حصہ ہے اور ان تین مساجد کے علاوہ باقی مساجد میں لعان جامع مسجد کے منبر کے پاس ہو کیونکہ یہ معظم جگہ ہے اور حائضہ نفاس والی اور متحیرہ مسلمان عورت جامع مسجد کے دروازے پر لعان کرے۔ ذمی اور کتابی بیعہ اور کنسہ میں لعان کریں۔ اس لیے کہ ان کے عبادت خانے ان کے ہاں ایسے ہیں جیسے ہمارے ہاں مساجد اور مجوسی اپنے آتش کدہ میں لعان کرے کیونکہ وہ اس کی تعظیم کرتے ہیں اور مقصد جھوٹ سے روکنا ہے اور قاضی بھی وہاں پر حاضر ہوان کے اعتقاد کی رعایت کرتے ہوئے اور بت خانہ میں لعان نہ ہوگا کیونکہ بت خانہ کی حرمت نہیں اور ان کے اس بارے میں اعتقادات درست نہیں حنابلہ میں سے قاضی ابو یعلیٰ اور حنیفہ کے ہاں کسی جگہ اور زمانے کی وجہ سے لعان میں کوئی سختی نہیں آتی کیونکہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے مطلق حکم دیا ہے اور کسی زمانے جگہ کے ساتھ مقید نہیں فرمایا: لہذا بغیر دلیل کے مقید کرنا جائز نہیں اور نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو عورت حاضر کرنے کا حکم فرمایا اور زمانے کے ساتھ اسے خاص نہیں فرمایا اگر آپ نے خاص کیا ہوتا تو وہ منقول ہوتا اور اسے چھوڑا نہ جاتا۔

یا نچواں مقصد: زوجین میں سے اگر کوئی لعان سے انکار یا رجوع کرے تو کیا واجب ہوتا ہے..... قاضی کی طلب کے بعد کبھی کبھی زوجین میں سے کوئی ایک لعان سے رک جاتا ہے اور کبھی لعان سے رجوع کر لیتا ہے اور اپنی تکذیب کرتا ہے تو اس وقت قاضی کیا کرے؟ زوجین میں سے کسی ایک کا طلب لعان کے بعد لعان سے رک جانا اس کے حکم بارے میں فقہاء کی دورائے ہیں۔ ❹

(الف)..... حنیفہ کے ہاں اگر شوہر لعان سے رک جائے تو اسے قید کر دیا جائے یا تو وہ لعان کرے یا اپنی تکذیب کرے تو اسے حد قذف لگا کی جائے اور اگر عورت لعان سے رک جائے تو اسے قید کیا جائے تاکہ وہ لعان کرے یا شوہر کی تصدیق کرے اگر اس نے تصدیق کر دی تو بغیر حد کے اسے چھوڑ دیا جائے گا اس لیے کہ ارشاد باری تعالیٰ وَیَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ (النور: ۸/۲۴) حنیفہ اور حنابلہ کے ہاں قید مراد ہے۔

(ب)..... جمہور کے ہاں بیوی یا شوہر میں سے جو بھی لعان سے رک جائے یا رجوع کرے تو اسے حد قذف لگے گی کیونکہ لعان حد زنا کا بدلہ ہے۔

❶..... متفق علیہ ❷ رواہ النسائی، وصححه ابن حبان ❸ رواہ ابن ماجہ وقال لحاکم صحیح علی شرط الشیخین ❹ الدر المختار: ۸۰۸/۲ الباب ۵/۳ البدائع: ۲۳۸/۳ بدایۃ المجتہد ۱۱۹/۲ القوانین الفقہیہ ۲۴۵ معنی المحتاج: ۳۸۲، ۳۷۱/۳ المہذب: ۱۱۹/۲ المغنی: ۳۹۲/۱ ۴۹۷، ۴۰۴ غایۃ المنتہی: ۲۰۲/۳ کشاف القناع ۶۳/۵۔

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم..... ۳۹۳..... باب النکاح

چونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے **وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ** (النور: ۲۴/۸) یعنی دنیاوی عذاب جو کہ حد ہے لہذا بیوی سے صرف لعان ہی کی وجہ سے حد ساقط ہو سکتی ہے، البتہ حنا بلہ حنفیہ کے ساتھ ہیں اگر بیوی لعان سے رک جائے تو اسی آیت کی دلالت کی وجہ سے اگر وہ لعان نہیں کرتی تو ضروری ہے کہ اس سے عذاب نہ ملے لہذا اسے قید کیا جائے گا یا تو چار مرتبہ وہ زنا کا اقرار کرے یا پھر لعان کرے حنفیہ اور جمہور کے درمیان منشاء اختلاف یہ ہے کہ بیوی کے قذف کی صورت میں موجب اصلی کیا ہے آیا لعان ہے یا حد ہے تو حنفیہ کے ہاں واجب اصلی لعان ہے اور یہ واجب ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَدَاتٍ بِاللَّهِ..... (النور: ۲۴/۶) یعنی ان میں سے ہر ایک چار شہادتیں دے پس اللہ تعالیٰ نے بیویوں کی تہمت میں لعان کو موجب قرار دیا ہے۔ پس جو حد واجب کر رہے ہیں وہ نص کی مخالفت کر رہے ہیں۔ لہذا حد قذف کی آیت بیویوں کی نسبت سے مردوں کے حق میں منسوخ ہے اور بیوی کو تہمت لگانے پر لعان واجب ہے جب شوہر اس سے رکے گا تو اسے قید کیا جائے گا تا کہ وہ لعان کرے جیسے کہ قرض دار (مدیوں) میں دین کی ادائیگی رک جائے تو اسے قید کیا جاتا ہے ادائیگی تک۔ اور جمہور کے ہاں موجب اصلی تو حد قذف ہے اور لعان اسے ساقط کرنے والا ہے کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً..... (النور: ۲۴/۴) یہ شوہر اور اجنبی دونوں کے لیے عام ہے اور ہر تہمت لگانے والے پر حد واجب ہے چاہے شوہر ہو یا کوئی اور پھر خاوند کے لیے لعان ان چار گواہوں کے قائم مقام ہے جن کی شہادت سے زنا ثابت ہوتا ہے لہذا جب وہ اس سے رک گیا تو اس پر موجب اصلی یعنی حد قذف واجب ہے نیز اس لیے بھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلال بن امیہ سے فرمایا تھا یا تو گواہ پیش کرو پھر تمہاری پیٹھ پر حد پڑے گی اور جمہور کی رائے رائج ہے ان کے دلائل کی قوت کی وجہ سے قرآن و سنت سے اسی بناء پر جب شوہر اپنی محسن اور پاکدامن بیوی پر تہمت لگائے تو اس پر حد قذف لگے گی اور اس کے فسق کا حکم ہوگا اور اس کی شہادت رد کر دی جائے گی الا یہ کہ وہ گواہ لائے یا لعان کرے اگر وہ چار گواہ نہ لایا یا لعان سے رک گیا تو اس پر یہ سب لازم ہوگا اور بھی شوہر پر لعان سے رکنے کی وجہ سے صرف تعزیر لگتی ہے جیسے غیر محضہ بیوی مثلاً کتابیہ باندی مجنونہ اور نیچی پر تہمت لگانے کی حالت میں اس پر صرف تعزیر واجب ہے کیونکہ تہمت کی وجہ سے عار لاحق ہوا ہے عورت کو اور ان عورتوں کو حد نہیں لگے گی مذکورہ نقصانات کی وجہ سے اور اس کی وجہ سے شوہر کو فاسق شمار نہیں کیا جائے گا اور نہ اس کی شہادت رد ہوگی کیونکہ انہیں تہمت لگانے سے حد واجب نہیں ہوتی اور شوہر تعزیر سے بچنے کے لیے لعان کر سکتا ہے کیونکہ تہمت کی تعزیر ہے اسی سے قاعدہ بنا کہ ہر وہ جگہ جہاں لعان نہیں ہو سکتا تو وہاں نسب شوہر سے ملحق ہوگا اور قذف کی وجہ سے اس کا موجب حد یا تعزیر واجب ہوگی الا یہ کہ تہمت لگانے والا بچہ یا پاگل ہو تو اس میں ہے نہ تعزیراً اور لعان بھی بالاتفاق نہیں۔

شوہر کا لعان سے رجوع کرنا..... اگر لعان کے بعد شوہر اپنی تکذیب کرے تو ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے ❶ کہ اسے حد قذف لگے گی اور بیوی کو قاضی سے حد کے مطالبہ کا حق حاصل ہے چاہے وہ اپنی تکذیب عورت کے لعان سے پہلے کرے یا بعد میں کیونکہ شوہر کے حق میں لعان گواہوں کے قائم مقام ہے پس جب وہ اپنی تکذیب کرے بایں طور کہے کہ میں نے عورت پر جھوٹ بولا ہے تو اس نے عورت کی حرمت و عزت کی توہین کی اور اس پر تہمت کو مکرر ذکر کیا تو اس تہمت سے جو حد واجب ہے اس سے کم حد نہیں لگے گی۔ اگر وہ اب دوبارہ اپنی تکذیب سے رجوع کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ میرے پاس اس کے زنا کے گواہ موجود ہیں یا لعان سے اپنے اوپر سے حد ساقط کرنا چاہتا ہے تو اس کی یہ

❶..... الدر المختار: ۲/۸۱۲ الباب ۵/۷۵ بدایۃ المجتہد: ۲/۱۲۰ القوانین ۲۴۵ مغنی المحتاج: ۳/۳۸۰ غایۃ المنتہی: ۳/۲۰۲، ۲۰۴ کشاف القناع: ۵/۴۶۸۔

بات مسموع نہیں ہوگی اس لیے کہ گواہ یا لعان تو اس کی بات کی تحقیق کے لئے ہیں اور وہ اپنی تکذیب کا اقرار کر چکا ہے لہذا یہ مسموع نہیں۔
یہ سب احکام اس صورت میں ہیں جبکہ تہمت زدہ عورت پاکدامن ہو لیکن اگر غیر محصنہ ہے تو پھر شوہر پر صرف تعزیر ہوگی۔ اور اگر شوہر نے عورت کے لعان سے پہلے اپنی تکذیب کر دی تو اسے حد قذف لگے گی اور نکاح باقی رہے گا اور اس کی وہ بیوی ہی رہے گی لیکن اگر عورت کے لعان کے بعد اپنی تکذیب کرے تو وہ اس کی بیوی نہیں رہے گی اور جب بچے کی نفی کرنے والا نفی کے بعد اپنی تکذیب کر دے اور لعان کے بعد تو بچے کا نسب اس کے ساتھ ملحق ہوگا چاہے بچہ زندہ ہو یا مردہ امیر ہو یا غریب اس لیے کہ لعان قسم اور شہادت (گواہی) ہے جب وہ اس کا اقرار کر دے گا جو اس کے مخالف ہے تو اپنے اقرار میں پکڑا جائے گا اور لعان کا حکم ساقط ہو جائے گا پھر نسب میں ممکن حد تک احتیاط ہوتی ہے اور والد اور اولاد کے درمیان توارث تمام ہو جائے گا کیونکہ وارثیت نسب کے تابع ہے اور نسب ثابت ہو گیا ہے لہذا وراثت اس کے تابع ہوگی۔

چھٹا مقصد: الفاظ لعان شہادات ہیں یا قسمیں..... لعان کرنے والوں کی شرائط کی بحث میں واضح ہو گیا کہ حنفیہ کے ہاں لعان اسی کا جائز ہے جو شہادت کا اہل ہو لہذا لعان صرف مسلمان آزاد اور عادل لوگوں کے درمیان ہوگا اور ان میں آزادی عقل بلوغ اسلام اور گویائی اور پہلے سے حد قذف نہ لگی ہوئی ہونا شرط ہے۔ اور جمہور کے ہاں مکلف میاں بیوی کا لعان درست ہے چاہے مسلمان ہوں یا کافر عادل ہوں یا فاسق محدود فی القذف ہوں یا نہ اور گونگے اور محدود فی القذف گونگے اور کافر کے سلسلہ میں منشاء اختلاف یہ ہے کہ آیا الفاظ لعان شہادات میں سے ہیں یا قسموں میں سے تو حنفیہ کے ہاں ❶ لعان ایسی شہادات ہیں جو قسموں سے مؤکد اور لعنت و غضب سے ملی ہوئی ہوں اور شوہر کی جانب سے یہ حد قذف کے قائم مقام ہیں اور بیوی کی جانب سے یہ حد زنا کے قائم مقام ہیں اور حنفیہ کی دلیل لعان والی آیت ہے:

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَدَاتٍ بِاللَّهِ..... النور ۶/۲۴
اللہ رب العزت نے شوہروں کو شہداء قرار دیا اور لعان کو شہادت اس نص قرآنی فشہادۃ احدہم میں اور اس کی تعداد کو بھی شہادت زنا کی تعداد کے برابر رکھا جب لعان شہادت ہے تو اس میں وہی شرائط ہوں گی جو ایک مسلمان پر شہادت کی ہونی چاہیں۔

جمہور کے ہاں ❷ الفاظ لعان کو شہادت کا نام دیا گیا ہے لیکن حقیقت میں یہ قسمیں ہیں اور لعان قسم ہے اگرچہ اسے شہادت کا نام دیا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کے قصہ لعان میں ارشاد ہے اگر یہ قسمیں نہ ہوتیں تو میں اس عورت کو اچھی سزا دیتا ❸ نیز اس لیے بھی کہ لعان میں اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرنا ضروری ہے اور جواب قسم کا تذکرہ بھی اگر یہ شہادت ہوتی تو پھر اس کی ضرورت نہ تھی نیز اس میں عورت اور مرد دونوں برابر ہیں اگر شہادت ہوتی تو عورت کے حق میں نصف ہوتی۔ نیز اس کا چار بار تکرار واجب ہے اور شہادت میں تکرار نہیں ہوتا اور قسمیں مکرر ہوتی ہیں جیسے قسامت کی قسمیں۔ نیز لعان طرفین سے ہوتا ہے اور شہادت تو صرف ایک جانب یعنی مدعی کی جانب سے ہوتی ہے باقی لعان کو جو شہادت کا نام دیا گیا ہے وہ اس وجہ سے کہ لعان کرنے والا اپنی قسم میں کہتا ہے کہ میں اللہ کے لیے گواہی دیتا ہے تو لعان کو شہادت کہہ دیا گیا اگرچہ یہ قسم اور کبھی کبھی قسم کو شہادت سے تعبیر کیا جاتا ہے جیسے اس فرمان باری تعالیٰ میں اذاجاءک المنافقون قالوا نشہد (النافقون: ۶۳/۱)

پھر فرمایا: اتخذوا ایمانہم جنة اور اندھے کے لعان پر اجماع ہے اگر لعان شہادت ہو تو پھر اس کا لعان جائز نہ ہوتا۔ جب لعان قسم ہے تو پھر اس میں وہ شرائط نہیں جو شہادت میں ہوتی ہیں اور اس اختلاف کا ثمرہ گونگے میں نکلتا ہے کہ جمہور کے ہاں گونگا اگر سمجھا سکے تو لعان کہے گا جبکہ حنفیہ کے ہاں گونگا لعان نہیں کر سکتا کیونکہ شہادت کا اہل نہیں۔ میرے ہاں جمہور کی رائے رائج ہے کیونکہ ان کے دلائل سنت اور معقول کے قوی ہیں نیز لعان حاجت اور ضرورت کی وجہ سے مشروع ہے اور حاجت لوگوں کے لیے دسعت پیدا کرتی ہے اگرچہ وہ شہادت

❶ البدائع ۳/۲۴۱ وما بعدها الباب ۳۰/۴۵، ۴۸۔ ❷ بدایۃ المجتہد: ۱۱۸/۲ مغنی المحتاج: ۲۲۳ المغنی: ۲۹۲/۷

وما بعدها ❸ رواہ الجماعة الاسلامیة والنسائی عن ابن عباس (نیل الاوطار ۶/۲۷۴)

کے اہل نہ بھی ہوں اور یہی رائے ہے اہل بیت کی بھی۔

ساتواں مطلب..... لعان کے احکام و آثار:

قاضی کے سامنے زوجین کے لعان کے درج ذیل آثار ہیں ❶ حد قذف کا یا تعزیر کا شوہر سے ساقط ہونا اور بیوی سے حد زنا کا ساقط ہونا اگر شوہر لعان نہ کرے تو حنفیہ کے علاوہ کے ہاں شوہر پر حد قذف واجب ہے جبکہ بیوی پاکدامن ہو اور اگر غیر محصنہ ہے تو تعزیر واجب ہے اور اگر عورت لعان نہ کرے تو اس پر شواہع اور مالکیہ کے ہاں اگر باکرہ ہے تو حد زنا کوڑے اور اگر شادی شدہ ہے تو رجم ہوگا ❷ زوجین میں سے ہر ایک کا دوسرے سے لعان کے بعد کسی قسم کا استمتاع وطی وغیرہ حرام ہے اگرچہ قاضی کی تفریق سے پہلے ہی ہو حدیث میں ہے لعان کرنے والے کبھی بھی جمع نہیں ہو سکتے۔ ان دونوں کے درمیان تفریق کا واجب ہونا اور حنفیہ کے ہاں قاضی کے علاوہ یہ تفریق مکمل نہیں ہو سکتی کیونکہ ہلال بن امیہ کے واقع میں ابن عباس کا ارشاد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے درمیان تفریق کروادی۔ ❸ اس کا تقاضا یہ ہے کہ تفریق اس سے پہلے نہ ہو اگر تفریق سے پہلے ان میں سے کوئی ایک مرگیا تو دوسرا اس کا وارث ہوگا اور اگر شوہر نے طلاق دے دی تو اس کی طلاق واقع ہوگی۔ مالکیہ اور حنابلہ کے ہاں حاکم کے فیصلہ کے بغیر بھی لعان سے فرقت واقع ہو جائے گی اس لیے کہ تفریق کا سبب لعان ہے جو پایا گیا لہذا اس سے تفریق ہو جائے گی قاضی کی تفریق کے بغیر بھی اور عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق نہ جائے گی اور وہ کبھی بھی جمع نہیں ہوں گے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے: صرف شوہر کے لعان ہی سے تفریق ہو جائے گی اگرچہ عورت لعان نہ بھی کرے کیونکہ یہ تفریق قول سے ہوتی ہے لہذا طلاق کی طرح صرف شوہر کے قول سے تفریق ہو جائے گی۔ ابن قدامہ نے معنی میں فرمایا: اس قول میں امام شافعی کی موافقت کرنے والے کسی ایک کو بھی ہم نہیں جانتے ❹ امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے ہاں یہ تفریق طلاق بائن ہے کیونکہ قاضی کی تفریق سے ہوتی ہے جیسے کہ عنین ہونے کی وجہ سے تفریق میں اور قاضی کی جانب سے ہونے والی ہر تفریق طلاق بائن ہے لیکن عورت دوبارہ زوجیت میں نہیں آ سکتی سوائے دو حالتوں کے:

(الف)۔۔۔۔۔ یہ کہ شوہر اپنی تکذیب کرے اگرچہ دلالت ہی ہو جیسے نفی کیا گیا بچہ مرگیا اور شوہر نے اس کے نسب کا دعویٰ کر دیا کیونکہ یہ شہادت سے رجوع شمار کیا جاتا ہے اور شہادت سے رجوع کے بعد شہادت کا حکم باقی نہیں رہتا اور پھر حد قذف گئے گی، اور بچے کا اس سے نسب ثابت ہوگا اسی طرح عورت بھی اس کی زوجیت میں آ سکتی ہے اگر وہ اس کی تصدیق کر دے۔

(ب)۔۔۔۔۔ یہ کہ زوجین میں سے کوئی ایک اہلیت شہادت سے نکل جائے اس لیے کہ اس سے سبب تفریق منقشی ہوتا ہے اگر عورت نے زنا کیا کسی اور نے اسے تہمت لگائی اور اسے حد لگی تو شوہر کے لیے جائز ہے کہ وہ اس سے نکاح کرے کیونکہ عورت کی جانب سے اہلیت لعان ختم ہو گیا جب طلاق بائن ہے تو عورت کے لیے نفقہ اور سکنی واجب ہے دوران عدت اور اگر وہ معتدہ ہی رہے تو دو سال تک نسب ثابت ہوگا اگر معتدہ نہیں تو چھ ماہ تک۔

جمہور اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں..... لعان سے ہونے والی تفریق فسخ ہے جیسے رضاعت سے ہونے والی تفریق اور اس سے حرمت مؤبدہ ثابت ہوتی ہے اس کے بعد لعان کرنے والے کبھی بھی زوجیت میں نہیں آ سکتے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

❶ البدائع ۲/۲۳۳-۲۳۸ فتح القدیر: ۳/۲۵۳ الدر المختار: ۲/۸۰۶ اللباب: ۳/۷۷، ۷۸ القوانین الفقہیۃ: ۲۳۳ بدایۃ

المجتہد: ۲/۱۲۰ الشرح الصغير: ۲/۶۱۸ المقدمات المہدات ۱/۶۳۷ مغنی المحتاج: ۳/۳۷۶ المہذب: ۲/۱۲۷

المغنی ۷: ۲۱۰ غایۃ المنتہی: ۳/۲۰۳ رواہ الدرافطنی عن ابن عباس وراہ ابو داؤد عن سہل بن سعد (نیل الاوطار: ۶/۲۷۱)

❷ رواہ احمد و ابو داؤد (نیل الاوطار: ۶/۲۷۳)

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم..... ۳۹۶..... باب النکاح

لعان کرنے والے کبھی بھی جمع نہیں ہو سکتے، نیز لعان طلاق نہیں لہذا نسخ ہے اور لعان واجب ہوا اور یہی تفریق کا سبب بھی ہے رہ گیا شوہر کا اپنی تکذیب کرنا یا لعان کرنے والوں میں سے کسی ایک کا اہلیت شہادت سے نکل جانا تو یہ سبب تفریق کے وجود کی نفی نہیں کر سکتا بلکہ وہ باقی ہے اور اس کا حکم بھی باقی رہے گا اور شافعی کی رائے ہے کہ تفریق شوہر کے لعان سے ہوتی ہے اگرچہ بیوی لعان نہ بھی کرے اگر وہ جھوٹا ہے یا اپنی تکذیب کرتا ہے تو یہ اس کے لیے دوبارہ نکاح کرنے کے لیے مفید نہیں اور اس سے ہمیشہ کی حرمت ختم نہیں ہوتی اس لیے کہ یہ دونوں اس کے حق تھے جو اس نے لعان سے باطل کر دیئے لہذا اب ان کے لوٹانے کا وہ مالک نہیں برخلاف حد اور حقوق نسب کے یہ دونوں لوٹ سکتے ہیں کیونکہ یہ اس کے حق کے خلاف ہیں بچے کا نسب شوہر سے ختم ہو جائے گا اور وہ اپنی والدہ سے ملحق ہو جائے گا جبکہ لعان نفی نسب کا ہو تو اور نفی نسب پر وارث نہ ہونا نفقہ لازم نہ ہونا وغیرہ آثار مرتب ہوں گے چاہے والدین کا ہر اولاد پر نفقہ ہو یا بیٹوں کا والدین پر۔

اور بعض احکام بچے کی نسبت سے ہوں گے اور وہ شہادت کا جائز نہ ہونا ہے بچے کے لیے اس کے اصل کا لعان کرنے والے کا یا اصل کا فرع کے لیے اور جس نے اس بچے کو قتل کر دیا اس پر قصاص نہ ہونا اور کسی غیر سے اس کا نسب ملحق کرنا جائز نہ ہونا کیونکہ ہو سکتا ہے وہ شخص اپنی تکذیب کرے تو پھر نسب اس کی طرف منتقل ہوگا اور حرمت کا باقی رہنا لہذا جائز نہیں کہ وہ آدمی اپنی بیٹی کا نکاح اس بچے سے کرے کیونکہ احتمال ہے اس کا بیٹا ہو۔

آٹھواں مقصد: لعان واجب ہونے کے بعد کن چیزوں سے ساقط ہوتا ہے اور کن چیزوں سے تفریق سے پہلے لعان کا حکم باطل ہوتا ہے:

پہلی بات..... کن چیزوں سے لعان واجب ہونے کے بعد ساقط ہوتا ہے حنفیہ کے ہاں ❶ درج ذیل چیزوں سے لعان ساقط ہوتا ہے:

۱..... لعان کی اہلیت کا نہ ہونا یا ہر وہ چیز جو اصل سے ہی لعان کو ممنوع قرار دیتی ہے ہر وہ چیز جو وجوب لعان کے لیے مانع ہے جب وہ لعان واجب ہونے کے بعد پیش آجائے تو لعان ساقط ہو جاتا ہے مثلاً جنون ارتداد، گونگا ہونا یا کسی اور آدمی نے تہمت لگائی اور حد قذف لگی یا عورت نے حرام وطی کی جیسے زنا اور وطی بالشہبہ ان حالات میں حد واجب نہیں ہوتی اور جب واجب ہو تو ان عوارض کے پیش آنے سے حد ساقط ہو جائے گی کیونکہ لعان کی اہلیت ہی منقہ ہو گئی کیونکہ لعان شہادت ہے اور صفت شہادت کا باقی رہنا ضروری ہے حکم کے صادر ہونے تک۔

۲..... طلاق بائنہ ہونا، یا فسخ یا موت واقع ہونا جب مرد نے تہمت لگانے کے بعد عورت کو طلاق دے دی یا نکاح کسی وجہ سے فسخ ہو گیا یا زوجین میں سے کوئی ایک مر گیا تو لعان اور حد ساقط ہو جائے گی لعان تو اس لیے کہ زوجیت ختم ہو گئی جبکہ نکاح کا باقی ہونا لعان کے جاری کرنے کے لیے شرط ہے اور حد اس لیے کہ قذف سے لعان واجب ہوتا ہے لہذا حد واجب نہ ہوگی جب لعان ہی نہیں۔ لیکن اگر شوہر نے بیوی کو طلاق رجعی دے دی تو لعان ساقط نہ ہوگا کیونکہ طلاق رجعی زوجیت کو باطل نہیں کرتی۔

۳..... تہمت کے گواہ کا مرجان یا غائب ہو جانا۔

۴..... شوہر کا اپنی تکذیب کرنا یا عورت کا شوہر کی قذف میں تصدیق کرنا۔ اس لیے کہ اگر شوہر نے اپنی تکذیب کر دی تو لعان ساقط ہو جائے گا اور اس کا کرنا متعذر ہے اس لیے کہ یہ محال ہے کہ اسے کہا جائے تو یہ گواہی دے کہ میں سچا ہوں حالانکہ وہ کہہ رہا ہے میں جھوٹا ہوں اور اس پر حد قذف واجب ہوگی کیونکہ قذف صحیح ہے اور اگر عورت نے شوہر کی تصدیق کر دی قذف میں تو بھی لعان ساقط ہو جائے گا کیونکہ اب

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم..... ۳۹۷ باب النکاح

لعان کرنا متعذر ہے کیونکہ وہ اپنی تکذیب کر رہی ہے انکار میں لیکن عورت پر حد نہیں اس لیے کہ اگر لعان واجب بھی ہو جاتا تب بھی اس پر زنا ثابت نہیں لہذا اس کی عفت لعان سے زائل نہ ہوگی تو یہاں تو بدرجہ اولیٰ حد زنا نہ ہوگی کیونکہ لعان ساقط ہو گیا۔

حنابلہ نے تین حالتیں ❶ لعان ساقط ہونے کی ذکر کی ہیں:

۱..... اہلیت کے عوارض میں سے کسی عارض کا پیش آ جانا جیسے جنون زنا اور عورت کا گونگی ہو جانا۔

۲..... عورت کا شوہر کی تصدیق کرنا یا اسے معاف کر دینا یا خاموش رہنا اور ان دو حالتوں کے شرط ہونے کا سبب یہ ہے کہ وہ اس کی تکذیب کرے اور لعان کے ختم تک وہ تکذیب رہے۔

۳..... لعان سے پہلے یا لعان کے مکمل ہونے سے پہلے شوہر کا مرجانا جب شوہر نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی پھر لعان سے پہلے یا مکمل ہونے سے پہلے مر گیا تو لعان ساقط ہو جائے گا اور اسی طرح ان کے ہاں اگر شوہر اپنے لعان کو مکمل کرنے کے بعد اور عورت کے لعان سے پہلے بھی مر گیا تو لعان ساقط ہو جائے گا۔ اور امام شافعی کے ہاں شوہر کے لعان سے بیوی بائنہ ہو جائے گی اگرچہ بیوی لعان نہ بھی کرے یا وہ جھوٹا ہو اور میراث ساقط ہو جائے گی اور بچے کی نفی ہو جائے گی اور عورت پر حد لازم ہوگی الا یہ کہ وہ لعان کرے۔

دوسری بات..... لعان کے پائے جانے کے بعد اور تفریق سے پہلے کیا چیزیں لعان کے حکم کو باطل کرتی ہیں حنفیہ کے ہاں ❷ ہر وہ چیز جو لعان کو واجب ہونے کے بعد ساقط کرتی ہے تو اس سے لعان کا حکم اثر پائے جانے کے بعد باطل کر دیتی ہے تفریق سے پہلے مثلاً جنون زوجین میں سے کسی ایک یا دونوں کا لعان کے بعد تفریق سے پہلے مجنون ہو جانا یا گونگا ہونا یا مرتد ہونا کسی ایک کو حد قذف لگنا یا عوت کا وطی حرام میں مبتلا ہونا ان میں سے کسی ایک کا اپنی تکذیب کرنا اور حاکم کالان کے درمیان تفریق نہ کرنا اور وہ دونوں نکاح پر باقی رہیں گے یہ اس لیے کہ ان کے ہاں اصل یہ ہے کہ زوجین کا دوران لعان اہلیت باقی رہنا شرط ہے لعان کے حکم کے باقی رہنے کے لیے، اس لیے کہ لعان ان کے ہاں شہادت ہے اور گواہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ صفت شہادت پر قاضی کے فیصلہ صادر کرنے تک باقی رہے اگر ان عوارض سے شہادت کی صفت زائل ہوگئی تو قاضی کے لیے تفریق کرنا جائز نہیں۔

نویں بحث: ظہار کی وجہ سے تفریق:

اس بحث میں پانچ مقاصد ہیں۔ پہلا مقصد: ظہار کی تعریف شرعی حکم اور اس کے احوال فی الفور اضافت یا تعلیق کے ساتھ یا مؤقت، دوسرا ظہار کا رکن اور شرائط تیسرا ظہار کا اثر اور وہ چیز جو ظہار کرنے والے پر حرام ہے، چوتھا ظہار کا کفارہ، پانچواں ظہار کے حکم کا ختم ہونا۔

پہلا مقصد: ظہار کی تعریف حکم شرعی اور حالات..... ظہار ایلاء کے مشابہ ہے اس بات میں کہ دونوں قسم ہیں اور وطی سے مانع ہیں اور کفارہ سے اس کی ممنوعیت ختم ہو جاتی ہے اور یہ جمہور کی رائے کے مطابق لعان کے بھی مشابہ ہے کہ قسم ہے نہ کہ شہادت اولیٰ تو یہ تھا کہ اسے ایلاء کے بعد ذکر کیا جاتا جیسا کہ ہمارے فقہاء نے کیا لیکن میں نے اسے لعان سے مؤخر کیا کیونکہ لعان قاضی کے فیصلہ پر موقوف ہے اور یہی فصل کا عنوان تھا اور ظہار میں محض شوہر کے کفارہ ادا نہ کرنے ہی سے تفریق ہو جاتی ہے۔ ظہار لغوی اعتبار سے مصدر ہے اور ظہر سے ماخوذ ہے اور مشتق ہے آدمی کے اس قول سے جب وہ اپنی بیوی سے ظہار کرتے ہوئے کہے تو مجھ پر میری ماں کی بیٹھ کی طرح ہے اور جاہلیت میں یہ طلاق تھی اور کہتے ہیں کہ جاہلیت میں جب کوئی اپنی بیوی کو ناپسند کرتا اور اس کے علاوہ سے شادی نہ کرنا چاہتا تو اس سے ایلاء اور ظہار کرتا اب وہ عورت نہ شوہر والی رہتی اور نہ ہی شوہر سے چھٹکارا کہ کسی اور سے نکاح کرے تو شریعت نے اس کے حکم کو تبدیل کر دیا کہ بیوی حرام ہوگی اگر

لوٹ آیا اور اس پر کفارہ لازم کر دیا اور شرعاً ظہار یہ کہ مرد اپنی بیوی کو تشبیہ دے کسی ایسی عورت سے جو اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہے یا اس کے کسی ایسے جزو سے جس کی طرف دیکھنا اس کے لیے حرام ہے جیسے پیٹھ، پیٹ اور رانیں، مثلاً اسے کہے تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ یا میری بہن کی پیٹھ کی طرح ہے۔ اور مذاہب کے فقہاء کی تعریف قریب قریب ہیں اور وہ درج ذیل ہیں حنفیہ نے یہ تعریف کی ہے۔ ①

کسی مسلمان کا اپنی بیوی کو یا اس کے ان اعضاء کو جن سے اسے تعبیر کیا جاتا ہے یا اس کے کسی مشاع جزو کو اپنے اوپر حرام عورت سے تشبیہ دینا ان کے ہاں ذمی کا ظہار نہیں اور یہ ظہار کتابیہ چھوٹی اور مجنونہ سب بیویوں کو شامل ہے اور بیوی کو تشبیہ دینا ممکن ہے یا جن اعضاء سے تعبیر کیا جاسکتا ہے جیسے سر، گردن، یا عورت کے مشاع جزو کو جیسے تیرا نصف وغیرہ کو تشبیہ دینا اور مشبہ بہ یا تو قریبی حرام جملہ ہوگا جیسے، تو مجھ پر میری ماں کی طرح ہے یا ایسا عضو ہوگا جس کی طرف دیکھنا حرام ہے نسبی طور پر یا مصاہرت یا رضاعت کی وجہ سے جیسے پیٹھ وغیرہ اور اس قسم کو ظہار کا نام خصوصی طور پر اس لیے دیا گیا کہ عام طور پر وہ ظہر کا لفظ استعمال کرتے تھے۔ اگر بیوی کو ایسی عورت سے تشبیہ دی جو وقتی طور پر اس پر حرام ہے تو ظہار نہ ہوگا مثلاً تو مجھ پر تیری بہن یا پھوپھی کی پیٹھ کی طرح ہے۔ اب بہن اور پھوپھی وغیرہ وقتی طور پر حرام ہیں یا کہا تین طلاق والی کو یونکہ وہ حرام ہے اس وقت تک جب تک وہ دوسرے شوہر سے نکاح نہ کر لے یا مجوسیہ سے کیونکہ اس کا اسلام لانا ممکن ہے۔ اسی طرح اگر ایسے جزو سے تشبیہ دی جس کی طرف دیکھنا حرام نہیں جیسے چہرہ یا سر تو ظہار نہ ہوگا اگر اس نے عورتوں کے علاوہ حرام چیزوں سے تشبیہ دی مثلاً شراب یا خنزیر کے ساتھ تو بھی ظہار نہ ہوگا اور اس میں اس کی نیت کی طرف رجوع ہوگا اگر اس سے طلاق کا ارادہ کیا تو طلاق بائن ہوگی اور اگر تحریم کا ارادہ کیا یا کچھ بھی ارادہ نہ کیا تو ایلاء ہوگا اگر اس نے اپنے باپ کی فرج وغیرہ سے تشبیہ دی تو ظہار ہوگا لیکن اگر کہا تو مجھ پر میرے والد یا بیٹے کی پیٹھ کی طرح ہے تو یہ صحیح نہیں کیونکہ جس سے ظہار کر رہا ہے وہ عورتوں کی جنس سے نہیں اور مالکیہ نے تعریف یوں کی۔ ②

مسلمان مکلف کا اپنی بیوی یا باندی کو یا اس کے کسی جزو کو اپنے اوپر حرام عورت یا اجنبیہ کی پیٹھ سے تشبیہ دینا اگرچہ تعلیقاً ہو یا مقید ہو وقت سے پس کافر کا ظہار نہیں نہ ہی بچے مجنون اور جس پر زبردستی کی گئی ہو اور بیوی کو تشبیہ دینے سے ظہار محقق ہوگا مثلاً تو میری ماں ہے یا اس کے کسی جزو سے ہاتھ پاؤں وغیرہ سے تشبیہ دے اور اس بات سے کہ تو مجھ پر میری نفاس والی بیوی یا حج کا حرام باندھی ہوئی بیوی کی پیٹھ کی طرح سے ظہار نہ ہوگا کیونکہ اس کی حرمت اصلی نہیں یا قسم کے وقت وہ اس پر حرام ہو جیسے اجنبی عورت کی پیٹھ اور اسی سے حنفیہ اور مالکیہ اس پر متفق ہیں کہ کافر کا ظہار صحیح نہیں اور اجنبی عورت کی پیٹھ سے تشبیہ دینے میں ان کا اختلاف ہے۔ حنیفہ کے ہاں ظہار نہیں کیونکہ حرمت مؤقت ہے اور مالکیہ کے ہاں ظہار کی نیت سے یمین ہے کیونکہ فی الحال تحریم اصلی ہے۔ اور وہ ظہار جو شرط سے معلق ہو جیسے اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے۔ اگر میں نے تجھ سے شادی کی تو تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے لیکن اگر کسی اور واقعہ سے معلق کیا مثلاً اگر رمضان آیا تو تو مجھ پر میری ماں کی طرح ہے یا فلاں اجنبی عورت کی طرح ہے یا اگر کل سورج طلاع ہوا تو تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے تو یہ فی الحال ظہار ہوگا اور اسے عورت سے روک دیا جائے گا جب تک کفارہ ادا نہ کرے اگر ظہار کو کسی وقت سے مقید کیا مثلاً آج یا اس ماہ میں تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح تو یہ مؤبد ظہار ہوگا اور کفارہ کے بغیر حلال نہیں۔

شوافع نے یوں تعریف کی ③ ایسی بیوی جو باندہ نہ ہو اس کو ایسی مؤنث سے تشبیہ دینا جو ہمیشہ کے لیے حرام ہے، اور بچے مجنون بے ہوش اور مکرہ کا ظہار صحیح نہیں ہے اور ذمی کا صحیح ہے کیونکہ آیت ظہار عام ہے اور غیر حرام عورت سے تشبیہ دینے سے ظہار صحیح نہیں، اگر بیوی کو مطلقہ یا اجنبیہ سے تشبیہ دی یا بیوی کی بہن سے یا اپنے والد سے یا العان والی سے یا مجوسیہ اور مرتدہ سے تو اس کا یہ کلام لغو ہے اس لیے کہ پہلی تین تو ہمیشہ کی حرمت میں ماں کی طرح نہیں اور باپ اور دوسرے مرد بیٹا غلام وغیرہ محل استمتاع نہیں رہ گئی آخری تین اگرچہ ان کی حرمت

① الدر المختار ۲/۹۰ فتح القدیر ۳/۲۲۵ الباب ۳/۶۷ البدائع ۳/۲۳۳ ② الشرح الصغير ۲/۶۳۲ المقدمات

المہدات ۱/۵۹۹ ③ معنی المحتاج ۳/۳۵۲

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم..... ۳۹۹..... باب النکاح

ہمیشہ کے لیے ہے لیکن ان کی حرمت محرم ہونے کی وجہ سے نہیں اور حنفیہ کے ہاں یہ بھی محرم سے تشبیہ دینے کی طرح ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ شوہر کا یہ کہنا ہاتھ، پیٹ، سینہ کی طرح یہ ظہار ہے اور اسی طرح آنکھوں کا بھی حکم ہے اگر ظہار کا ارادہ کرے لیکن اگر کرامت اور بزرگی کا ارادہ کرے تو ظہار شمار نہیں ہوگا اور اسی طرح اس کا کہنا تیرا سر پیٹھ یا ہاتھ مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہیں تو نہ ظہار ہے اور انہی کی مثل پاؤں، جلد، بدن بال وغیرہ بھی ہیں۔

اور حنا بلہ نے یہ تعریف کی ہے ❶ شوہر اپنی بیوی یا اس کے عضو کو ایسی عورت کی پیٹھ سے تشبیہ دے جو اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہے جیسے ماں، نسیبی اور رضاعی بہن وغیرہ سے کسی ایسی عورت کی پیٹھ سے تشبیہ جو اس پر وقتی طور پر حرام ہے جیسی بیوی کی بہن خالہ، پھوپھی وغیرہ یا کسی مرد سے تشبیہ دے باپ یا زید سے یا اس کے کسی عضو سے مثلاً پیٹھ سر وغیرہ اگرچہ عربی الفاظ میں نہ بھی کہے یا اس کی حلت کا اعتقاد رکھتے ہو مثلاً مجوسی کی ماں یا بہن کہ وہ اپنی ماں یا بہن سے کہے تو مجھ پر میری بہن کی پیٹھ کی طرح ہے حالانکہ وہ اپنی بہن کی حلت کا معتقد ہے اس کے اس اعتقاد کا اثر نہ ہوگا اور وہ ظہار کرنے والا ہوگا۔ یہ شوافع کی طرح کافر کے ظہار کے قائل ہیں لیکن وقتی حرام عورتوں سے تشبیہ میں یہ ان کے مخالف ہیں اور ان سے جن سے استمتاع حلال نہیں اور مالکیہ کی طرح لاحتبیہ سے ظہار کو جائز قرار دیتے ہیں۔

حکم شرعی..... ظہار حرام ہے ❷ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَإِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُورًا..... المجادلۃ ۵۸/۲

یقیناً یہ لوگ ایک نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ بیوی حرمت میں ماں کی طرح نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا هُنَّ أُمَّهَاتُهُمْ..... المجادلۃ ۵۸/۲

وہ ان کی مائیں نہیں۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا جَعَلَ أَزْوَاجَكُمُ اللَّائِي تُظَاهِرُونَ مِنْهُنَّ أُمَّهَاتِكُمْ..... الزَّحٰب: ۳۳/۲

اور اپنی جن بیویوں کو تم ماں کہہ بیٹھے ہو انہیں اللہ تعالیٰ نے تمہاری چچ مچ کی مائیں نہیں بنایا۔

ظہار کے احوال..... منجز فی الفور ظہار بالاتفاق صحیح ہے جیسے شوہر کا یہ کہنا تو مجھ پر ماں کی بیٹھ کی طرح ہے اور ظہار اکثر فقہاء کے ہاں ❸ بیوی کی طرف سے نہیں ہوتا بلکہ شوہر کی طرف سے ہوتا ہے اگر عورت نے اپنے شوہر سے ظہار کیا تو حنفیہ کے ہاں اس کا ظہار لغو ہے نہ تو عورت پر حرمت ہے اور نہ ہی کفاح اور اسی طرح باقی مذاہب والوں کے ہاں بھی ہے کہ ظہار نہیں کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِن نِّسَاءِهِمْ..... المجادلۃ ۵۸/۲

تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے شوہروں کو ظہار کے ساتھ خاص کیا ہے۔ نیز یہ ایک ایسی بات ہے جو بیوی پر حرمت کو واجب کرتی اور شوہر اسے ختم کرنے کا مالک بھی ہے لہذا طلاق کی طرح مرد اس کے ساتھ خاص ہے نیز عورت سے استمتاع کا حلال ہونا مرد کا حق ہے عورت اسے زائل کرنے کی مالک نہیں باقی حقوق کی طرح لیکن امام احمد نے ایک روایت کے مطابق جو ان کے ہاں آج ہے عورت پر کفارہ ظہار کو واجب کیا ہے کیونکہ یہ عورت بھی ایک نامعقول اور جھوٹی بات لاتی ہے اور ایک ان سے یہ ہے کہ عورت پر نیتن کا

❶ کشاف القناع ۵/۲۲۵ السنہ ۲/۱۱۱ المعنی ۷/۳۳ البدائع ۳/۲۲۹ (۳) الدر لسختار ۲/۷۹

المعنی ۷/۳۸۴ بدایۃ المجتہد ۲/۱۰۸

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم ۴۰۰ باب النکاح

کفارہ ہے ابن قدامہ نے فرمایا یہ امام احمد کے مذہب کے اصول کے مشابہ ہے کہ ظہار نہیں اور صرف نامعقول اور جھوٹی بات سے ظہار کا کفارہ واجب نہیں ہوتا باقی جھوٹوں کی طرح اور تیسری روایت کے مطابق عورت پر کفارہ بھی نہیں اور یہی باقی ائمہ کا قول ہے کیونکہ نامعقول اور جھوٹی بات ہے ظہار نہیں لہذا کفارہ واجب نہیں گالی اور قذف کی طرح۔

معلق ظہار..... حنفیہ نے ❶ اجازت دی ہے۔ ظہار کی نیت ملک یا سبب ملک کی طرف کرنے کی پہلے کی مثال: لاحتبہ سے کہے اگر تو میری بیوی بن گئی تو تو مجھ پر میری ماں کی بیٹھ کی طرح ہے۔ اور دوسرے کی مثال اگر میں تجھ سے شادی کروں تو تو مجھ پر میری ماں کی بیٹھ کی طرح ہے۔ اور وقت کی طرف نسبت کرنے کی بھی اجازت دی ہے مثلاً فلاں مہینے کے شروع میں تو مجھ میری ماں کی بیٹھ کی طرح ہے قیام ملک کی وجہ سے اور اس کا معلق کرنا دوران زوجیت اگر تو گھر میں داخل ہوئی یا تو نے فلاں سے بات کی تو تو مجھ پر میری ماں کی بیٹھ کی طرح ہے کیونکہ یمین کے وقت ملک موجود ہے لیکن ظہار کو اللہ تعالیٰ کی مشیت سے معلق کرنا اسے باطل کر دیتا ہے حنابلہ بھی ظہار کی تعلیق کی اجازت دیتے ہیں ❷ چاہے زوجیت میں ہو یا لاحتبہ سے چاہے متعین بیوی ہو یا تمام بیویوں کو کہے چاہے مطلقا کہے یا نکاح پر معلق کرے اور کہے ہر وہ عورت جس سے میں نکاح کروں وہ مجھ پر میری ماں کی بیٹھ کی طرح ہے جس عورت سے ظہار کیا ہے جب اس سے نکاح کرے گا تو جب تک کفارہ ادا نہ کر دے اس سے ہمبستری نہیں کر سکتا اسی طرح ظہار کو شرط سے معلق کرنے کی بھی اجازت دیتے ہیں مثلاً اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تو مجھ پر میری ماں کی بیٹھ کی طرح ہے اگر زید نے چاہا تو تو مجھ پر میری ماں کی بیٹھ کی طرح ہے تو جب وہ گھر میں داخل ہوگی یا زید نے چاہا تو ظہار ہوگا ورنہ نہیں۔

اور ان کی دلیل وہ روایت ہے امام احمد نے عمر بن خطاب سے روایت کی ہے کہ انہوں نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے کہا اگر میں نے فلاں سے شادی کی تو وہ مجھ پر میری ماں کی طرح ہے۔ پھر اس نے اس شادی کی تو آپ نے فرمایا اس پر ظہار کا کفارہ ہے نیز اس لیے بھی کہ یہ یمین کفارہ والی ہے لہذا اس کا نکاح سے پہلے انعقاد صحیح ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی قسم۔ اور یہ پہلے واضح ہو گیا ہے کہ مالکیہ کے ہاں ❸ ظہار کی تعلیق جائز ہے مثلاً اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تو مجھ پر میری ماں کی بیٹھ کی طرح ہے یا اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا تو تو مجھ پر میری ماں کی بیٹھ کی طرح ہے یا اس نے کہا ہر وہ عورت جس سے میں نکاح کروں تو وہ مجھ پر میری ماں کی بیٹھ کی طرح ہے اور شوافع نے بھی ❹ ظہار کی تعلیق کی اجازت دی ہے شرط وغیرہ کے ساتھ کیونکہ اس سے طلاق اور کفارہ کی طرح حرمت متعلق ہوتی ہے اور ان میں سے ہر ایک کی تعلیق جائز ہے اور ظہار کی تعلیق مثلاً جب زید آیا یا جب سورج طلوع ہوا تو تو مجھ پر میری ماں کی بیٹھ کی طرح ہے جب شرط پائی گئی تو وہ مظاہر ہوگا کیونکہ معلق علیہ پایا گیا اور اس کی مثالوں میں سے یہ کہے اگر میں اپنی دوسری بیوی سے ظہار کروں تو تو مجھ پر میری ماں کی بیٹھ کی طرح ہے اور وہ دونوں اس کی عصمت میں ہوں اور اس نے دوسری سے ظہار کیا تو دونوں سے ظہار ہوگا تنجیز اور تعلیق کے موجب پر عمل کرتے ہوئے۔ خلاصہ یہ کہ مذاہب اربعہ کے فقہاء کا ظہار کو شرط وغیرہ پر معلق کرنے کے جواز پر اتفاق ہے اور شوافع کے علاوہ جمہور کے ہاں کسی متعین عورت کی شادی سے ظہار کو معلق کرنا بھی جائز ہے اور اسی طرح حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کے ہاں اگر کہا تمام عورتیں مجھ پر میری ماں کی بیٹھ کی طرح ہیں کیونکہ اس نے ملکیت کی شرط پر عقد کیا ہے لہذا ملک والی کے مشابہ ہو گیا اور مؤمن اپنی شرطوں پر پورا ترنے والے ہیں اور شوافع کے ہاں ظہار کو ملک نکاح پر معلق کرنا جائز نہیں عمرو بن شعیب کی حدیث کی وجہ سے جو ابوداؤد اور ترمذی میں ہے طلاق نہیں سوائے مملوک کے عتق نہیں سوائے مملوک کے اور بیع نہیں سوائے مملوک کے اور نذر پوری نہیں ہو سکتی سوان میں سے جن کا مالک ہے اور ظہار طلاق کے مشابہ ہے۔

❶..... الدالمختار: ۲/ ۹۱ البدائع: ۳/ ۲۳۲ ❷المغنی: ۴/ ۳۵۰، ۳۵۳۔ ❸الشرح الصغير: ۲/ ۶۳۵ ہدایۃ المجتہد: ۲/ ۱۰۷

❹مغنی المحتاج: ۳/ ۳۵۳

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم ۴۰۱ باب النکاح

مؤقت ظہار..... مذاہب اربعہ کے فقہاء نے ذکر فرمایا ہے ❶ مؤقت ظہار بھی صحیح ہے۔ مثلاً کہے ایک ماہ یا ایک دن تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے یا جب تک رمضان کا مہینا گزر جائے لیکن مالکیہ اور ایک قول شوافع کے ہاں ہمیشہ کا صحیح ہوگا کفارہ کے بغیر ختم نہیں ہو سکتا یعنی وقت مقرر کرنا ساقط ہو جائے گا اور ظہار ہوگا کیونکہ یہ لفظ بیوی کو حرام کرتا ہے اگر وہ اس کے لیے وقت مقرر کرے تو وقت مقرر نہیں ہوگا جیسے طلاق حنفیہ، شوافع اور حنابلہ کے ہاں جب وقت گزر گیا تو ظہار ختم ہو جائے گا اور عورت بغیر کفارہ کے حلال ہو جائے گی اگر دوران مدت اس سے ہمبستری کی تو کفارہ لازم ہوگا سلمہ بن صححر کی روایت کی وجہ سے کہ میں نے اپنی بیوی سے ظہار کیا رمضان کا مہینہ گزرنے تک اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی کہ مہینے کے دوران میں نے جماع کیا ہے تو آپ نے کفارہ کا حکم فرمایا: ❷ نیز اس نے اپنے آپ کو عورت سے روکا ہے قسم کے ساتھ تو اس پر کفارہ ہوگا لہذا مؤقت بھی صحیح ہے اور ظہار طلاق سے مختلف ہے کہ ظہار سے ملک زائل ہو جاتی ہے اور حرمت واقع ہوتی ہے جو کفارہ سے ختم ہو جاتی ہے لہذا اسے وقت سے وقت کرنا جائز ہے اور اس سلسلہ میں حنفیہ کی عبارت یہ ہے اگر ظہار کو وقت کے ساتھ مقید کر دیا تو وقت گزرنے پر ظہار ساقط ہو جائے گا لیکن اگر وقت کے اندر اندر عورت کے قریب جانا چاہتا ہے تو کفارہ کے بغیر جائز نہیں۔

دوسرا مقصد: ظہار کا رکن اور شرائط..... حنفیہ کے ہاں ❸ وہ لفظ ہے جو ظہار پر دلالت کرے اور اس میں اصل شوہر کا بیوی کو کہنا تو مجھ پر ماں کی پیٹھ کی طرح ہے اور اسی کے ساتھ ماں کے پیٹ اور فرج والی صورتیں ملحق ہیں۔ اور جمہور کے ہاں ❹ ظہار کے لیے چار رکن ہیں، مظاہر، مظاہر منہا لفظ یا صغیہ اور مشبہ بہ مظاہر شوہر ہے اور مظاہر منہا بیوی ہے مسلمان ہو یا کتابیہ لفظ اور صغیہ وہ الفاظ جو شوہر سے صادر ہوں صریح الفاظ میں سے یا کنایہ میں سے اور صریح وہ ہیں جن میں پیٹھ کا ذکر ہو اور کنایہ وہ ہیں جن میں پیٹھ کا ذکر نہ ہو اور کنایہ الفاظ میں دیانت تصدیق ہوگی اگر طلاق کا ارادہ کرے نہ کہ صریح میں اور کنایہ میں جو چاہے ارادہ کر سکتا ہے اور مشبہ بہ وہ ہیں جس سے ہمیشہ کے لیے ہمبستری حرام ہے اور وہ ماں ہے اور اسی کے ساتھ نسبی رضاعی اور مصاہرت کے رشتے ملحق ہیں۔

مظاہر (ظہار کرنے والے) کی شرطیں..... حنفیہ اور مالکیہ کے ہاں مظاہر ہر وہ شوہر ہے جو مسلمان ہو عاقل بالغ ہو ذمی کا ظہار لازم نہیں۔ شوافع اور حنابلہ کے ہاں مظاہر ہر وہ شوہر ہے جس کی طلاق صحیح ہے وہ بالغ اور عاقل ہے چاہے مسلمان ہو یا کافر آزاد ہو یا غلام البتہ نشہ والے کا ظہار صحیح ہے جیسا کہ اس کی طلاق بالاتفاق صحیح ہے اور جمہور کے ہاں مکہ کا ظہار صحیح نہیں ❺ مظاہر کی شرائط یہ ہیں:

۱..... یہ کہ عاقل ہو لہذا مجنون بچے متعوہ، مدہوش بے ہوش اور سونے والے کا ظہار صحیح نہیں جیسا کہ ان کی طلاق صحیح نہیں کیونکہ کہ اس پر تحریم مرتب ہوتی ہے اور یہ تحریم کے اہل نہیں۔

۲..... بالغ ہو لہذا بچے کا ظہار صحیح نہیں اگرچہ وہ سمجھدار ہی کیوں نہ ہو اس لیے کہ ظہار تو صرف نقصان دہ تصرف ہے بچہ اس کا مالک نہیں جیسے وہ طلاق دینے کا مالک نہیں۔

۳..... حنفیہ اور مالکیہ کے ہاں مسلمان ہونا ان کے ہاں ذمی کا ظہار صحیح نہیں اس لیے کہ ظہار کا حکم وقتی طور پر تحریم ہے جو کفارہ ادا کرنے سے زائل ہو جاتی ہے اور کافر کفارہ کا اہل نہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے لہذا وہ ظہار کا اہل بھی نہیں۔ اور شوافع اور حنابلہ کی رائے میں مسلمان ہونا شرط نہیں کیونکہ آیت ظہار عام ہے:

وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ..... المجادلہ ۵۸/۳

❶..... الدر المختار: ۹۳/۲ البدائع: ۲۳۵/۳ الشرح الصغير: ۶۳۶/۲ المہذب: ۱۱۳/۲ المغنی: ۳۳۴۹/۷ رواہ احمد وابودود (نیل الاوطار: ۲۵۸/۶) البدائع: ۲۲۹/۳ القوانین الفقہیہ: ۲۲۲ الشرح الكبير: ۴۴۰/۲ المقدمات المہدات: ۵۹۹/۱ المغنی: ۳۳۸/۷ البدائع: ۲۳۰/۳ القوانین الفقہیہ: ۲۲۲ الشرح الصغير: ۶۳/۲ مغنی المحتاج: ۳۵۳/۳ المغنی: ۳۳۸/۷ المہذب: ۱۱۸/۲

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم..... ۴۰۲..... باب النکاح

مسلمان اور کافر کے درمیان تفریق کے بغیر نیز کافر شریعت کے فروعی مسائل کا مخاطب ہے اور کفارہ کا بھی اہل ہے روزہ کے علاوہ کھانا کھلانے اور غلام آزاد کرنے کی صورت میں نیز وہ طلاق کا بھی اہل ہے لہذا ظہار کا بھی اہل ہوگا اگر ظہار کرنے والا کافر ہو تو وہ آزاد کر کے یا کھانا کھلا کر کفارہ ادا کرے اس لیے کہ مذکورہ چیزیں اس کے لیے کفارہ کے علاوہ بھی جائز ہیں لہذا کفارہ میں بھی جائز ہیں اور روزہ کے ذریعہ کفارہ ادا نہ کرے کیونکہ اس کے روزے صحیح نہیں۔ خلاصہ یہ کہ پہلے فریق کے ہاں مظاہر کے لیے دو شرطیں ہیں اسلام اور مکلف ہونا اور فریق ثانی کے ہاں ایک ہی شرط ہے مکلف ہونے کی رہ گیا اختیار تو یہ جمہور کے ہاں شرط ہے اور مکلف ہونے کی شرط میں داخل ہے لہذا کفر کا ظہار صحیح نہیں اور اختیار حنیفہ کے ہاں شرط نہیں لہذا کفر کا ظہار صحیح ہے اور خطی کا بھی جیسا کہ ان دونوں کی طلاق صحیح ہے۔

مظاہر منہا کی شرطیں..... وہ ظہار کرنے والے کی بیوی ہے چاہے مسلمان ہو یا کتابیہ بڑی ہو یا چھوٹی اور اس کی درج ذیل شرائط ہیں ① یہ کہ وہ اس کی بیوی ہو یعنی ملک نکاح کی وجہ سے اس کی ملکیت میں ہو لہذا احتبیہ سے ظہار صحیح نہیں کیونکہ اس کا مالک نہیں فرمان باری تعالیٰ ہے من نسأھم یعنی اپنی بیویوں سے البتہ جمہور کے ہاں ملک سے معلق ظہار درست ہے کسی عورت سے اس طرح کہے اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے یا کہے ہر وہ عورت جس سے میں نکاح کروں تو وہ مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے۔

عورت کا ظہار..... اکثر علماء کے ہاں عورت مرد سے ظہار نہیں کر سکتی کیونکہ طلاق کے مشابہ ہے عورت کا ظہار لغو ہے اس میں کفارہ نہیں لیکن امام احمد اصح روایت کے مطابق انہوں نے اس پر ظہار کا کفارہ واجب کیا ہے کیونکہ اس عورت نے ایک نامعقول اور جھوٹی بات کہی ہے اور ایک روایت میں قسم کا کفارہ ہے اور یہ ان کے مذہب کے زیادہ مطابق ہے۔

خاصی عورتوں سے ظہار..... اگر شوہر نے ایک ہی لفظ سے چار بیویوں کو کہا تم مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہو تو ان سب سے ظہار کرنے والا ہوگا اور اس پر حنفیہ اور شوافع کے جدید مذہب کے مطابق ہر عورت کی طرف سے کفارہ ہے اس لیے کہ ظہار پایا گیا اور وطی کا عزم بھی ہر ایک عورت کے حق میں لہذا اس پر ہر ایک کی طرف سے کفارہ واجب ہے جیسا کہ انفرادی طور واجب ہوتا ہے۔ مالکیہ اور حنابلہ کے ہاں اس پر صرف ایک ہی کفارہ ہے حضرت عمر اور علی رضی اللہ عنہ کے قول پر عمل کرتے ہوئے نیز ظہار ایک ایسا کلمہ ہے جس کی مخالفت سے کفارہ واجب ہوتا ہے جب ایک گروہ کے لیے پایا گیا تو اس پر ایک ہی کفارہ ہوگا جس طرح زیادہ قسموں میں ہوتا ہے۔

ہر اعتبار سے نکاح موجود ہو لہذا بیوی سے ظہار صحیح ہے اگرچہ وہ طلاق رجعی کی عدت میں ہی ہو اور تین طلاق والی سے ظہار صحیح نہیں نہ ہی بائنہ اور خلع والی سے اگرچہ یہ عدت ہی میں کیوں نہ ہوں برخلاف طلاق کے اس لیے کہ حنفیہ کے ہاں بائنہ اور خلع والی کو صریح طلاق لاحق ہو سکتی ہے اور ظہار تحریم ہے اور حرمت خلع اور بائنہ ہونے سے ثابت ہے اور حرام کو حرام کرنا محال ہے کیونکہ اس کا کوئی فائدہ نہیں لہذا عیث ہے۔

حنفیہ کے ہاں ظہار بیوہ کے بدن کی طرف مضاف ہو یا اس کے ایسے عضو کی طرف جس سے پوری عورت کو تعبیر ہوتی ہو یا اس کا کوئی مشاع جزو ہو اگر اس نے اس کی طرف نسبت کی مثلاً کہا تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے یا ایسے عضو کی طرف نسبت کی جس سے تمام عورت کی تعبیر ہوتی ہے مثلاً تیرا سر، چہرہ یا گردن یا فرج مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے یا مشاع جزو مثلاً تیرا لٹ رجبہ یا نصف وغیرہ مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے تو ظہار کرنے والا ہوگا لیکن اگر کہا تیرا ہاتھ یا پاؤں انگلیاں تو مظاہر نہیں اور باقی مذاہب کے آئمہ کے ہاں مظاہر ہوگا کیونکہ یہ بھی ایسا عضو ہے جس سے لذت حاصل کرنا حرام ہے لہذا یہ بھی پیٹھ کی طرح ہے۔

مشبہ بہ کی شرائط..... مشبہ بہ ماں ہے اور اسی کے ساتھ ملحق ہیں وہ محرم عورتیں جن سے زندگی میں کبھی بھی نکاح حلال نہیں نسبی رضای

①..... البدائع: ۲۳۲/۳ فتح القدیر: ۲۳۲/۳ اللباب: ۶۹/۳ الدر المختار: ۷۹۱/۲ بدایۃ المجتہد: ۱۰۷/۲ القوانین الفقہیہ

۲۲۲ الشرح الصغیر: ۶۳۷/۲ المہذب: ۱۱۳/۲ مغنی المحتاج: ۳۵۳/۳ المغنی: ۳۳۹/۷۔

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم..... ۲۰۳..... باب النکاح
یا مصاہرت کے اور مشبہ بہ کی تحدید کے سلسلہ میں فقہاء کی مختلف آراء ہیں وسعت و تنگی کے اعتبار سے حنفیہ کے ہاں ❶ مشبہ بہ کے لیے درج ذیل شرائط ہوں:

۱..... عورت ایسی ہونی چاہے جس سے زندگی میں کبھی بھی نکاح حلال نہ ہو چاہے یہ حرمت نسب کے اعتبار سے ہو جیسے ماں بیٹی بہن پھوپھی خالہ وغیرہ یا رضاعت کے اعتبار سے ہو یا مصاہرت کے اعتبار سے ہو جیسے والد کی بیوی یا بیٹی کی بیوی، ساس۔

۲..... عضو ایسا ہو کہ اس کی طرف دیکھنا حلال نہ ہو جیسے پیٹھ پیٹ ران فرج وغیرہ اگر شوہر نے بیوی کو اپنی ماں کے سر یا چہرہ سے تشبیہ دی یا اس کے ہاتھ اور پاؤں سے تو ظہار کرنے والا نہ ہوگا اس لیے کہ یہ اعضا ایسے ہیں کہ ان کی طرف دیکھنا حلال ہے۔

۳..... وہ عورت ہو اور عورتوں کی جنس سے ہو اگر شوہر نے اپنی بیوی سے کہا تو مجھ پر میرے باپ یا بیٹی کی پیٹھ کی طرح ہے تو یہ ظہار صحیح نہیں اس لیے کہ شریعت میں تو مظاہر تب ہوگا جب مظاہر بہ عورت ہو اور اسی بناء پر ظہار صحیح نہیں جب شوہر اپنی بیوی کو ایسی عورت سے تشبیہ دے جو اس پر فی الحال حرام ہے جبکہ دوسرے کسی وقت میں اس کے لیے حلال ہو جیسے بیوی کی بہن یا کسی شوہر والی عورت سے یا مجوسیہ سے اور مردہ سے اس لیے کہ اس پر ہمیشہ کے لیے حرام نہیں مالکیہ کے ہاں ❷ مشبہ بہ ہر وہ انسان جس سے وطی کرنا اصلی طور پر حرام ہو چاہے مذکر ہو یا مؤنث یا انسان کے علاوہ ہو جیسے جانور پس ظہار صحیح ہے اپنی بیوی یا اس کے جزو کو اگرچہ حکما ہی جزو ہو جیسے بال تھوک وغیرہ کو اپنی ماں سے تشبیہ دینا اور اس سے ملحقہ وہ تمام جو نسبی رضاعی مہر کے طور پر حرام ہیں اور اصالۃ کے لفظ سے وہ نکل گئے جن سے کسی عارض کی وجہ سے وطی حرام ہو جیسے حیض نفاس وغیرہ پس اس کا ظہار منعقد نہ ہوگا اگر وہ اپنی دو میں سے ایک بیوی کو کہے تو مجھ پر میری نفاس والی یا نفاس والی بیوی کی پیٹھ کی طرح یا حج کا احرام باندھی ہوئی یا طلاق رجعی دی ہوئی طرح ہے۔ اور اسی طرح یہ ظہار بھی درست ہے کہ بیوی کو محرم کے کسی ایسے جزو سے تشبیہ دے جو اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہے تو مجھ پر میری ماں کے ہاتھ خالہ کے ہاتھ کی طرح ہے۔ اسی طرح ان کے ہاں ظہار درست ہے جب وہ اپنی بیوی کو کسی اجنبیہ سے تشبیہ دے جو اس پر ہمیشہ کے لیے حرام نہیں۔

شوافع کے ہاں ❸ مشبہ بہ فقط وہ عورتیں ہیں جن سے ہمیشہ کے لیے وطی حرام ہے چاہے نسبی ہوں یا رضاعی یا مصاہرت کی وجہ سے سوائے مظاہر کی مرضعہ اور بیٹی کی بیوی کیونکہ یہ دونوں ایک وقت میں اس کے لیے حلال ہیں لہذا اس کا احتمال ہے۔ اور ظہار کے صحیح ہونے کے لیے سب سے وسیع مذہب مشبہ بہ کے بارے میں حنا بلہ کا ہے اس لیے کہ وہ تمام ان اقسام کو شامل ہے چاہے پورے مشبہ بہ سے تشبیہ دے یا اس کے کسی عضو جیسے ہاتھ، چہرہ اور کان وغیرہ ❹ عورتوں میں ہمیشہ حرام ہونے والی نسبی رضاعی اور مصاہرت جیسے مائیں، دادیاں، پھوپھیاں، خالائیں، بہنیں اور یہ متفق علیہ ہے۔ رضاعی مائیں، رضاعی بہن بیٹوں اور والدین کی بیویاں اور بیویوں کی مائیں اور رپیہ عورتیں ❺ ہر وہ عورت جو وقتی طور پر حرام ہے جیسے بیوی کی بہن، پھوپھی، اجنبیہ اس لیے کہ اس نے اپنی بیوی کو حرام سے تشبیہ دی ہے لہذا یہ ماں سے تشبیہ دینے کے مشابہ ہے ❻ تمام حرام مردوں جانوروں اور فوت شدہ لوگوں سے پس اگر اپنی بیوی کو والد کی پیٹھ یا کسی اور کی پیٹھ سے تشبیہ دے تو ظہار صحیح ہے یا کہے تو مجھ پر جانور کی پیٹھ کی طرح ہے یا تو مجھ پر مردار اور خون کی طرح ہے جابر بن زید کی روایت پر عمل کرتے ہوئے ان کی مذکورہ فہرست میں اکثر علماء نے مخالفت کی ہے لہذا مذکورہ چیزوں سے تشبیہ دینا ظہار نہیں اس لیے کہ یہ ایسی چیزوں سے تشبیہ دینا ہے جو محل استمتاع نہیں جیسے کہے تو مجھ پر زید کی ماں کی طرح ہے اس کے باوجود شوہر کے لیے مکروہ ہے کہ وہ بیوی کو کسی ذی رحم محرم سے یاد کرے مثلاً اے بہن یا اے ماں وغیرہ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ ابوداؤد کی روایت ہے۔

❶..... البدائع: ۲۳۳/۳، ۲۳۴: ❶ الدسوقی: ۲۳۹/۲ ❷ بدایۃ المجتہد: ۱۰۴/۲ ❸ القوانین الفقہیہ: ۲۴۴- ❹ مغنی: المحتاج:

۳۵۳/۳ ❺ المغنی: ۳۲۰/۴ کشاف القناع ۲۲۵/۵

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم ۴۰۴ باب النکاح

صیغہ کی شرائط..... وہ صیغہ جس سے ظہار منعقد ہوتا ہے یا تو صریح لفظ ہو کہ اس میں نیت کی ضرورت نہ ہوگی یا کنایہ ہوگا کہ نیت کی طرف محتاج ہوگا الفاظ صریحہ اور کنایہ کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

حنفیہ کے ہاں ❶ وہ الفاظ ہیں جن سے ظہار کے علاوہ کسی دوسرے معنی کا احتمال نہ ہو مثلاً بیوی سے کہے تو مجھ پر ماں کی پیٹھ یا پیٹ یا ران یا فرج کی طرح ہے یا کسی مشاع جز و نصف وغیرہ کو ذکر کرے تو بغیر نیت کے بھی مظاہر ہوگا کیونکہ یہ صریح ہے اور اسی کی مثل ہے تو مجھ پر حرام ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ تو ظہار ہوگا کیونکہ صریح ہے اور کنایہ وہ الفاظ جو ظہار کا بھی احتمال رکھتے ہوں اور غیر کا بھی اور ان میں نیت

سے ظہار ہوگا مثلاً تو مجھ پر ماں کی طرح ہے تو اس کی نیت دیکھی جائے گی اگر اس نے کہا میں نے کرامت مراد لی ہے تو وہی ہوگا جو اس نے کہا اور اگر کیا ظہار مراد لیا ہے تو وہ ظہار ہوگا اور اگر کہا طلاق مراد لی ہے تو طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر اس کی کوئی نیت بھی نہ ہو تو شیخیں کے ہاں کچھ بھی نہ ہوگا کیونکہ کرامت مراد لینا متحمل ہے یا یہ کہے تو مجھ پر ماں کی طرح حرام ہے تو جو نیت کرے گا ظہار یا طلاق کی وہی معتبر ہے اور اس میں اس سے کرامت و بزرگی کا ارادہ قبول نہ ہوگا کیونکہ حرام کا لفظ موجود ہے اور اگر کچھ بھی ارادہ نہ کیا تو ادنیٰ یعنی ظہار ثابت ہوگا اصح قول کے مطابق کیونکہ اس لیے ملک نکاح زائل نہیں ہوئی اگرچہ لمبا ہی کیوں نہ ہو مالکیہ کے ہاں ❷ صریح ظہار وہ ہے جس میں ظہار کا ذکر ہو ہمیشہ کی تحریم کے ساتھ یا وہ لفظ جو شرعی وضع کے اعتبار سے ظہار دلالت کرتے اور اس میں غیر کا احتمال نہ ہو ہمیشہ کے لیے حرام عورت کی پیٹھ کا لفظ صریح میں دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ پیٹھ کا ذکر اور ہمیشہ کے لیے حرام عورت کا ذکر مثلاً تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ یا رضاعی بہن کی پیٹھ یا اپنی ماں کی پیٹھ کی طرح ہے۔ اور صریح ظہار میں اگر طلاق کی نسبت کرے تو طلاق نہ ہوگی کیونکہ صریح کی تمام اقسام غیر کی طرف نہیں پھرتیں اور اگر ظہار سے طلاق کی نیت کرے تو یہ معتبر نہیں۔ یہ فتویٰ کے اعتبار سے ہے نہ قضاء کے اعتبار سے اور کنایہ ان کے ہاں وہ الفاظ ہیں جن میں ان دونوں میں سے ایک نہ ہو لفظ پیٹھ اور ہمیشہ کی حرمت والی عورت پہلے کی مثال تو میری ماں کی طرح ہے یا تو میری ماں ہے اور دوسرے کی مثال تو مرد کی پیٹھ کی طرح ہے یا میرے باپ بیٹے وغیرہ کی یا اجنبیہ کی طرح ہے مثلاً تو مجھ پر فلان عورت کی پیٹھ کی طرح ہے نہ ہی تو وہ اس کے لیے حرام ہے اور نہ ہی اس کی بیوی ہے۔ اور کنایہ ہی میں سے ہے کہ بیوی کے کسی جزو کو یا مشبہ بہ کے کسی جزو سے مثلاً ہاتھ سر بال وغیرہ کا ذکر کرے او ان دونوں قسموں میں ظہار کی نیت کرے اگر ظاہری کنایہ کی دونوں قسموں میں ظہار کی نیت کی اور دونوں لفظ ظہار اور مؤبد کا حاقط کرتا ہے تو ظہار ہو جائے گا اور اگر طلاق کی نیت کی تو بیونت کبریٰ یعنی تین طلاقیں ہو جائیں گی چاہے بیوی مدخول بھا ہو یا غیر مدخول بھا لیکن اگر اس نے کم کی نیت کی غیر مدخول بھا میں تو جس کی نیت کی وہی لازم ہوگا برخلاف مدخول بھا کے کیونکہ اس میں تین طلاقیں ہی ہوں گی اور کم کی نیت قبول نہیں۔

شوافع کے ہاں ❸ صریح وہ الفاظ ہیں جن میں پیٹھ یا کسی ایسے عضو کا ذکر ہو جو بطور کرامت ذکر نہیں کیا جاتا مثلاً اپنی بیوی سے کہے تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے یا تو میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے۔ اسی طرح تیرا جسم یا تیرا بدن یا تیرا نفس میری ماں کے بدن یا جسم کی طرح ہے کیونکہ اس میں ظہار کا ذکر موجود ہے۔ اور تو مجھ پر ماں کے ہاتھ یا پیٹ یا سینہ وغیرہ کی طرح ہے یہ بھی صریح ہے کیونکہ ایسے اعضاء میں جو بطور بزرگی اور کرامت ذکر نہیں کیے جاتے نیز یہ ایسے اعضاء ہیں جن سے لذت حاصل کرنا حرام ہے لہذا یہ بھی پیٹھ کی طرح ہیں اور صریح الفاظ میں سے یہ کہ کسی ایسے جزو کا ذکر کرنا جو مشاع ہو مثلاً نصف ربع وغیرہ یا کسی ایک عضو کا تذکرہ کرنا مثلاً سر، پیٹھ، ہاتھ پاؤں، بدن، جلد اور بال وغیرہ اور کنایہ ایسے عضو کا ذکر کرنا جس میں بزرگی کا احتمال ہو جیسے آنکھ پاؤں کا سر وغیرہ یا تو میری ماں کی طرح ہے یا اس کے روح یا چہرہ کی طرح ہے

❶..... فتح القدیر: ۲۲۸/۳۔ ۲۳۱ البدائع: ۳/۲۳۱، ۲۳۲ الدر المختار: ۲/۹۲۔ ۹۳ اللباب: ۳/۶۸ وما بعدها۔ ❷ القوانین الفقہیہ: ۲۲۲ الشرح الصغير: ۲/۶۳ الشرح الصغير: ۲/۲۲۲ بدایۃ المجتہد: ۲/۱۰۴ المہذب: ۱/۵۹۹ مغنی المحتاج: ۳/۳۵۳ المہذب: ۲/۱۱۲۔

اگر ظہار کا ارادہ کیا تو ظہار ہوگا اور اگر کرامت کا ارادہ کیا یا کسی بھی چیز کا ارادہ نہ کیا تو ظہار نہ ہوگا کیونکہ یہ الفاظ بطور کرامت و اعزاز استعمال کئے جاتے ہیں اور طلاق کے لفظ سے ظہار نہیں ہوتا اور نہ ہی ظہار کے لفظ سے طلاق ہوتی ہے اگر آدمی نے کہا تجھے طلاق ہے اور اس میں ظہار کی نیت کرے تو ظہار نہیں ہوگا اور اگر کہا تو مجھے پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے اور اس سے طلاق کی نیت کی تو طلاق نہ ہوگی کیونکہ ان میں سے ہر ایک اپنے موجب میں صریح ہے لہذا نیت سے وہ اپنے موجب سے پھرے گا نہیں اور اگر کہا تجھے طلاق میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے اور کچھ بھی نیت نہ کی تو طلاق واقع ہو جائے گی اور ظہرائی کا لفظ لغو ہوگا اور اگر کہا تو مجھ پر حرام ہے ماں کی پیٹھ کی طرح اور کوئی بھی نیت نہ کی تو یہ ظہار ہے کیونکہ اس نے صریح لفظ استعمال کیا ہے اور اسے تحریم کے لفظ سے اور مؤکد کیا ہے اور اگر اس سے طلاق کی نیت کی تو طلاق ہو جائے گی۔

حنابلہ کے ہاں ❶ صریح الفاظ ہیں جو متضمن ہوں پیٹھ یا حرمت کے ذکر کر کو جب شوہر نے اپنی بیوی سے کہا تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے یا کسی اجنبی عورت کی پیٹھ کی طرح ہے یا تو مجھ پر حرام ہے یا اس کے اعضاء میں سے کسی عضو کو حرام قرار دیا تو مظاہر ہوگا۔ اگر بیوی کو اس سے تشبیہ دی جو اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہے اور کہا تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے یا بہن کی طرح ہے تو یہ بالا جماع ظہار ہوگا، اسی طرح اگر ذی رحم محرم میں سے کسی سے تشبیہ دی جیسے دادی پھوپھی، خالہ، سالی وغیرہ سے تو بھی مذاہب اربعہ اور اکثر علماء کے ہاں ظہار ہے یا رضاعت کی قریبی محرم یا مصاہرت کے قریبی محرم سے تشبیہ دی تو اکثر کی رائے میں یہ ظہار ہے۔ اور حنابلہ کے ہاں کنایہ کرامت اور عزت کا لفظ استعمال کرنا ہے جیسا کہ شوافع کے ہاں ہے اگر کہا تو مجھ پر ماں کی طرح ہے اگر اس سے ظہار کا ارادہ کیا تو ظہار ہوگا اور یہ اکثر کی رائے ہے اور اگر اس سے بزرگی اور عزت مراد لی اور عورت بھی بڑے ہونے یا صفات میں اس کے مثل تھی تو ظہار نہ ہوگا اور نیت کے حوالے سے شوہر کی بات معتبر ہوگی اگر اس نے کچھ بھی نیت نہ کی تو ان کے ہاں ظہار نہیں اور یہ امام ابو حنیفہ اور شافعی کے قول کے موافق ہے اس لیے کہ یہ الفاظ بزرگی میں زیادہ استعمال ہوتے ہیں بنسبت حرمت کے۔ لہذا نیت کے بغیر ظہار نہ ہوگا اور اگر کہا تو مجھ پر حرام ہے۔ اگر اس سے ظہار کی نیت کی تو ظہار ہوگا یہ بھی امام ابو حنیفہ اور شافعی کے موافق ہے اور اگر کہا تو حرام ہے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ظہار نہیں ہوگا، اور اگر کہا تو مجھ پر ماں کی پیٹھ کی طرح حرام ہے تو یہ ظہار میں صریح ہے اس کے علاوہ کچھ بھی مراد نہیں ہوگا، چاہے طلاق کی نیت کرے یا نہ کرے یہ بھی متفق علیہ ہے کیونکہ ظہار کے ساتھ اس کی تصریح کی ہے اور حرام سے اسے واضح کیا ہے اور اگر کہا تجھے طلاق ہے ماں کی پیٹھ کی طرح تو طلاق ہوگی جیسا کہ شوافع نے کہا اور ماں کی پیٹھ کا لفظ ساقط ہو جائے گا کیونکہ پہلے اس نے صریح طلاق لایا ہے اور ظہرائی کو اس کی صفت بنایا ہے اگر اس نے اس سے طلاق کی تاکید کی تو ظہار نہ ہوگا اگر اس سے ظہار کی نیت کی تو طلاق بائن ہوگی اور یہ اجنبیہ کے ظہار کی طرح ہے، اور اگر طلاق رجعی ہو تو ظہار صحیح ہوگا جیسا کہ شوافع نے کہا اور اگر کہا تو مجھ پر حرام ہے اور طلاق اور ظہار دونوں کی نیت کی تو ظہار ہوگا طلاق نہ ہوگی کیونکہ ایک ہی لفظ ظہار اور طلاق نہیں ہو سکتا اور اس لفظ سے ظہار مراد لینا اولیٰ ہے لہذا اولیٰ مراد ہوگا اور اگر کہا حلال مجھ پر حرام ہے یا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے وہ مجھ پر حرام ہے اور اس کی ایک بیوی تھی تو ان تینوں صورتوں میں مظاہر ہوگا کیونکہ اس کے الفاظ عموم کا تقاضا کرتے ہیں لہذا یہ عموم عورت کو بھی شامل ہوگا اگر عورت کی تحریم کی تصریح کر دی یا اس کی نیت کی تو یہ تاکید ہوئی۔ لیکن اگر یہ الفاظ کہے: میری ماں کے بالوں کی طرح ہے یا دانتوں اور ناخنوں کی طرح ہے تو ظہار نہ ہوگا کیونکہ یہ اس کی ماں کے ثابت اعضاء میں سے نہیں، یا کیا میں مظاہر ہوں یا مجھ پر ظہار ہے یا مجھ پر حرام ہے یا حرام مجھے لازم ہے اور کوئی نیت بھی نہ کی تو ظہار نہ ہوگا کیونکہ تو نہ ظہار میں صریح ہیں اور نہ ہی اس نے ان سے ظہار کی نیت کی اگر ان الفاظ سے اس نے ظہار کی نیت کی یا کوئی قرینہ مل گیا ظہار کے ارادہ پر مثلاً اسے شرط پر معلق کر دے اور کہے اگر میں تجھ سے بات کروں مجھ پر حرام ہے اس میں احتمال ہے کہ ظہار ہو تو جس طرح طلاق کنایہ بغیر نیت کے درست نہیں یہ بھی درست نہیں اور یہ بھی احتمال ہی کہ اس سے ظہار ثابت نہ ہو کیونکہ شریعت میں اس کے لیے صریح لفظ استعمال ہوا ہے مظاہرہ کا اور یہ اس میں صریح نہیں نیز یہ قسم ہے اس کا موجب کفارہ ہے لہذا اس کا حکم بغیر صریح کے ثابت نہ ہوگا۔

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم..... ۴۰۶..... باب النکاح

تیسرا مقصد: ظہار کا اثر اور اس کے احکام اور مظاہر پر کیا حرام ہوتا ہے..... ظہار پر درج ذیل احکام مرتب ہوتے ہیں ❶ بالاتفاق کفارہ ادا کرنے سے پہلے ہمبستری حرام ہے اور اسی طرح شوائع کے علاوہ جمہور کے ہاں جماع کے علاوہ ہر قسم کا استمتاع مثلاً چھونا، بوسہ دینا، چہرہ ہتھیلیوں ہاتھوں کے علاوہ باقی تمام بدن اور محاسن کو لذت کی نگاہ سے دیکھنا اور فرج کے علاوہ مباشرت کرنا حرام ہے کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِّن قَبْلِ أَنْ يَتَنَاسُوا..... المجادلہ ۵۸/۳

جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر اپنی کہی ہوئی بات سے رجوع کر لیں تو ان کے ذمہ آپس میں ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ نیز وہ بات جس سے وطی حرام ہے تو اس کی وجہ سے وطی کے مقدمات اور دوائی بھی حرام ہیں تاکہ اس میں واقع نہ ہو جائے جیسے طلاق اور احرام۔ اور یہ حرمت اس وقت تک رہے گی جب تک وہ ظہار کا کفارہ ادا نہ کر دے کیونکہ اس کا ظہار کرنا جنایت ہے اور وہ نامعقول بات اور جھوٹ ہے لہذا اسے جنایت کے مناسب حرمت کا بدلہ دیا جائے گا اور یہ کفارہ سے ختم ہوگی۔ اگر مظاہر نے کفارہ ادا کرنے سے پہلے اپنی بیوی سے ہمبستری کر لی تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس گناہ کی معافی مانگے اور اس پر صرف وہی کفارہ ہے جو پہلا واجب ہوا ہے اور پھر وہ اس سے استمتاع نہیں کر سکتا جب تک کفارہ ادا نہ کرے دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اس شخص کے بارے میں جس نے کفارہ ادا کرنے سے پہلے اپنی بیوی سے جماع کر لیا اس وقت تک اس کے قریب مت جاؤ جب تک اللہ کی حکم کو پورا نہ کر لو اور ایک روایت میں اس سے علیحدگی اختیار کرو یہاں تک کہ کفارہ ادا کر لو ❷ اور سلمہ بن صخر سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے کفارہ ادا کرنے سے پہلے جماع کر لیا کہ اس کے لیے ایک کفارہ ہے ❸ اور وہ واپسی جس کی وجہ سے کفارہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے:

ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا..... المجادلہ ۵۸/۳

یعنی ظہار کرنے والا وطی کا عزم کرے یعنی اس پر کفارہ اس وقت واجب ہے جب وہ ظہار کے بعد جماع کا ارادہ کرے اگر وہ اس بات پر راضی ہو کہ وہ عورت اس پر حرام ہو جائے اور وہ اس سے جماع کا ارادہ بھی نہ ہو تو اس پر کفارہ واجب نہ ہوگا اور اسے کفارہ ادا کرنے پر مجبور کیا جائے گا ضرر دفع کرنے کے لیے اور شوائع کا مذہب یہ ہے کہ ظہار سے صرف جماع حرام ہوتا ہے اس کے مقدمات اور دوائی حرام نہیں حتیٰ کہ مظاہر کفارہ ادا نہ کرے کیونکہ یہ ایک ایسی تحریم ہے جو مال کے ساتھ تحریم سے متعلق ہے۔ لہذا تحریم تجاوز نہ کرے گی جیسی حائضہ سے وطی اور عورت کو حق ہے کہ وہ مظاہر سے وطی طلب کرے کیونکہ اس کا حق اس سے متعلق ہے اور عورت کو یہ بھی اختیار ہے کہ وہ اسے استمتاع سے روکے رکھے جب تک وہ ظہار کا کفارہ ادا نہ کرے اور قاضی پر لازم ہے کہ اسے کفارہ پر مجبور کرے ضرر دفع کرنے کے لیے اور لازم کرنا قید کر کے اور مار کر ہو سکتا ہے۔ اگر شوہر نے دعویٰ کیا کہ اس نے ظہار کا کفارہ ادا کر دیا ہے۔ تو اس کی تصدیق کی جائے گی اگر وہ جھوٹ میں معروف مشہور نہ ہو۔

کیا ظہار طلاق کے بعد واپس آ جاتا ہے زوجیت کی طرف..... جب شوہر نے اپنی بیوی کو ظہار کے بعد طلاق دی کفارہ ادا کرنے سے پہلے پھر اس سے رجوع کر لیا آیا ظہار واپس آئے گا یا نہ تاکہ اس پر عورت سے جماع کرنا وغیرہ کفارہ ادا کرنے سے پہلے حرام ہو ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ ❹ اس مسئلہ میں اختلاف ذکر کیا ہے مالک کے ہاں اگر تین سے کم طلاقیں دیں پھر عدت میں یا عدت کے بعد رجوع

❶..... البداء: ۲۳۳/۳ فتح القدیر: ۲۲۶/۳ الدر المختار: ۹۲/۲ الباب: ۶۷/۳ القوا تین الفقہ ۲۴۲ بدایۃ المجتہد ۱۰۸/۲ الشرح

❷ ۶۴۱/۲ المہذب: ۱۱۴/۲ المغنی: ۳۳۷/۷ ❸ أخرجه أصحاب السنن اربعة عن ابن عباس نصب الرایۃ ۲۴۶۵۳ نیل الاوطار:

❹ (۲۷۱/۶) رواہ ابن ماجہ والترمذی عن سلمۃ (نیل الاوطار ۲۶۱/۶) بدایۃ المجتہد: ۱۰۹/۲ المغنی: ۳۵۱/۷ البدائع: ۲۳۵/۳

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم..... ۲۰۷..... باب النکاح

کر لیا تو اس پر کفارہ ہوگا اور امام ابوحنیفہ صاحبین امام شافعی اور احمد کے ہاں ظہار ہر صورت میں ہوگا چاہے تین طلاق کے بعد اس سے نکاح کرے یا کم کے بعد یہ مسئلہ اس مسئلہ کے مشابہ ہے کہ جب کوئی طلاق کی قسم اٹھائے پھر اسے طلاق دے دے پھر رجوع کرے آیا اس پر یہ قسم باقی رہے گی یا نہ اور اختلاف کا سبب یہ ہے کہ آیا طلاق زوجیت کے تمام احکام کو ختم کر دیتی ہے یا نہ ان میں سے بعض کے ہاں تین طلاقیں تمام احکام زوجیت کو ختم کر دیتی ہیں اور تین سے کم نہیں اور بعض کے ہاں طلاق تمام احکام کو ختم نہیں کرتی۔

کیا ظہار میں ایلاء داخل ہو سکتا ہے یا نہ..... ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ نے ❶ اس میں بھی اختلاف نقل کیا ہے اور تین رائے ہیں امام مالک کے علاوہ جمہور کے ہاں ایلاء کا حکم ظہار کے حکم میں داخل نہیں ہو سکتا چاہے شوہر نقصان دینے والا ہو یا نہ مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں: اگر شوہر تکلیف دینے والا ہے تو پھر ظہار میں ایلاء داخل ہو سکتا ہے اور سفیان ثوری کے ہاں ایلاء ظہار میں مطلقاً داخل ہے اور عورت اس سے چار ماہ گزرنے کے بعد بائ نہ ہو جائے گی اگرچہ شوہر نقصان نہ دیتا ہو اور اختلاف کا سبب معنی کی رعایت یا ظاہر کا اعتبار ہے جس نے ظاہر کا اعتبار کیا تو ان کے ہاں تدخل نہ ہوگا اور جس نے معنی کا اعتبار کیا وہ کہتے ہیں تدخل ہوگا۔

چوتھا مقصد: ظہار کا کفارہ..... کفارہ ظہار کے متعلق درج ذیل مسائل پر بات ہوگی۔

پہلی بات: کفارہ کی مشروعیت..... کتاب اللہ اور سنت سے کفارہ مشروع ہے ❷ کتاب اللہ میں تو ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ أَنْ يَتَنَاسَّطَ

ذَلِكُمْ تُوَعِّظُونَ بِهِ ۖ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ❸ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ

مِّنْ قَبْلِ أَنْ يَتَنَاسَّطَ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا ❹..... المجادلۃ ۵۸/۳، ۴

جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر اپنی کبھی ہوئی بات سے رجوع کر لیں ان کے ذمہ آپس میں ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ہے اس کا تمہیں حکم دیا جاتا ہے اور جو تم عمل کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے جو غلام نہ پائے تو وہ آپس میں ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے سات روزے لگاتار رکھے اور جو اس کی بھی استطاعت نہ رکھتا ہو۔ ہو تو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

اور سنت میں سے ابو داؤد نے اپنی سند سے خولہ بنت مالک بن ثعلبہ سے روایت کی ہے کہ مجھ سے اوس بن صامت رضی اللہ عنہ نے ظہار کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت لے کر آئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں مجھ سے بحث کرتے رہے اور فرماتے اللہ سے ڈرو وہ آپ کے چچا کا بیٹا ہے تو آپ بہت خوش ہوئے جب قرآن کی یہ آیت ظہار ۴، ۳ نمبر سورہ المجادلۃ کی نازل ہوئی آپ نے فرمایا وہ ایک غلام آزاد کر دے کہنے لگی اس کے پاس غلام نہیں آپ نے فرمایا دو ماہ مسلسل روزے رکھے تو کہنے لگی: اے اللہ کے رسول وہ تو بوڑھے ہیں روزہ نہیں رکھ سکتے آپ نے فرمایا پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے کہنے لگی اس کے پاس کچھ بھی نہیں جسے صدقہ کر سکے آپ نے فرمایا ایک عرق (ساٹھ صاع) بھجور لاؤ کہنے لگی اے اللہ رسول میں اس کی مدد کروں گی ایک اور عرق سے آپ نے فرمایا تو نے اچھا کیا چلی جاؤ اور یہ دونوں اس کی طرف سے ساٹھ مسکینوں کو کھلاؤ اور اپنے چچا کے بیٹے سے رجوع کر لو اور عرق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔ ❺

دوسری بات: کفارہ کب واجب ہوگا..... اکثر فقہاء کے ہاں کفارہ ظہار اس سے رجوع سے پہلے واجب نہیں ہوتا اگر ظہار کرنے والوں میں سے کوئی ایک مر جائے یا مظاہر اپنی بیوی کو رجوع سے پہلے جدا کر دے تو اس پر کفارہ نہیں کیونکہ آیت میں تصریح ہے کفارہ کے وجوب کا تعلق رجوع سے ہے اور بطریق قیاس یہ کہ ظہار قسم کے کفارہ کے مشابہ ہے جیسے کفارہ مخالفت سے لازم ہوتا ہے یا مخالفت کے ارادہ

❶ بدایۃ المجتہد ۱۰۹/۲۔ ❷ بدایۃ المتجہد: ۱۰۳/۲ المغنی: ۱۰۹/۷۔ ❸ رواہ ابو داؤد: والاحمد معناه لکنۃ یم ید کر قدر

العرق (نیل الاوطار ۶/۲۶۲)

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم ۲۰۸ باب النکاح

سے یہی معاملہ ظہار کا ہے اور ظہار کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے لہذا حانث ہونے کے بغیر حانث نہ ہوگا جیسے ساری قسموں میں ہوتا ہے اور اس میں حانث ہونا رجوع ہے اور رجوع کی تفسیر میں تین رائے ہیں ❶ حنفیہ اور مالکیہ کے ہاں وطی کا عزم یا ارادہ حنا بلہ کی رائے فرج میں وطی کرنا ہے کیونکہ کفارہ کو رجوع کے بعد واجب کیا گیا ہے اور وہ اس سے تعلق کا تقاضا کرتا ہے اور وطی سے پہلے واجب نہیں الا یہ کہ کفارہ ادا کرنا وطی کے حلال ہونے کے لیے شرط ہے لہذا جو وطی کا ارادہ کرے تو اسے حکم دیا جائے گا کہ حلال کرنے کے لیے کفارہ ادا کر دھیا کہ اسے نکاح کا حکم دیا جائے گا جو حلت چاہتا ہے اور رجوع قوی طور پر جو کہا اس کے فعل کی ضد ہے جیسا کہ ہبہ میں رجوع اور یہاں پر رجوع جس کے چھوڑنے کا حلف اٹھایا یعنی جماع کا کرنا ہے۔ اور شوافع کے ہاں ظہار میں رجوع، ظہار کے بعد اتنی دیر تک روک رکھنا تو اس میں طلاق ہے کیونکہ ظہار بائنہ ہونے کا تقاضا کرتا ہے پس اس کا روکنا رجوع ہے کہی ہوئی بات سے نیز ماں سے اسے تشبیہ دینے کا تقاضا یہ ہے کہ وہ بیوی کو نہ روکے اگر اس نے اسے بیوی بنا کر روک لیا تو اس نے رجوع کر لیا اپنی کہی ہوئی بات سے اس لیے کہ بات سے رجوع اس کی مخالفت ہے کہا جاتا ہے فلاں نے فلاں بات کہی پھر اس سے پھر گیا یعنی اس کی مخالفت کی اور اسے توڑ دیا اور یہ ہبہ سے رجوع کی طرح ہے اور یہ حکم مؤبد ظہار یا مطلق ظہار کا ہے اور غیر اور رجوع والی عورت سے کیونکہ مؤقت ظہار میں دوران مدت وطی کرنے سے وہ رجوع کرنے والا ہوگا نہ کے روکنے سے اور رجوع سے رجوع رجعت سے ہوگا اور ظہار کے اتنی مدت تک روکنا جس سے تفریق کا امکان ہو وہ محل رجوع ہے اور یہ اس وقت ہے کہ جب ظہار کے ساتھ کسی اور سبب سے جدائی نہ ہو جائے اگر ظہار کے ساتھ فرقت و تفریق پائی گئی موت وغیرہ کی وجہ سے یا نکاح فسخ کر دیا گیا یا طلاق بائن سے تفریق ہو گئی یا طلاق رجعی سے ہوئی اور رجوع کیا یا ظہار کرنے کے بعد شوہر مجنون ہو گیا تو نہ رجوع ہے اور نہ ہی ان صورتوں میں کفارہ ہے کیونکہ طلاق اور جنون کی حالت میں جدائی متعذر ہے اور موت کی صورت میں امساک نہیں پایا گیا اور فسخ کی صورت میں وہ منقہی ہو گیا۔

تیسری بات: متعدد ظہار..... اگر کسی شخص نے اپنی چار بیویوں سے ظہار کر لیا تو اس پر حنفیہ اور شوافع کے جدید مذہب میں ❷ چار کفارہ ہیں چاہے ان سے مختلف اقوال سے کرے یا ایک ہی لفظ میں کہے اس لیے کہ ظہار اگرچہ ایک کلمہ سے ہو یہ اس کی بیویوں میں سے ہر ایک کو شامل ہے لہذا ان میں سے ہر ایک سے ظہار کرنے والا ہوا اور یہ بات کہ ظہار تحریم ہے صرف کفارہ ہی سے ختم ہو سکتا ہے جب تحریم متعدد تو کفارہ بھی متعدد۔

مالکیہ اور حنا بلہ کے ہاں ❸ جب ایک ہی کلمہ میں ظہار کرے تو اس پر ایک سے زیادہ کفارہ نہیں کیونکہ تحریم کے اعتبار سے ظہار ایلاء کی طرح ہے، اور ایلاء میں صرف ایک کفارہ ہی واجب ہوتا ہے نیز یہ قسم کی طرح ہے اور متعدد چیزوں کی قسم سے حانث ہونے پر صرف ایک کفارہ ہی ہوتا ہے نیز کفارہ گناہ کو مٹاتا ہے اور ایک کفارے سے مراد پوری ہو جاتی ہے لیکن اگر اپنی سب بیویوں سے کئی کلموں میں ظہار کرے تو اس صورت میں ہر ایک کے لیے ایک کفارہ ہوگا کیونکہ ہر عورت کا ظہار الگ ہے نیز یہ متفرق چیزوں پر قسم ہے مکرر لہذا ہر ایک کے لیے کفارہ ہوگا جیسے کہ پہلے کفارہ ادا کرنے پر ظہار کرنے کی صورت میں ہوتا ہے۔ میرے ہاں پہلی رائے رائج ہے یعنی حنفیہ کی کیونکہ ظہار کا محل متعدد ہے لہذا کفارہ بھی متعدد ہونا چاہیے۔

رہ گئی وہ صورت کہ ظہار متعدد ہوں تو کفارہ کا کیا ہوگا یعنی اپنی بیوی سے کئی بار ظہار کرے تو اس میں بھی فقہاء کا اختلاف ہے ❹ حنفیہ کے ہاں اگر ایک ہی مجلس میں بار بار ظہار کرے تو اس کا ایک ہی کفارہ ہے اور اگر کئی مجلسوں میں کرے تو اس کے لیے کئی کفارے ہیں جیسے باقی قسموں میں نیز اس لیے بھی کہ یہ ایک ایسی بات ہے جو بیوی کی حرمت کو واجب کرتی ہے جب اس سے نئے سرے سے کرنے کی نیت کی تو ہر مرتبہ کے ساتھ اس کا حکم متعلق ہوگا۔

❶..... البدائع: ۲۳۵/۳ اللباب: ۶۸/۳ ❷ بدایۃ المجتہد: ۱۰۴/۲ القوانین الفقہیۃ: ۲۴۳ الاشرح الصغیر ۲/۲۴۳ ❸ مغنی المحتاج: ۳۵۵/۳ المہذب: ۱۱۳/۲ ❹ المغنی: ۳۵۱/۴۔

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم ۴۰۹ باب النکاح

طلاق کی طرح مالکیہ اور حنابلہ کی ظاہر مذہب کے مطابق اور اوزاعی کی رائے..... جب شوہر اپنی بیوی سے کئی مرتبہ ظہار کرے اور اس کا کفارہ ادا نہ کرے تو اس کا ایک ہی کفارہ ہے کیونکہ بیوی تو پہلی بات ہی سے حرام ہوگئی لہذا دوسری بار کہنا اس کی حرمت میں اضافہ نہیں کر سکتا، نیز ظہار ایک ایسا لفظ ہے جس کے ساتھ کفارہ متعلق ہے جب اسے مکرر ذکر کیا تو ایک ہی کفارہ کافی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی قسم میں اور امام شافعی کا جدید قول یہ ہے کہ جس نے کئی قسمیں اٹھائیں اگر قسم کی تاکید کا ارادہ کرتا ہے تو ایک کفارہ ہوگا اور اگر نئے سرے سے کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو پھر دو کفارہ ہیں۔

چوتھی بات: کفارہ کی اقسام ان کی ترتیب..... کفارہ کی تین قسمیں ہیں جن پر قرآن و سنت دال ہے ❶ عیوب سے پاک غلام آزاد کرنا چاہے بڑا ہو یا چھوٹا نہ ہو یا مونث ❷ دو ماہ پے درپے مسلسل روزے رکھنا ❸ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ایک دن صبح اور شام حنفیہ کے ہاں اور یہ بالترتیب واجب ہے پہلے غلام آزاد کرنا، اگر غلام نہ ہو بلکہ اس سے عاجز ہو تو پھر روزے اگر روزے بھی نہ رکھ سکے عاجز ہونے کی وجہ سے تو پھر کھانا کھلائے اور جمہور کے ہاں عاجز ہونے کا وقت ادا کا وقت ہے اور حنابلہ کے ہاں حادث ہونے کا وقت ہے۔

غلام آزاد کرنا ❶..... یہ سب سے پہلا واجب ہے مظاہر پر جو آزاد کرنے پر قادر ہو اس کے علاوہ اس کے لیے جائز نہیں بالاتفاق کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَتَّحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ أَنْ يَتَّكِلَ ۖ

ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے غلام آزاد کرنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اوس بن صامت کے لیے جب انہوں نے اپنی بیوی سے ظہار کیا غلام آزاد کرو میں نے کہا نہیں ہے فرمایا پھر روزے رکھو اور اس طرح آپ کا مسلمہ بن صخر سے کہنا، پس جس کے پاس غلام ہو یا وہ حاجات اصلیہ سے زیادہ مال کا مالک ہو اور اس سے غلام خرید جاسکتا ہو تو اس کی طرف سے کچھ اور جائز نہیں صرف غلام ہی ادا کیا جاسکتا ہے اور فقہاء کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ عیوب سے پاک غلام ہی آزاد کرنا ہوگا اس لیے کہ غلام کی تملیک کا مقصد اس کے نفس کے منافع حاصل کرنا ہے اور اسے اپنے تصرف میں قدرت دینی ہے اور یہ اس کے ساتھ حاصل نہیں ہو سکتے جس میں واضح ضرر ہو لہذا اندھا، اپاہج، ہاتھ کٹا، پاؤں کٹا ادا کرنا کافی نہ ہوگا کیونکہ منفعت کی جنس ہی نہیں پائی جارہی لہذا منفعت حکماً ہلاک ہے اس لیے کہ وہ ان اعضا کے تلف ہونے کی وجہ سے کئی سارے کام نہیں کر سکتا سی طرح مجنون بھی کافی نہیں اس لیے کہ اس میں دو چیزیں پائی جارہی ہیں ایک جنس کی منفعت نہیں اور عمل سے ضرر کا حاصل ہونا اور حنفیہ کے ہاں ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کٹا جائز ہے اور دونوں کان یا ناک کٹا اور بہرہ اگر چیخ سن سکتا ہو اندھا خصی، اور محبوب وغیرہ جائز ہیں کیونکہ ان کی منفعت کی جنس فوت نہیں بلکہ کمال میں نخل ہے اور یہ انتفاع سے مانع نہیں البتہ دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے کٹا جائز نہیں کیونکہ پکڑنے کی قوت انہی میں ہے اسی طرح ان کے ہاں گونگا اور ایسا بہرا جو چیخ بھی نہ سن سکتا ہو کافی نہیں ہوگا کیونکہ منفعت کی جنس ہی زائل ہے لہذا یہ زائل العقل کے مشابہ ہے۔ اور جمہور کے ہاں ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کٹا جائز نہیں اور شوافع ایک ہاتھ کٹے کی اجازت دیتے ہیں نہ کہ پاؤں کٹے کی اور مالکیہ کے ہاں ایک یا زیادہ انگلیاں کٹے ہوئے یا کان کٹے یا اندھے کو آزاد کرنا کافی نہیں البتہ کانا کافی ہے گونگا اور بہرا مجنون اور ایسا مریض جو ہلاکت تک پہنچ چکا ہو کافی نہیں اور شوافع کے ہاں اپاہج مریض ایک پاؤں کٹا یا ہاتھ کی خضر بنصر انگلیاں کٹا یا ان کے علاوہ دو پورے کٹا یا انگوٹھا کٹا کافی نہیں اور بوڑھا عاجز یا اکثر وقت مجنون رہتا ہو یا ایسی مرض جس کی شفاء کی امید نہ ہو یہ کافی نہیں اور ان

❶..... البدائع: ۲۳۲/۳ مغنی المحتاج: ۳۵۸/۳ ❷ بدایۃ المجتہد: ۱۱۲/۲ المغنی: ۳۵۷/۷ ❸ بدایۃ المجتہد: ۱۱۳/۲ المغنی: ۳۸۶/۷ الدر المختار: ۷۹۶/۲ فتح القدیر: ۲۳۳/۳ الباب: ۷۰/۳ الشرح الصغير: ۶۳۵/۲ بدایۃ المجتہد: ۱۱۰/۲ القوانين الفقہیۃ مغنی المحتاج: ۳۶۰/۳ المہذب: ۱۱۳/۲ المغنی: ۳۵۹/۷ اکشاف القناع: ۳۳۸/۷۔

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم ۴۱۰ باب النکاح

کے ہاں چھوٹا اور لنگڑا، کان بہرہ اور گونگا، ناک کٹا، کان کٹا اور پاؤں کی انگلیاں کٹا کافی ہے اور غضب شدہ غلام کافی نہیں کیونکہ وہ ممنوع تصرف ہے اپنا ج مریض کی طرح ہے اور حنابلہ کے ہاں ہاتھ یا پاؤں کٹا مثل ہاتھ کا انگوٹھا کٹا یا شہادت کی انگلی کٹا یا درمیانی انگل جائز نہیں کیونکہ ہاتھ کا فائدہ ان کی وجہ سے ختم ہو جاتا ہے اور اسی طرح ایک ہاتھ کی خنصر اور بنصر کٹا بھی کافی نہیں کیونکہ ہاتھوں کا نفع ان کے کٹنے سے ختم ہو جاتا ہے لیکن اگر ہر ایک ہاتھ سے ایک ایک کٹی ہو تو پھر جائز ہے کیونکہ ہتھیلیوں کا نفع باقی ہے اور انگوٹھے کے پوروں کا کٹنا پورا ہاتھ کٹنے کی طرح ہے ہاتھ کٹنے کے علاوہ مسائل میں یہ شوافع کی طرح ہیں اور ان کے ہاں کانا جائز ہے اور ناک کٹا اور بہرہ اگر وہ اشارہ سمجھتا ہو جائز ہے اور گونگا اگر اس کا اشارہ سمجھا جاسکتا ہو یا وہ اشارہ سمجھ سکتا ہو تو جائز ہے اور وہ مریض بھی جائز ہے جس کی شفاء کی امید ہو اور جس کی شفاء کی امید نہیں وہ جائز نہیں اور مغضوب کو آزاد کرنا جائز نہیں اس لیے کہ وہ منافع پر قادر نہیں اور ایسا غائب جس کا علم نہ ہو کہاں ہے وہ بھی جائز نہیں کیونکہ اس کی زندگی کا ہی علم نہیں لہذا اس کی آزاد کرنے کی صحت بھی معلوم نہ ہوئی۔ آیا غلام کا مسلمان ہونا شرط ہے تو اس بارے میں دو قول ہیں حنفیہ کے ہاں کفارہ ظہار میں غلام کا ایمان شرط نہیں اور اسی طرح کفارہ قسم میں بھی لہذا کافر کو یا مباح الدم کو آزاد کرنا صحیح ہے نص قرآنی کے اطلاق پر عمل کرتے ہوئے فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ (المجادلہ: ۵۸/۳) غلام آزاد کرنا ہے اور جمہور کے ہاں کفارہ ظہار اور کفارہ قسم میں غلام اور ایمان شرط ہے لہذا واجب ہے کہ وہ مسلمان ہو کافر کافی نہیں کیونکہ یہ کفارہ ہے آزاد کر کے لہذا صرف مؤمن ہی جائز ہے جیسے کفارہ قتل میں اور مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا جبکہ معنی پایا جائے اور اس لیے بھی کہ جب صرف وہ غلام جائز ہے جو عیوب سے پاک ہو ایسے عیب جو واضح طور پر عمل کو نقصان دیں تو ہم نے نص قرآنی کو اس قید سے مقید کر دیا پس سلامتی عیوب کی قید سے کفر سے بری ہونا بدرجہ اولیٰ ہے اور اختلاف کا سبب وہ قاعدہ ہے کہ مطلق کو مقید پر محمول کرنا کیونکہ قرآن میں کفارہ قتل میں غلام کے مسلمان ہونے کو شرط قرار دیا ہے اور کفارہ ظہار میں مطلق ذکر کیا ہے پس جمہور کے ہاں مطلق کو مقید کی طرف پھیرنا واجب ہے اور حنفیہ کے ہاں واجب نہیں بلکہ ہر نص پر علیحدہ طور پر عمل کیا جائے گا اور نص پر ایسی زیادتی اور اضافہ نہ کیا جائے گا جو اس میں سے نہ ہو۔

دو ماہ کے پے درپے روزے رکھنا..... اہل علم کا اجماع ہے ❶ کہ جب مظاہر غلام نہ پائے یا اس کی قیمت ادا نہ کر سکتا ہو یا عام قیمت وہ مہنگا ملتا ہو اور روزے رکھنے کی اسے طاقت ہو تو اس پر دو ماہ لگا تار روزے رکھنا فرض ہے اگرچہ چاند کے اعتبار سے وہ اٹھاؤں ہی دن کیوں نہ بنیں ورنہ ساٹھ دن کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ قُصِيَامَهُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتِمَّ آسَاءٌ..... المجادلہ: ۵۸/۴

نیز اس بن صامت اور سلمہ بن صحروالی حدیث کی وجہ سے اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو دو ماہ لگا تار روزے رکھ حنفیہ اور مالکیہ کی رائے یہ ہے کہ جب تک اسے غلام مل سکتا ہے تو پھر غلام کا آزاد کرنا اس پر واجب ہے روزہ رکھنا جائز نہیں اگرچہ غلام کا خدمت کے اعتبار سے محتاج ہی کیوں نہ ہو یا وہ اس کی قیمت کا دین ادا کرنے کے لیے محتاج ہو کیونکہ غلام حقیقت کے اعتبار سے پایا گیا شوافع اور حنابلہ نے مخالفت کی ہے کہ اگر وہ اس کی خدمت کا محتاج ہے یا دین ادا کرنے اور نفقہ وغیرہ کا محتاج ہے اور اس کے پاس اس غلام کے علاوہ اور کوئی اثاثہ نہیں تو وہ روزے رکھ سکتا ہے یا غلام مل ہی نہیں رہا کہ اسے خرید سکے اس لیے کہ جس چیز نے انسان کو مستغرق کر دیا ہو تو وہ معلوم کی طرح ہے بدل کی طرف انتقال کی صورت میں جانا جائز ہے جیسے کہ جسے پیاس لگی ہے اس کے لیے تیمم جائز ہے اور شوافع اور مالکیہ کے ہاں وہ مالدار کی مراد ہے جس میں آدمی آزاد کر سکے اور وہ ادائیگی اور اخراج کا وقت ہے اس لیے کہ یہ عبادت ہے اور اس کی جنس کے علاوہ سے اس کا بدل دیا جا رہا ہے لہذا اس کی ادائیگی کے وقت کی حالت کا اعتبار ہوگا جیسے روزے تیمم اور قیام قعود نماز کے لیے اور حنابلہ کے ہاں وجوب کفارہ کا وقت معتبر ہے۔

❶..... الدر المختار: ۸۰۱/۲ الباب: ۴۳/۳ القوانین الفقہیہ ۲۴۳ اشرح الصغیر ۶۵۴/۲ بدایۃ المجتہد: ۱۱۲/۲ مغنی المحتاج: ۳۶۶/۳ المہذب: ۱۱۷/۲ المغنی: ۳۳۶/۷ غایۃ المنتہی: ۱۹۷/۳ کشاف القناع: ۴۴۵/۵۔

لگاتار روزے رکھنا..... اہل علم کا اجماع ہے کہ روزے لگاتار رکھے جائیں گے نص قرآنی کی وجہ سے اور اس پر بھی اجماع ہے کہ جس نے مہینہ کے بعض حصہ میں روزے رکھے پھر بغیر عذر کے چھوڑ دیئے تو اس پر نئے سرے سے دو ماہ کے روزے رکھنے ہیں کیونکہ قرآن کریم اور سنت میں اس کا حکم وارد ہے اور متابع کا معنی دو مہینوں کے روزوں میں پے درپے رکھنا ہے ان میں افطار نہیں کرے گا اور کفارہ کے علاوہ روزہ نہیں رکھے گا اور جمہور کے ہاں لگاتار رکھنے میں نیت کی ضرورت نہیں بلکہ رکھنا ہی کافی ہے کیونکہ یہ شرط ہے اور عبادت کی شرائط نیت کی محتاج نہیں بلکہ افعال عادت میں نیت کی ضرورت ہوتی ہے اور مالکیہ کے ہاں لگاتار رکھنے کی نیت اور کفارہ کی نیت دونوں ضروری ہیں اگر اس نے دور ان ماہ روزے شروع کئے تو اس کے بعد والا مہینہ شوافع، حنابلہ اور مالکیہ کے ہاں چاند کے اعتبار سے شمار کرے گا اور حنفیہ کے ہاں اگر مہینے کے شروع میں چاند دیکھ کر روزہ نہ رکھا اور درمیان سے شروع کیا تو وہ ساٹھ دن روزے رکھے گا اور متابع کی تحقیق کے لیے حنفیہ نے فرمایا ایسے دو ماہ کے روزے رکھے جن کے درمیان رمضان کا مہینہ نہ آتا ہو نہ ہی عید الفطر دن نہ ہی قربانی کا دن اور ایام تشریق آتے ہوں اگر مظاہر نے دو ماہ کے دوران رات کے وقت جان بوجھ کر بیوی سے جماع کر لیا یا دن کو بھول کر تو امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے ہاں نئے سرے سے روزے رکھے کیونکہ روزوں کے لیے شرط یہ ہے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے ہوں اور یہ شرط جماع سے ختم ہو جاتی ہے دوران روزہ لہذا استیناف کرے اور کھانا کھلانے میں استیناف نہیں ہوگا اگر اس کے دوران ہمبستری کر لی کیونکہ کھانا کھلانے میں نص مطلق ہے اور من قبل ان تیماسا کی قید غلام آزاد کرنے اور روزوں میں ہے اور حنفیہ کا اتفاق ہے کہ اگر دو ماہ میں سے ایک روزہ بھی کسی عذر کی وجہ سے سوائے حیض کے جیسے سفر بیماری اور نفاس وغیرہ کی وجہ ضائع کر دے یا بغیر عذر کے تو نئے سرے سے روزے رکھے گا کیونکہ متابع فوت ہو گیا اور یہ اس پر قادر بھی ہے البتہ حیض سے بچنا ناممکن ہے اور مالکیہ کا مذہب حنفیہ کے قریب ہے کہ اگر لگاتار رکھنا چھوڑ دیا اگرچہ مہینے کے آخر میں ہی تو استیناف واجب ہے اور اسی طرح روزوں کا لگاتار رکھنا ختم ہو جاتا ہے اپنی بیوی سے دن یا رات کو بھول کر یا جان بوجھ کر جماع کرنے سے جیسے اطعام باطل ہو جاتا ہے اگر اس کے دوران اگرچہ ایک حد ہی باقی رہ گیا ہو تو وہ اسے باطل کر دیتا ہے اس میں استیناف کرے یہ حنفیہ کے خلاف ہے۔

اور دوران سفر اگر بغیر ضرورت کے اس نے روزہ توڑ دیا یا دو ماہ کے درمیان میں عید کے دن آگئے اور اسے معلوم تھا کہ اس کے روزوں میں عید آئے گی تو روزے باطل ہو گئے لیکن اگر اسے عید کے آنے کا علم نہ ہو تو متابع باطل نہ ہوگا اور عید کے بعد دو روزے رکھ لے اور ان کے ہاں معتمد کی بناء پر مسلمان عید کے دن روزہ نہیں رکھتا اور اسی طرح اگر رمضان کے آنے کا علم نہ ہو تو متابع ختم نہ ہوگا اور مرض کی وجہ سے متابع ختم نہ ہوگا اور بھول کر روزہ توڑنے سے بھی اور روزہ توڑنے پر مجبور کرنے سے بھی اور غروب شمس کے گمان سے کھانے پینے سے بھی اور رات باقی سمجھ کر سحری کھانے سے بھی اور حیض اور نفاس سے۔ اور شوافع کے ہاں مالکیہ کی طرح ایک دن بھی بلا عذر روزہ توڑنے سے متابع ختم ہو جاتا ہے یا عذر سے مثلاً وہ مرض جس میں توڑنے کی گنجائش ہو اور حیض اور نفاس سے متابع ختم نہیں ہوتا اور جنون سے بھی اور حیض اور نفاس کا تصور کفارہ قتل میں آنے سے ہوتا ہے نہ کہ ظہار میں اس لیے عورتوں پر کفارہ ظہار نہیں اور اگر مظاہر نے رات کے وقت جماع کیا کفارہ ادا کرنے سے پہلے تو گناہ گار ہوگا کیونکہ اس نے کفارہ ادا کرنے سے پہلے جماع کیا اور جماع سے متابع باطل نہیں ہوتا اس لیے کہ رمضان کے روزوں پر جماع سے کوئی اثر نہیں ہوا لہذا متابع پر بھی کوئی اثر نہ ہوگا جیسے رات کو کھانے سے کچھ نہیں ہوتا۔ سب سے آسان مذہب حنابلہ کا مذہب ہے کہ جن کے ہاں اگر دو ماہ کے دوران کسی عذر کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکا تو باقی روزوں کو پورا کرے گا اور اگر بغیر عذر کے روزہ افطار کر دیا تو نئے سرے سے رکھے گا بغیر عذر روزہ توڑنے یا جہالت کی وجہ سے روزہ توڑنے پر متابع ختم ہو جاتا ہے یا وہ متابع کا وجوب بھول گیا یا اس نے گمان رکھا کہ مہینہ پورا ہو گیا اور اس کے خلاف ظاہر ہو یا دو ماہ کے دوران نفل روزہ رکھا یا رمضان کا قضاء روزہ رکھا یا نذر اور کسی دوسرے کفارہ کا روزہ رکھا تو متابع ختم ہو گیا کیونکہ اس نے ایسی چیزوں سے متابع ختم کیا ہے جن سے بچنا ممکن تھا لہذا یہ بغیر عذر روزہ توڑنے کے مشابہ ہو گیا اسی طرح لگاتار رکھنا ختم ہو جائے گا اگر مظاہر نے رات کو یا دن میں جان بوجھ کر یا بھول کر طی کر لی تو اسے کے پہلے رکھے ہوئے روزے فاسد ہو گئے اور نئے سرے

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم ۴۱۲ باب النکاح
سے دو ماہ کے روزے رکھے گا لیکن اگر کھانے کھلانے کے دوران اس نے وطی کر لی تو اس پر کھلائے ہوئے کھانے کا اعادہ لازم نہیں جیسا کہ حنفیہ اور شوافع کے ہاں ہے۔

رمضان کے روزوں یا واجب فطر یعنی عید کے دن اور حیض و نفاس اور جنون کے دنوں اور ہلاک کر دینے والے مرض حاملہ اور مرضہ اگر نفس کے خوف کی وجہ سے روزہ افطار کر دیں یا کسی مباح عذر کی وجہ سے توڑیں جیسے مرض اور سفر وغیرہ مکرہ اور خطی تو ان سب صورتوں میں متابع ختم نہ ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ حنفیہ اور مالکیہ کے ہاں مظاہر کا روزے مکمل ہونے سے پہلے دن کو بھول کر اور رات کو جان بوجھ کر اپنی بیوی سے ہمبستر ہونا متابع کو ختم کر دیتا ہے کیونکہ روزوں میں شرط یہ ہے کہ وہ ہاتھ لگانے سے پہلے رکھے جائیں اور خالی ہوں ضرورت سے نص قرآنی کی وجہ سے جبکہ شوافع اور حنابلہ کے ہاں اس سے متابع ختم نہیں ہوتا لہذا استیناف واجب نہیں عذر کی وجہ سے۔

ساتھ مسکینوں کو کھانا کھلانا..... اہل علم کا اجماع ہے ❶ کہ مظاہر جب غلام نہ پائے اور روزے رکھنے کی بھی طاقت نہ رکھتا ہوں تو اس پر ساتھ مسکینوں کو کھانا کھلانا فرض ہے جیسا کہ اللہ رب العزت نے اپنی کتاب میں حکم دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں وارد ہوا چاہے روزوں سے بڑھاپے کی وجہ سے عاجز ہو یا کسی مرض کی وجہ سے یا جماع کے اشتیاق کی وجہ سے کہ جماع سے صبر نہیں کر سکتا کیونکہ اوس بن صامت رضی اللہ عنہ کو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزوں کا حکم دیا تو ان کی بیوی نے عرض کیا کہ وہ تو بوڑھے ہیں روزے نہیں رکھ سکتے تو آپ نے فرمایا ساتھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ اور جب سلمہ بن صخر کو حکم دیا روزوں کا تو انہوں نے عرض کی کہ روزوں ہی کی وجہ سے تو مجھ سے یہ کام ہوا تو آپ نے فرمایا کھانا کھلاؤ آپ نے کھانے کا حکم دے دیا جب انہوں نے یہ خبر دی کہ ان میں شہوت زیادہ ہے جس نے انہیں روزہ رکھنے سے روک رکھا انہی دونوں واقعات پر قیاس کیا جائے گا جو ان کے مشابہ اور ان کے معنی میں ہیں اور یہ جائز نہیں کہ سفر کی وجہ سے روزے سے منتقل ہو جائے۔ کیونکہ سفر سے روزہ سے عاجز نہیں کرتا اور سفر کے لیے ایک نہایت ہے اس پر وہ ختم ہو جاتا ہے اور یہ اختیاری افعال میں سے ہے اور وہ مرض جس کی وجہ سے روزہ چھوڑ کر کھانے دینا ہے جمہور کے ہاں وہ ہے جس سے شفاء کی امید نہ ہو اور حنابلہ کے ہاں وہ ہے جس سے شفاء کی امید نہ ہو یا اس کا زائل ہونا ممکن ہو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں داخل ہے:

فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّينَ مَسْكِينًا..... المجادلة: ۵۸/۴

نیز اسے معلوم نہیں کہ اس کی کوئی انتہاء بھی ہے لہذا یہ کثیر شہوت ہونے کے مشابہ ہو گیا۔

کھانا کھلانے سے متعلق: طعام کی مقدار کیفیت جنس اور اس کے مستحقین:

کھانے اور طعام کی مقدار..... تمام کفارات کے لیے طعام کی مقدار کے سلسلہ میں فقہاء کی تین آراء ہیں جو درج ذیل ہیں حنفیہ کی رائے: ہر ایک مسکین کو دو مدیے جائیں یعنی گندم کا نصف صاع کھجور اور جو کا ایک صاع صدقۃ الفطر کی طرح ہے مقدار اور مصرف میں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلمہ بن صخر کی روایت میں ایک وسق کھجور کھلاؤ اور ایک روایت میں ہے ایک عرق کھجور کا ساتھ مسکینوں کو کھلاؤ اور عرق وسق ساتھ صاع کا ہوتا ہے جیسا کہ ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ عرق ساتھ صاع ہے اور صاع (۲۷۵۱ گرام کا ہوتا ہے) مالکیہ کی رائے: کفارہ ادا کرنے والا ساتھ مسکینوں کو مالک بنائے ہر ایک کو ایک مد اور دو ثلث دے گندم میں سے اگر ہو اس کے علاوہ جو اور چاول وغیرہ جائز نہیں اگر گندم کے علاوہ بوتے ہیں تو پھر جو اس کے برابر ہو بھوک ختم کرنے میں نہ وزن میں اور صبح شام صرف کھانا کھلانا دینا کافی نہیں جب تک اس کی مقدار ایک مد اور دو ثلث نہ ہو جائے۔

❶..... الدر المختار: ۸۰۱/۲ الباب: ۷۳/۳ القوانین الفقہیہ: ۲۴۳ الشرح الصغير: ۶۵۴/۲ بدایۃ المجتہد: ۱۱۲/۲ مغنی

المحتاج: ۳۶۶/۳ المہذب: ۱۱۲/۲، المغنی: ۳۶۸/۷ غایۃ المنتہی: ۱۹۷/۳ کشاف القناع: ۴۴۵/۵۔

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم ۴۱۳ باب الزکاح

حنابلہ کی رائے: تمام کفارات میں طعام کی مقدار اور فدیہ روزہ اور صدقہ فطر میں ہر مسکین کو ایک مد گندم یا نصف صاع کھجور یا جو جیسا کہ ابو داؤد میں اوس بن صامت کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مظاہر کو ۵ اصاع جو دیئے ساٹھ مسکینوں کو کھلانے کے لئے لیکن حدیث ہے مرسل اور مد (۶۷۵ گرام کا ہوتا ہے)

طعام کی کیفیت..... اس سلسلہ میں فقہاء کی دورائے ہیں۔ ①

حنفیہ کا مذہب..... ان کے ہاں ضابطہ یہ ہے کہ جو چیزیں لفظ طعام یا طعام سے مشروع کی گئی ہیں ان میں اباحت جائز ہے اور جو چیزیں ایفاء اور اداء کے لفظ سے مشروع کی گئی ہیں ان میں تملیک شرط ہے اسی بناء پر کفارات میں طعام یا تو تملیک سے ہوگا یا صبح شام اباحت سے یا صبح اباحت اور شام کو قیمت یا اس کے برعکس اس شرط کے ساتھ جو اور مکئی کی روٹی کے ساتھ سالن بھی ہو البتہ گندم کی روٹی کے ساتھ سالن شرط نہیں لہذا اباحت اور تملیک کو جمع کرنا جائز ہے اس لیے کہ دو جائز چیزوں کو انفرادی طور پر جمع کرنا چاہے وہ تھوڑا کھائیں یا زیادہ اگر اس سے صرف ایک ہی مسکین کو ساٹھ دن دیا تو بھی جائز ہے لیکن اگر ایک ہی دن میں دیا تو صرف اسی دن کا ادا ہوگا۔ اور حنفیہ کے ہاں ② زکاء عشر خراج، صدقہ فطر، نذر اور کفارہ میں قیمت دینا بھی جائز ہے اور امام ابو حنیفہ کے ہاں واجب ہونے کے دن کی قیمت معتبر ہے اور صاحبین کے ہاں ادائیگی کے دن کی قیمت اور جانوروں میں ادائیگی کے دن کی قیمت بالاتفاق معتبر ہے اور اس شہر کی قیمت لگائی جائے گی۔ جس میں مال ہوا اور دیہاتوں میں اگر ہو تو قریب ترین شہر کی قیمت کا اعتبار ہوگا اور قیمت دینے کے جواز کا سبب یہ ہے کہ مقصد حاجت پوری کرنا ہے اور یہ قیمت میں پایا جاتا ہے۔

جمہور کا مذہب..... مسکینوں میں سے ہر ایک کو واجب مقدار کا مالک بنانا واجب ہے اور صبح شام مقدار واجب یا اس سے کم زیادہ دنیا جائز اور کافی نہیں البتہ مالکیہ کے ہاں اگر مقدار پوری ہو جائے تو صبح شام کھانا دینا بھی جائز ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ صحابہ سے منقول مسکینوں کو دینا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب سے فرمایا حج کے فدیہ میں کھجور کے تین صاع چھ مسکینوں کو کھلاؤ نیز اس لیے بھی کہ یہ مال ہے فقراء کے لیے سے شرعاً واجب ہے لہذا اس کی تملیک زکوٰۃ کی طرح واجب ہے اور فقہاء کے ہاں تعداد بھی شرط ہے آیت ظہار کی وجہ سے اگر تین مسکینوں کو ساٹھ مسکینوں کا کھانا دے دیا تو یہ جائز نہیں شوافع اور حنابلہ کے ہاں اگر ایک مسکین کو دو کفاروں کے دو مد ایک دن میں دے دیے تو یہ جائز ہے اس لیے کہ واجب مقدار واجب تعداد کو دی گئی ہے جائز ہے جیسا کہ اس کو دو دن میں دو مد دینا اور حنفیہ کے ہاں شرط ہے کہ دینا مکرر ہوا اگر ساٹھ مسکینوں کو دو ظہاروں کے بدلے میں ایک ایک صاع گندم دے دی ایک ہی دفعہ تو یہ ایک ظہار کی طرف سے صحیح ہوگی اور اگر کئی دفعہ دی تو جائز ہے اس لیے کہ دوسری مرتبہ وہ دوسرا مسکین ہے۔ اور جمہور کے ہاں کفارہ میں قیمت ادا نہ ہوگی ان نصوص پر عمل کرتے ہوئے جن میں طعام کا حکم ہے۔

یہ بات تو معلوم ہے کہ شوافع، حنفیہ اور حنابلہ کے ہاں طعام میں تابع شرط نہیں اگر کھانا کھلانے کے دوران وطی کر لی تو اعادہ لازم نہیں اس لیے کہ ایسی چیز کے دوران وطی کی ہے جس میں تابع شرط نہیں لہذا استیناف واجب نہیں جیسے کہ مظاہر کے علاوہ کوئی اس سے وطی کرے یا جیسے کفارہ قسم میں وطی طعام صوم سے مختلف ہے مالکیہ کے ہاں طعام اور صوم برابر ہیں لہذا دونوں میں تابع شرط ہے اگر وطی کر لی تو استیناف واجب ہے۔

طعام کی جنس..... مالکیہ کے علاوہ جمہور کے ہاں طعام میں وہ تمام چیزیں جائز ہیں جو صدقہ فطر میں دینی جائز ہیں یعنی گندم، جو ان کا آٹا، کھجور، کشمش چاہے مظاہر کی یہ اپنی ہوں یا نہ ہوں اور حنابلہ کی ہاں مذکورہ بالا اشیاء کے علاوہ جائز نہیں لیکن اگر یہ اس شہر میں نہ ہوں تو پھر

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم ۴۱۴ باب النکاح
مکئی وغیرہ دینا بھی جائز ہے اور یہ جائز نہیں کہ مسکینوں کو صبح شام کھلا دے یا انہیں قیمت دے دے کیونکہ حدیث میں ان اصناف کے نکالنے کا حکم آیا ہے لہذا ان کے علاوہ جائز نہیں۔

شوافع کے ہاں پھلوں اور دانوں میں سے وہ واجب ہیں جن میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے کیونکہ بدن انہی سے مضبوط ہوتے ہیں اور مظاہر کے شہر کی اجناس واجب ہیں کیونکہ زکوٰۃ میں اس کا مال معتبر ہے نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَكَفَّارَتُهُ اِطْعَامُ عَشْرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعَمُونَ اَهْلِيكُمْ..... المائدہ: ۸۹/۵

اوسط کا مطلب درمیانہ اور درمیانہ وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کو کھلاتے ہیں اور وہ اپنے شہر کی اجناس میں مالکیہ نے اطعام میں گندم کو واجب کیا ہے اگر اسے خوراک بناتے ہوں لہذا اس کے علاوہ جائز نہیں جو مکئی وغیرہ۔ لیکن اگر وہ گندم کے علاوہ کو خوراک بناتے ہوں تو پھر جو اس کے برابر ہو پیٹ بھرنے کے اعتبار سے نہ کہ وزن کے اعتبار سے حنفیہ کے ہاں جو کچھ صدقۃ الفطر میں واجب ہے وہی کفارہ میں بھی واجب ہے اور وہ گندم کھجور، جو اور ان میں سے ہر ایک کا آٹا وزن کے اعتبار سے یعنی گندم کے آٹے کا نصف صاع اور جو کے آٹے کا صاع اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آٹے میں قیمت کا اعتبار ہے نہ کہ وزن کا اور ان اصناف کے علاوہ کی قیمت دینا بھی جائز ہے۔

طعام کے مستحقین..... جمہور کے ہاں کفارہ کے مستحق وہی ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں مساکین اور فقراء وغیرہ کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

فَاِطْعَامُ سِتِّينَ مَسْكِيْنًا..... المجادلہ: ۵۸/۴

کافر کو دینا جائز نہیں بلکہ مسکین کا مسلمان ہونا شرط ہے جیسے زکوٰۃ میں اور بڑوں چھوٹوں کو دینا جائز ہے اگرچہ وہ کھانا بھی سکتے ہوں حنا بلہ کے ہاں اس لیے کہ مسلمان ہے محتاج ہے لہذا بڑے کے مشابہ ہے لیکن قبضہ بچے کا ولی کرے گا کیونکہ بچے کی طرف سے قبضہ صحیح نہیں اور حنفیہ کے ہاں کفارہ ظہار کے مستحق وہ لوگ ہیں جو صدقہ کفارہ کے مستحق ہیں لہذا اپنے اصول و فروع اور زوجین کا ایک دوسرے کو کھلانا جائز نہیں اور ذمی کو کھلانا بھی جائز ہے حربی کو نہیں اگرچہ وہ امان لے کر ہی رہ رہا ہو۔

پانچویں بات: شرط کفارہ..... تمام فقہاء کا اتفاق ہے ❶ کہ کفارہ کے صحیح ہونے کے لیے نیت شرط ہے بایں طور کہ وہ آزاد کرنے کی نیت کرے یا روزہ رکھنے یا کھانا کھلانے کی جو اس پر کفارہ کی وجہ سے واجب ہے یعنی نیت کفارہ کے ساتھ یا اس سے کچھ پہلے ہو اس لیے کہ کفارہ مالی حق ہے زکوٰۃ کی طرح لہذا اس کی تطہیر واجب ہے اور اعمال کا اعتبار نیتوں سے ہے۔

چھٹی بات: کفارہ اداء کرنے سے پہلے وطی کرنا..... فقہاء کا اتفاق ہے کہ جو کفارہ ادا کرنے سے پہلے وطی کرے تو اس نے رب کی نافرمانی کی اور گناہ گار ہوا اور کفارہ اس کے ذمہ بقایا ہے اور اس کے بعد وہ ساقط نہیں ہوتا نہ موت سے نہ طلاق وغیرہ سے الا یہ کہ مالکیہ کے ہاں تین طلاقیں کے بعد اور اس کی بیوی کی حرمت اس پر باقی رہے گی جب تک کہ کفارہ ادا کر دے لیکن دوران کفارہ وطی کرنے کی تاثیر میں اختلاف ہے مالکیہ نے تمام کفاروں میں بات مطلق رکھی ہے ❷ کہ جس شخص نے ظہار کا کفارہ ادا کرنے سے پہلے وطی کر لی چاہے وہ غلام آزاد کر رہا تھا روزے رکھ رہا تھا کھانا کھلا رہا تھا اور چاہے وطی دن کو ہو یا رات کو جان بوجھ کر ہو یا بھول کر اگرچہ کھانا کھلانے کے دوران ہی ہوا اور ایک ہی مدد باقی ہو تو بھی وہ اسے باطل کر دیتا ہے اور وہ نئے سرے سے کفارہ شروع کرے گا۔ شوافع کے ہاں ❸ اگر مظاہر روزوں کے دوران رات کو جماع کر لے کفارہ مکمل ہونے سے پہلے تو گناہ گار ہو گا اس لیے کہ اس نے کفارہ ادا کرنے سے پہلے جماع کیا ہے اور روزہ کا تابع ختم

❶..... الدر المختار ۹۶/۲ الشرح الصغير: ۶۵۰/۲ مغنی: المحتاج: ۳۵۹/۳ المہذب: ۱۱۸/۲ المغنی: ۳۸۷/۷ الشرح

الصغير: ۶۵۱/۲ القواہین الفقہیہ ۲۴۲ ❷ المہذب: ۱۱۷/۲

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم باب النکاح

نہیں ہوتا اس لیے کہ اس کا جماع فرض روزہ میں اثر نہیں کرتا لہذا تابع کو بھی منقطع نہ کرے گا جیسے رات کو کھانا اور اسی طرح اگر دوران طعام ایسا کیا تو گزشتہ باطل نہیں ہوتا، حنفیہ اور حنابلہ نے تفصیل کی ہے ❶ اس معاملہ میں کہ اگر مظاہر اپنی بیوی سے روزہ کے دوران وطی کر لے تو گزشتہ رونے فاسد ہو جائیں گے اور نئے سرے سے روزے رکھنے ہوں گے یعنی دو ماہ کے پھر ابتداء سے رکھنے ہوں گے۔

لیکن اگر کھانا کھلانے کے دوران وطی کر لی تو گزشتہ کا اعادہ لازم نہیں صوم اور اطعام میں فرق کا سبب یہ ہے کہ اطعام کے سلسلہ میں نص قرآنی مطلق ہے اور ہاتھ لگانے کی قید موجود نہیں اور غلام آزاد کرنے روزہ رکھنے میں ہاتھ لگانے کی قید ہے۔

پانچواں مقصد: حکم ظہار کی انتہاء..... ظہار یا تو مؤقت ہوگا یا مطلق اور ہمیشہ کے لیے اور ان کا حکم انتہاء کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ ❷

(الف)..... اگر ظہار مؤقت ہے مثلاً شوہر بیوی سے کہے تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے ایک دن یا ایک ماہ ایک سال تو جمہور کے ہاں وقت ختم ہونے پر ظہار ختم ہو جائے گا بغیر کفارہ ادا کرنے کے اس لیے کہ ظہار وقت کے اعتبار سے قسم کی طرح ہے اور مدت ختم ہونے پر ختم ہو جاتا ہے اور برعکس طلاق کے ہے کہ اس کے لیے کوئی چیز حلال نہیں ہوتی اس لیے وہ مؤقت نہیں مالکیہ کے ہاں وقت باطل ہو جاتا ہے اور ظہار ہمیشہ کے لیے ہوتا ہے اور کفارہ کے بغیر ختم نہیں ہوتا طلاق پر قیاس کرتے ہوئے جیسے طلاق کی تحریم وقت کا احتمال نہیں رکھتی اسی طرح ظہار کی تحریم بھی ہے۔

(ب)..... اگر ظہار ہمیشہ کے لیے یا مطلق ہو تو ظہار کا حکم ختم یا باطل ہو جاتا ہے۔ زوجین میں سے کسی ایک کے مرنے پر کیونکہ حکم ظہار کا محل زائل ہو گیا اور غیر محل میں کسی چیز کے بقا کا تصور نہیں ہو سکتا۔

اور جمہور کے ہاں ظہار کا حکم طلاق رجعی یا بائن طلاقوں سے باطل نہیں ہوتا اور ابوحنیفہ کے ہاں ارتداد سے بھی لہذا اگر اس نے کسی اور شوہر سے نکاح کیا پھر وہ پہلے کے پاس لوٹ آئی تو اس کے لیے کفارہ ادا کرنے سے پہلے وطی حلال نہیں اسی لیے کہ ظہار حکم یعنی حرمت کے ساتھ واجب ہوا ہے لہذا اس پر باقی رہے گا اور وہ حرمت کفارہ کے بغیر ختم نہیں ہوتی اور کفارے کا مطالبہ نہ کرنا تو یہ موت سے مکمل ہوتا ہے یا جمہور کے ہاں ❸ فراق سے اگر مظاہرین میں سے کوئی ایک مر گیا یا شوہر نے بیوی کو رجوع سے پہلے فارغ کر دیا تو اس پر کوئی کفارہ نہیں اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں کی وجہ سے کفارہ واجب کیا ہے ظہار اور رجوع سے لہذا ایک سے ظہار ثابت نہ ہوگا نیز ظہار میں کفارہ کفارہ یمین ہے لہذا حائض ہونے سے پہلے واجب نہ ہوگا باقی قسموں کی طرح اور اس میں حائض ہونا وطی کا عزم کرنا ہے۔ امام شافعی کے ہاں اگر مظاہر نے بیوی سے ظہار کے بعد اتنا عرصہ روکے رکھی جس میں اسے طلاق دے سکتا تھا اور طلاق نہ دی تو اس پر کفارہ ہے کیونکہ یہی ان کے ہاں رجوع ہے۔

دسویں بحث: مرتد ہونے کی وجہ سے یا زوجین میں سے کسی ایک کے اسلام لانے کی وجہ سے تفریق

ارتداد کا اثر..... جب زوجین میں سے کوئی ایک اسلام سے مرتد ہو جائے تو اس میں بغیر طلاق کے ہی تفریق ہو جاتی ہے شیخین کے ہاں اور قاضی کی تفریق کی بھی کوئی ضرورت نہیں بلکہ ان کے نکاح فسخ ہو جائے گا اور مالکیہ کے ہاں مشہور قول ہے کہ ارتداد کی وجہ سے ہونے والی تفریق طلاق ہے شوافع اور حنابلہ کے ہاں عدت کے گزرنے تک فسخ نکاح موقوف رہے گا اگر عدت گزرنے سے پہلے پہلے مرتد اسلام میں داخل ہو گیا تو ان کا نکاح باقی ہے اور اگر عدت گزر گئی اور وہ اسلام نہ لایا تو بیوی جائز ہو جائے گی اور جعفریہ کی رائے یہ ہے کہ دخول سے پہلے کسی ایک کا مرتد ہونا فی الحال ہی نکاح کو فسخ کر دیتا ہے اور دخول کے بعد عدت کے خاتمہ تک موقوف ہے۔

۱..... اگر شوہر مرتد ہو اور اپنی بیوی سے ہمبستری کر چکا تھا تو عورت کو پورا مہر ملے گا کیونکہ ہمبستری سے مہر پختہ ہو گیا لیکن اگر دخول نہیں

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم..... ۴۱۶..... باب النکاح

ہوا تھا تو عورت کے لیے نصف مہر ہے کیونکہ یہ تفریق شوہر کی طرف سے ہوئی ہے دخول سے پہلے لہذا اس سے مہر نصف ہوگا اور اگر عورت مرتد ہوگئی ہے اور یہ ارتداد دخول سے پہلے ہوا تو اس کے لیے کوئی مہر نہیں کیونکہ اس نے مرتد ہو کر معقود علیہ سے روک دیا یہ ایسے ہی ہوگئی جیسے بائع مبیع کو قبضہ سے پہلے تلف کر دے اور اگر ارتداد دخول کے بعد ہوا تو اس کے لیے کامل مہر ہوگا اس لیے کہ دارالاسلام میں دخول حد یا مہر سے خالی (عقر حکما عقر) مہر) نہیں ہوتا۔

۲..... اگر دونوں اکٹھے مرتد ہو گئے اور یہ معلوم نہ ہوا کہ پہلے کون ہوا پھر دونوں اکٹھے اسلام میں داخل ہو گئے تو وہ دونوں استحساناً اپنے سابقہ نکاح پر ہیں کیونکہ دنیوں کا اختلاف نہ ہوا ❶ اور یہ جائز نہیں کہ مرتد کسی مسلمان کا فرہ یا مرتدہ عورت سے نکاح کرے کیونکہ وہ قتل کا مستحق ہے اور اسی طرح مرتدہ عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی مسلمان کا فر یا مرتد مرد سے نکاح کرے اس لیے کہ یہ حنفیہ کے ہاں قید رہے گی سوچ بچار کے لیے۔ ❷

اسلام کا اثر..... جب عورت اسلام قبول کرے اور اس کا شوہر کافر ہو تو قاضی اس پر اسلام پیش کرے اگر وہ اسلام لے آیا تو وہ اس کی بیوی ہی ہوئی کیونکہ نکاح کے منافی کوئی چیز پیش نہیں آئی اگر اس نے اسلام سے انکار کر دیا تو قاضی ان میں تفریق کروادے گا کیونکہ مسلمان عورت کا کافر کے پاس رہنا جائز نہیں اور یہ تفریق طرفین کے ہاں طلاق بائن ہے اور امام ابو یوسف کے ہاں یہ تفریق ہے بغیر طلاق کے ❸ اگر مجوسیہ کا شوہر اسلام قبول کرے تو عورت پر اسلام پیش کیا جائے گا اگر اسلام لے آئی تو اس کی بیوی ہوگی اگر اسلام سے انکار کر دیا تو قاضی ان میں تفریق کرادے گا اس لیے کہ مجوسی عورت سے نکاح مطلقاً حرام ہے اور یہ تفریق طلاق نہ ہوگی کیونکہ یہ تفریق عورت کی جانب سے ہے اور عورت طلاق کی اہل نہیں اور اگر شوہر اس سے دخول کر چکا تھا تو اس کے لیے مقرر مہر ہے کیونکہ دخول سے وہ مؤکد ہو گیا لہذا تفریق کے بعد ساقط نہ ہوگا لیکن اگر دخول نہ کیا تھا تو اس کے لیے کوئی مہر نہیں کیونکہ تفریق عورت کی جانب سے ہوئی دخول سے پہلے۔ ❹

۳..... جب عورت دارالحرب میں اسلام قبول کرے تو ان میں تفریق اس وقت تک نہ ہوگی جب تک وہ عدت نہ گزارے اگر حیض والی ہے تو تین حیض اور اگر مہینوں کے حساب سے گزارنے والی ہے تو تین مہینے اور اگر حاملہ ہے تو وضع حمل اور یہ اس کی عدت ہے کیونکہ اس کے شوہر کے اسلام کی امید ہے اور اس پر اسلام پیش کرنا معتذر ہے لہذا یہ طلاق رجعی کے درجہ میں ہے لہذا جب عدت ختم ہوگئی تو وہ اپنے شوہر سے بائن ہو جائے گا ❺ لیکن اگر زوجین میں سے کوئی ایک اسلام قبول کرے دارالحرب سے دارالاسلام میں آ جائے تو حنفیہ کے ہاں تفریق واقع ہو جائے گی ❶ کیونکہ حقیقت اور حکم کے اعتبار سے اختلاف دارین ہے اور اختلاف دارین زوجیت کے نظام کے منافی ہے جیسے محرم سے قربت کی وجہ سے شافی ہے۔ جمہور نے ان کی مخالفت کی ہے انہوں نے اختلاف دارین کی وجہ سے تفریق کا حکم نہیں لگایا اس لیے کہ اختلاف دارین کا اثر ولایت کے انقطاع پر ہے (یعنی اس کے اپنے نفس اور مال سے اس کی ملکیت ختم ہوگئی) نہ کہ فرقت واقع ہونے کی وجہ سے جیسے حربی اور مستامن جو ہمارے دار میں امان لے کر آیا ہو یا مسلمان مستامن جو دارالحرب میں گیا ہو امان لے کر تو اس سے تفریق نہیں ہوتی۔

۴..... جب کتابیہ کا شوہر اسلام قبول کر لے تو وہ اپنے نکاح پر باقی ہیں اس لیے کہ اصل کے اعتبار سے ابتداء ان میں نکاح درست لہذا نکاح کا ان میں باقی رہنا بدرجہ اولیٰ صحیح ہے۔

❶..... الكتاب مع اللباب: ۲۸/۳ المغنی: ۳۶۹/۶ القوانین الفقہیة ص ۱۹۶ شرح الر سالة ۴۶/۲، ۴۷، ۴۸ کتاب المرجع السابق فتح القدیر: ۵۰۵/۲ کتاب مع اللباب ۲۶/۳ فتح القدیر: ۵۰۷/۲ القوانین الفقہیة ص: ۱۹۶ شرح الر سالة ۴۶/۲، ۴۷، ۴۸ اللباب: ۲۶/۳، ۵ اللباب: ۲۷/۳ فتح القدیر: ۵۰۸/۲ وما بعدها ❷ المبسوط: ۵۰/۵ البحر الرائق ۳/۳، ۳۱۳

- خلد الميتة وانما يتسوس من غير ماء

[illegible]

۲۔ ابھیجا جیتمسایا و ایام ابھرا

تمہارے کورئوں میں سے جو عورتیں جنس سے نامتد ہوئیں اگر تمہیں شہنشاہ کی بیوی سے ملنا اور اس کی بیوی

وَأُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

وَأَن يَكُونَ لَكُم مِّن مَّوَدِّعٍ مِّن بَنِي إِسْرَءِيلَ يَلْعَنُكُمُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ ۚ سَمِعُوا قَوْلَ لَبِيسَ بْنِ إِسْرَءِيلَ فَأَنزَلُوا بِكُمُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ ۚ وَكُنْتُمْ أَجْمَعِينَ ۖ

[illegible][illegible]

... ۱۴۸۸ / ۱۲۸۸ هـ ...

[illegible]

کتاب: تفسیر قرآن مجید، ج ۱، ص ۲۸/۲۹ (تفسیر قرآن مجید، ج ۱، ص ۲۸/۲۹)

٢٠١٦ ٧١ الخ

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم ۴۱۸ باب النکاح

ہے طلاق کی عدت کے سلسلہ والمطلقات یتربصن بانفسھن ثلاثۃ قروء (البقرہ ۲/۲۲۸) طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں اور وفات کی عدت کے سلسلہ میں فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا..... (البقرہ ۲/۲۳۴)
اور تم میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں وہ عورتیں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس (دن) عدت میں رکھیں۔
اور چھوٹی، آنسہ (یعنی جس کو حیض آنا بند ہو گیا ہو) اور حاملہ کی عدت کے سلسلہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:
وَالَّذِي يَسْنَنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنْ ارْتَبَتْمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَالَّتِي لَمْ يَحْضَنْ
وَأُولَاتُ الْأَحْصَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ..... (طلاق ۴/۶۵)

تمہارے عورتوں میں سے جو عورتیں حیض سے ناامید ہو گئی ہوں اگر تمہیں شبہ ہو تو ان کی عدت مہینے اور ان کی بھی جنہیں ابھی حیض آنا شروع ہی نہ ہوا ہو اور حاملہ عورتوں کی عدت ان کے بچے کا پیدا ہونا ہے۔

اور سنت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کسی عورت کے لئے اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے جائز نہیں کہ وہ موت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے الا یہ کہ وہ عورتیں جن کے شوہر فوت ہوں چار ماہ اور دس دن وہ سوگ منائیں۔ ❶ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فاطمہ بنت قیس کو حکم دینا کہ وہ ابن ام کلثوم کے پاس عدت گذاریں ❷ اور رہ گیا اجماع تو پوری امت کا وجوب عدت پر اجماع ہے البتہ اس کی انواع و اقسام میں اختلاف ہے۔

کیا مرد پر بھی عدت ہے؟..... اصطلاحی طور پر تو مرد پر عدت نہیں بلکہ اس کے لئے جائز ہے کہ وہ تفریق کے بعد دوسری عورت سے نکاح کر لے جب تک کوئی شرعی مانع موجود نہ ہو جیسے نکاح کرنا ان سے جن کا جمع کرنا اس کے لئے اپنی پہلی بیوی اور اس کے محارم کے ساتھ جائز نہیں جیسے اس کی بہن، پھوپھی اور خالہ وغیرہ، بھائی کی بیٹی، بہن کی بیٹی اگرچہ نکاح فاسد ہی ہو اور یا شبہ کا عقد ہی ہو، اور چوتھی عدت کی عدت میں پانچویں سے نکاح کرنا، اور تین طلاق والی عورت سے نکاح کرنا حلالہ سے پہلے۔ ❸

غیر مسلمہ عورت کی عدت..... غیر مسلمہ عورت پر عدت کے وجوب کے سلسلہ میں فقہاء کی دورائے ہیں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں غیر مسلمہ عورت پر عدت واجب نہیں چاہے وہ ذمیہ ہو یا حربیہ جب تک وہ اپنے دین کی معتقد ہو کہ اس پر عدت نہیں الا یہ کہ عورت کتابیہ ہو اور مسلمان کے نکاح میں ہو تو اس پر تفریق کی وجہ سے عدت واجب ہے۔ شوہر کے حق کی رعایت کرتے ہوئے اس لئے کہ عدت اللہ تعالیٰ کے حق کے طور پر واجب ہے، اور کتابیہ حقوق العباد کی مخاطب ہیں اس پر عدت واجب ہوگی اور اس پر شوہر اور بچے کے حق کی وجہ سے جبر کیا جائے گا احتلاط نسب سے روکنے کی وجہ سے۔ اگر کوئی شوہر مسلمان ہو کر آجائے اور اپنی بیوی کو دار الحرب میں چھوڑ آئے تو حنفیہ کے ہاں بالاتفاق اس پر عدت نہیں اس لئے کہ اختلاف دارین کی حالت میں زوجین کا ایک دوسرے پر کوئی حق نہیں نیز اس لئے بھی کہ اسلامی احکام مال ذمہ پر تو منطبق ہوتے ہیں لیکن حربیوں پر نہیں۔ جمہور اور صاحبین کے ہاں ذمی عورت پر بھی عدت واجب ہے چاہے وہ مسلمان کے نکاح میں ہو یا کافر کیونکہ عدت والی آیت عام ہے۔

عدت کی حکمت..... یا تو یہ کہ رحم کا خالی ہونا معلوم ہو جائے یا تعبدی طور پر شوہر پر دکھی ہونے کے لئے ہے۔ یا شوہر کو اتنی فرصت دینا

❶..... رواہ البخاری و مسلم عن ام سلمة وفي لفظ آخر عندها لايجل لامرأة مسلمة تو من بالله واليوم الاقران تحد فوق ثلاثة ايام الا على زوجها اربعة اشهر وعشرا (نیل الاوطار ۶/۲۹۲) والاحداد منع المعتدة نفسها الزنية وبدنها الطلب ومنع الخطاب خطبتها.
❷ رواہ احمد و ابو داؤد والنسائی و مسلم بمعناه عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة (نیل الاوطار ۶/۳۰۲) رد المحتار ۲/۸۲۳

ہے طلاق کے بعد کہ وہ اپنی مطلقہ بیوی کو واپس کرے اور طلاق بائن اور فساد نکاح کی وجہ سے تفریق میں عدت استبراء رحم سے ہوتی ہے تاکہ حمل کا علم ہو جانے اور نسب مختلط نہ ہو، اگر حمل موجود ہو تو عدت وضع حمل کے ساتھ ختم ہوگی کیونکہ عدت سے جو هدف مقصود تھا وہ پایا گیا اور اگر دخول کے بعد حمل نہ ہو تو بھی عورت پر انتظار واجب ہے رحم کو صاف کرنے کے لئے حتیٰ کہ وفات کے بعد ہی اور اس کے مقاصد میں سے اظہار افسوس کرنا ازدواجی نعمت پر عورت کی شہرت اور بزرگی وغیرہ کو لوگوں کی بات چیت کا نشانہ بننے سے بچانا ہے کہ وہ صبح شام گھر سے نہ نکلے صرف جدائی سے، اگرچہ صرف پہلے ہی حیض سے رحم کا خالی ہونا معلوم ہو جاتا ہے۔ طلاق رجعی میں عدت کا مقصد ہوتا ہے کہ شوہر کو دوران عدت بیوی سے رجوع کا حاصل ہو، غضب ختم ہونے پر، اور یہ اسلام کی تحریض کی وجہ سے ہے کہ رابطہ زوجیت باقی رہے اور اس کی تعظیم باقی رہے۔ جیسے نکاح گواہوں کے بغیر نہیں ہو سکتا اسی طرح طویل عدت انتظار کے بغیر ختم بھی نہیں ہو سکتی، اور وفات کی جدائی میں عدت کا مقصد ازدواج کی نعمت کی یاد دہانی ہے، اور شوہر اور اس کے اقارب کے حق کی رعایت ہے اور اس کے کھوجانے کے تاثر کا اظہار ہے۔ اور عورت کی وفاء کا جاری رہنا ہے اور اس کی شہرت اور بزرگی کی حفاظت تاکہ لوگ اس کے بارے میں بات نہ کریں، شوائع اور حنا بلہ کے ہاں ❶ عدت کا سب سے بڑا مقصد شوہر کے حق کی حفاظت ہے نہ کہ برأت کی معرفت، اسی وجہ سے وفات کی عدت مہینوں کے اعتبار سے ہے، اور وہ عورت جس سے دخول نہیں ہوا اس پر بھی عدت وفات لازم ہے تعبدی طور پر شوہر کے حق کی رعایت کے لئے اور معافی عورت پر منطبق ہوتے ہیں حتیٰ کہ اگر وہ بڑی عمر کی ہو اور دوسرے شوہر کی امید نہ بھی ہو تب بھی عدت ہے۔

عدت واجب ہونے کا سبب..... فی الجملہ دو وجہوں سے عدت واجب ہوتی ہے، طلاق یا موت اور فسخ طلاق کی طرح ہے۔ ❷ اور یہ بالاتفاق دخول کے بعد ہے نکاح صحیح فاسد یا شبہ کی وطی میں یا زائد ذکر کو داخل کرنے کے بعد کو یا شوہر کا منی کو داخل کرنا اس لئے کہ یہ بچہ کے زیادہ قریب ہے خالی دخول سے، اور وہ رحم کی برأت کی محتاج ہے اور جمہور کے یہاں شوائع کے علاوہ خلوت صحیحہ کے بعد مالکیہ اور حنا بلہ کے ہاں زمانے بعد بھی عدت واجب ہے اس بنا پر درج ذیل اسباب میں سے کسی ایک سبب کی وجہ سے عدت واجب ہوگی۔

۱..... نکاح صحیح فاسد میں دخول کے بعد تفریق سے عدت واجب ہے، یا خلوت صحیح کے بعد جمہور کے ہاں چاہے تفریق زندگی میں ہوئی ہو طلاق، یا فسخ کے ذریعے یا وفات کی وجہ سے اگر نکاح فاسد ہو جیسے پانچویں نکاح کرنا یا معتدہ سے نکاح کرنا تو ان میں دخول حقیقی کے بغیر عدت واجب نہیں اور جمہور کے ہاں خلوت سے ان میں واجب نہیں اور مالکیہ کے ہاں نکاح فاسد میں بھی خلوت کے بعد عدت واجب ہے جیسے دخول حقیقی میں واجب ہے، اس لئے کہ خلوت میں جماع کی گمان ہے۔

اور جمہور کی دلیل خلوت سے عدت کی وہ روایت ہے جو احمد اور اثرم نے زرارہ بن اونی سے روایت کی ہے خلفاء راشدین نے فیصلہ دیا ہے ان کے بارے میں کہ جس نے دروازہ بند کیا پردہ لٹکا لیا تو مہر بھی واجب ہے اور عدت بھی۔ اور شوائع کے ہاں جدید قول کے مطابق صرف خلوت سے جس میں وطی نہ ہوئی ہو عدت واجب نہیں سابقہ آیت کے مفہوم کی وجہ سے۔

۲..... اور بالاتفاق وطی شبہ کی صورت میں ہونے والی تفریق میں بھی عدت واجب ہے جیسے نکاح فاسد کی موطوہ اس لئے کہ وطی شبہ سے ہوئی اور نکاح فاسد ہے جیسے نکاح صحیح میں وطی کہ رحم مشغول ہوتا ہے اور نسب وطی کرنے والے سے لاحق ہوتا ہے پس برأت حاصل ہونے کا یہ بھی مثل ہے، تاکہ نسب مختلط نہ ہوں اور وطی کی مثال کہ عدت پہلی رات شوہر کے علاوہ کے پاس گزرے اور عورتیں شوہر سے کہیں کہ یہ تیری بیوی ہے۔ وہ ان کی بات پر اس سے دخول کرے پھر ظاہر ہوا کہ یہ اس کی بیوی نہیں تھی سابقہ دو سببوں میں سے کسی ایک کے پائے جانے میں وجوب عدت میں کوئی فرق نہیں آتا چاہے تفریق طلاق کی وجہ سے ہو یا فسخ کی وجہ سے، ہر وہ تفریق جو زوجین میں ہو اس کی عدت طلاق والی

❶..... مغنی المحتاج ۳/ ۳۹۵، کشاف القناع ۵/ ۴۷۶، البدائع ۳/ ۱۹۱، الدر المختار ۲/ ۸۲۳، الشرح الصغير ۲/ ۶۷۱،

القوانين الفقهية ۲۳۵، المہذب ۲/ ۱۴۱، المغنی ۷/ ۴۴۹، کشاف القناع ۵/ ۴۷۶۔

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم..... ۴۲۰..... باب النکاح
عدت ہے چاہے وہ تفریق خلع ہو یا لعان، ہو یا عیب کی وجہ سے فسخ، تنگدستی ہو یا عتاق، اختلاف دارین ہو یا کچھ اور اس طرح کوئی فرق نہیں کہ وہی حلال طریقے سے ہوتی ہو یا حرام جیسے حائضہ سے وطی حج اور عمرہ کے احرام میں وطی اور چاہے وطی فرج میں ہو یا دبر میں اور حکم برابر ہے چاہے وطی کرنے والا عاقل ہو یا نہ، محتا ہو یا نہ، اپنے ذکر پر کپڑا وغیرہ لپیٹ کے کرے یا بغیر لپیٹے بالغ ہو یا بچہ۔ اور عدت نہیں ہے دخول سے پہلے نص قرانی کی وجہ سے۔

۳..... اور بالاتفاق شوہر کی وفات کے بعد بھی عدت واجب ہے جبکہ نکاح صحیح ہو اور اگر چہ وفات قبل الدخول ہی کیوں نہ ہو اور چاہے بیوی چھوٹی سی کیوں نہ ہو یا وہ بچے کی بیوی ہی ہو اگر چہ بچہ دودھ پیتا ہو یا ممسوح کی بیوی ہو کیونکہ اگر آیات قرآنیہ مطلق ہیں مثلاً:

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا لَّهُنَّ الْبَقَرَةُ ۚ ۲۳۴

۴..... مالکیہ اور حنابلہ کے ہاں زانیہ عورت پر بھی عدت واجب ہے کیونکہ وہ وطی بھی رحم کی مشغولیت کا تقاضا کرتی ہے لہذا اس کی وجہ سے بھی عدت واجب ہے، جیسے شبہ کی وجہ سے وطی، ان کے علاوہ آئمہ واجب جیسا نہیں قرار دیتے کیونکہ عدت نسب کی حفاظت کے لئے ہے اور زانی سے نسب ثابت اور ملحق نہیں ہوتا زنا کی وجہ سے۔

عدت کا رکن..... حنفیہ نے وضاحت کی ہے۔ ❶ رکن عدت کے بارے میں کہ عورت التزام کرے ان محرمات کا جو ثابت ہیں عدت کی وجہ سے کہ اس پر ان کی مخالفت حرام ہے۔ جیسے دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کی حرمت، اور شوہر کے گھر سے نکلنے کی حرمت جس گھر میں طلاق ہوتی ہے، اور عدت میں طلاق کا صحیح ہونا مطلقہ بیوی کی بہن سے نکاح کی حرمت دوران عدت وغیرہ۔

دوسری بحث: عدت کی اقسام اور مقدار..... عدت کی تین قسمیں ہیں ❷ حیض یا طہر کے ذریعہ عدت مہینوں کے ذریعہ عدت اور وضع حمل کے ذریعہ عدت، اور عدت گزارنے والیوں کی چھ قسمیں ہیں۔ ❸ حاملہ، وہ جن کے شوہر فوت ہو گئے ہوں، اور حیض والیاں جن کی زندگی میں تفریق ہو گئی ہو، وہ عورتیں جنہیں حیض نہیں آتا چھوٹے ہونے کی وجہ سے یا بہت عمر ہونے کی وجہ سے اور تفریق بھی زندگی میں ہوتی ہو، جن کا حیض ختم ہو گیا ہو اور سبب معلوم نہ ہو، اور مفقود کی بیوی۔ اور طلاق کی عدت کی تین قسمیں ہیں۔ ❹ حیض والیوں کے لئے تین حیض، حاملہ کے لئے وضع حمل، اور آئسہ اور چھوٹی بچیوں کے لئے تین ماہ۔

قروء کا مقصد..... لفظ قروء لغوی اعتبار سے طہر اور حیض میں مشترک ہے، اور اس کی جمع اقراء اور قروء آتی ہے اور قروء کی تفسیر میں فقہاء کی دورائے ہیں۔ ❺ حنفیہ اور حنابلہ کی رائے: قروء سے حیض مراد ہے اس لئے کہ حیض رحم کی صفائی کی پہچان ہے، اور عدت سے بھی یہی مقصود ہے، جو چیز رحم کی صفائی پر دلالت کرتی ہے وہ حیض ہے نہ کہ طہر، نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِينَ يَكُونُونَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنْ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ ۚ وَالَّذِي لَمْ يَحْيَضْ ۖ..... ۲۶۵/۳
تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں حیض سے ناامید ہو گئی ہوں اگر تمہیں شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی بھی جنہیں ابھی حیض آنا شروع ہی نہ ہوا ہو۔ حیض نہ ہونے کی وجہ سے عدت مہینوں سے گزارنے کا حکم ہے، تو مطلب یہ ہوا کہ اصل حیض ہے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا..... المائدة ۶/۵

اور شریعت میں لفظ قروء کا استعمال حیض ہی کے معنی میں مستعمل ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مستحاضہ کے لئے فرمایا: اقراء کے دنوں میں

❶..... الدر المختار ۲/۸۲۵۔ البدائع ۳/۱۹۱ وما بعدها ❷ کشاف القناع ۵/۱۷۸، غایۃ المنتقى ۳/۲۱۲۰۹۔ ❸ القوانین

الفقهية ص ۲۳۵۔ ❹ الكتاب للقدري مع اللباب: ۳/۸۰ القوانین الفقہیہ ص ۲۳۵، مغنی المحتاج ۳/۳۸۵، المغنی ۷/۴۵۲

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم ۴۲۱ باب النکاح

نماز چھوڑ دے۔ ① آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعبیر کرنے والے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لغت میں اقراء اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ بن ابوقبیس کے لئے فرمایا۔ دیکھو جب تمہیں قراء آئے تو نماز نہ پڑھنا اور جب تمہارا قراء گزر جائے تو پاکی حاصل کرو پھر ایک دفعہ سے دوسرے قراء تک نماز پڑھو ② اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باندی کی طلاق دو طلاقیں ہیں اور اس کی عدت دو حیض ہیں۔ ③ جب باندی کی عدت حیض کے اعتبار سے ہے تو آزاد عورت کی عدت بھی اسی طرح ہے۔

نیز ظاہری طور پر فرمان باری ہے:

يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ ④..... البقرة ۲۲۸

تین کامل انتظار کا وجوب ہے اور جنہوں نے قراء کو طہر میں شمار کیا تو ان کے ہاں تین واجب نہیں ہوتے اس لئے کہ اس میں دو طہر اور تیسرے کا کچھ حصہ کافی ہوتا ہے۔ لہذا یہ ظاہر نص کے خلاف ہے، اور جنہوں حیض قرار دیا انہوں نے تین کامل واجب قرار دیئے اور یہ ظاہر نص کے موافق ہے لہذا مخالفت سے موافقت اولیٰ ہے۔ نیز عدت استبراء ہے لہذا حیض سے ہوگی جیسے باندی کا استبراء نیز اسبراء حمل سے رحم کے خالی ہونے کی معرفت کے لئے ہے اور اس پر دلالت کرنے والا حیض ہے لہذا واجب ہے کہ استبراء بھی اسی کے ذریعہ سے ہو۔

مالکیہ اور شوافع کی رائے ہے کہ قراء طہر ہے اس لئے کہ اللہ نے ثلاثہ کے عدد میں تاء کو ساتھ رکھا ہے لہذا اس کی دلالت اس پر ہے کہ معدود مذکر ہونا چاہئے اور وہ طہر ہے نہ کہ حیض، نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ فَطَلَّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ یعنی عدت کے وقت میں انہیں طلاق دو اور حیض کے دوران طلاق حرام ہے جیسا کہ عدت بدعی کی بحث میں گذار لہذا اجازت طہر کے زمانہ کی طرف پھرے گی اس کا جواب دیا گیا ہے کہ آیت کا معنی ہے عدت کے استقبال میں ایسا کرو۔ نیز لفظ قراء جمع سے مشتق ہے اور قراء کی اصل اجتماع ہے اور طہر کے وقت میں خون رحم میں جمع ہوتا ہے اور حیض میں رحم سے نکلتا ہے اور جو اشتقاق کے موافق ہو اس کا اعتبار مخالفت سے اولیٰ ہے۔ اس اختلاف کا فائدہ یہ ہے کہ جب اس نے طہر میں طلاق دی تو دوسرے کی رائے کے مطابق عدت تیسرے حیض کے آنے پر ختم ہو جائے گی اس لئے کہ وہ طہر جس میں طلاق ہوگی ہے وہ شمار کیا جائے گا اور پہلے فریق کی رائے کے مطابق جب تک تیسرے حیض سے نہ نکلے عدت ختم نہ ہوگی، اور حضرت عمر اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ شوہر کے لئے بیوی سے رجوع کرنا حلال ہے جب تک تیسرے حیض سے وہ غسل نہ کرے یہ پہلے فریق کی رائے کی تائید کرتی ہے۔

میرے ہاں بھی پہلی رائے رائج ہے کیونکہ یہ واقع اور عدت کے مقصود سے متفق ہے اور عورتیں معمول کے اعتبار سے تین مرتبہ حیض کے آنے کے انتظار میں رہتی ہیں یہی عدت کے ختم ہونے کے لئے مقرر ہے۔ اور رحم کی صفائی سوائے حیض کے معلوم نہیں ہوتی، جب عورت کو حیض آ گیا تو معلوم ہو گیا کہ وہ حاملہ نہیں اور اگر طہر ہی رہا تو غالباً حمل کا ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

اور نیشاپوری نے امام احمد سے روایت کی ہے میں کہتا تھا کہ وہ طہر ہیں لیکن آج میرا مذہب یہ ہے کہ یہ اقراء حیض ہیں، اور ان کا اپنی رائے سے رجوع قوی ترین مرجحات کی وجہ سے ہے۔

عدت کی اقسام میں سے ہر قسم کی شرائط اور اسباب ⑤..... ہم جان چکے کہ عدت کی تین قسمیں ہیں: حیض کی عدت، مہینوں کی عدت، اور وضع حمل کی عدت۔

پہلی بات: حیض کی عدت..... اس کے کئی اسباب ہیں جن میں سے اہم ترین تین ہیں:

①..... رواہ ابو داؤد والنسائی وروی ابن ماجہ عن عائشة قالت، امرت بريرة أن تقتد بثلاث بعض وقال عليه الصلوة والسلام تجلس أمام أقرأتها (الطریل الاوقار ۶/۲۹۰) ② رواہ النسائی وفيہ منکر الحدیث، ورواہ ایضاً ابن ماجہ ③ رواہ ابو داؤد وغیرہ ④ البدائع ۳/۱۹۱، مغنی المحتاج ۳/۳۸۸۔

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم ۴۲۲ باب النکاح

۱..... نکاح صحیح میں تفریق ہے طلاق سے ہو یا بغیر طلاق اور یہ عدت رحم خالی کرنے کے لئے واجب ہے اور اس کے ذریعہ رحم میں بچہ نہ ہونے کا پتا چلتا ہے اور اس کے وجوب کی شرط یہ ہے کہ عورت سے دخول ہوا ہو یا جو کام دخول کے قائم مقام ہے یعنی خلوت صحیحہ شوافع کے علاوہ کے ہاں نکاح صحیح میں نہ کہ فاسد میں حنفیہ اور حنابلہ کے ہاں اور مالکیہ کے ہاں نکاح فاسد میں بھی ایسے ہی حکم ہے۔ لہذا یہ عدت دخول یا خلوت صحیحہ کے بغیر واجب نہیں۔

۲..... نکاح فاسد میں تفریق قاضی کی طرف سے ہوئی ہو یا متارکت کے ساتھ اور مالکیہ کے علاوہ جمہور کے ہاں اس کی شرط دخول ہے اور مالکیہ کے ہاں نکاح فاسد کے بعد بھی خلوت صحیحہ میں عدت واجب ہے۔

۳۔ عقد کے شبہ سے وطی..... بایں طور کہ مرد کا اپنی بیوی کے علاوہ کسی اور کے ساتھ شب زفاف گزارنا، اور وہ اس سے وطی بھی کر لے، اس لئے کہ احتیاط کی حالت میں شبہ حقیقت کے قائم مقام ہے۔ اور عدت کا وجوب احتیاط میں سے ہے۔

دوسری بات: مہینوں کے ذریعہ عدت..... اس کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم جو حیض کے بدلہ میں واجب ہے اور ایک قسم جو اصل کے اعتبار سے واجب ہے۔ وہ عدت جو حیض کے بدل کے طور پر مہینوں کے حساب سے واجب ہے وہ چھوٹی بچی اور آنسہ کی عدت ہے اور وہ عورت جسے بالکل حیض ہی نہیں آتا۔ طلاق کے بعد، اس کے وجوب کا سبب طلاق ہے تا کہ دخول کے اثر کا حال معلوم ہو، اور وہی وجوب عدت کا سبب ہے۔ اس کے واجب ہونے کی دو شرطیں ہیں ایک چھوٹا ہونا یا بڑا ہونا، بالکل حیض کا نہ ہونا اور دوسری چیز دخول یا خلوت صحیح کا ہونا نکاح صحیحہ میں اور مالکیہ کے ہاں فاسد میں بھی۔

مہینوں کے اعتبار سے اصلی عدت..... وہ وفات کی عدت ہے اور اس کے وجوب کا سبب وفات اور ازدواج کی نعمت فوت ہونے کے غم کا اظہار ہے، اور اس کے وجوب کی شرط فقط نکاح صحیح ہے، یہ عدت واجب ہوگی اس متونی عنہا زوجہا پر جس کا نکاح صحیح ہوا ہو چاہے وہ مدخول بھا ہو یا غیر مدخول بھا اور چاہے اسے حیض آتا ہو یا حیض نہ آتا ہو۔

تیسری بات: حمل کی عدت..... وہ مدت حمل ہے، اور اس کے واجب ہونے کا سبب تفریق اور وفات ہے تا کہ نسب مخلوط نہ ہو اور آدمی دوسرے کی کھیتی کو سیراب کرنے والا نہ ہو۔ اور اس کے وجوب کی شرط یہ ہے کہ حمل نکاح صحیح یا فاسد کا کیونکہ نکاح فاسد میں وطی عدت کو واجب کرتی ہے اور حنفیہ اور شوافع کے ہاں یہ عدت زنا سے حاملہ پر نہیں کیونکہ زنا سے عدت واجب نہیں ہوتی الا یہ کہ کوئی شخص اس عدت سے نکاح کرے اور وہ زنا سے حاملہ ہو تو یہ نکاح طرفین کے ہاں جائز ہے لیکن اس عورت سے وضع حمل سے پہلے وطی کرنا جائز نہیں، تا کہ غیر کی کھیتی کو پانی پلانے والا نہ ہو اور شوافع نے حاملہ زنا سے وطی بھی جائز کی ہے

عدت گزرنے والیوں کی عدت کی مقدار:

۱۔ حاملہ کی عدت..... یہ فوت یا طلاق کی وجہ سے واجب ہوتی ہے اور بالاتفاق وضع حمل سے ختم ہوتی ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأُولَاتُ الْأَحْصَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ..... ط. طلاق ۴/۴۵

یعنی ان کی عدت کا ختم ہونا وضع حمل ہے، اور حاملہ کے رحم کی صفائی وضع حمل کے بغیر حاصل نہیں ہوگی پس جب عورت حاملہ ہو اس کے شوہر نے طلاق دے دی یا اس کا شوہر مر گیا اس کی عدت تو وضع حمل ہے اگرچہ وفات کے بعد تھوڑا عرصہ ہی کیوں نہ ہو اس دلیل کے ساتھ ربیعہ بن حارث کا شوہر فوت ہو گیا اور وہ حاملہ تھیں پھر شوہر کی وفات کے دس دنوں کے بعد بچہ جنا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم..... ۴۲۳ باب النکاح

آپ نے فرمایا: نکاح کرلو، اور ایک روایت میں ہے۔

کہ آپ نے مجھے فتویٰ دیا کہ جب میرا حمل وضع ہو گیا تو میں حلال ہو گئی اور مجھے نکاح کا حکم دیا اگر میں مناسب سمجھوں تو ❶ اسی بنا پر حاملہ جس کا شوہر فوت ہو گیا ہو کی عدت بھی وضع حمل ہے۔ چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ..... (الطلاق ۴/۶۵)

اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو چاہے میں اس مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہوں کہ سورۃ النساء قصری (الطلاق) سورت بقرہ کی آیت نازل ہونے کے بعد نازل ہوئی ہے۔ ❷ اور بزار کی روایت میں ہے جو چاہے میں اس پر حلف کرتا ہوں کہ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ یہ آیت متوفی کے بعد نازل ہوئی اور جب اس نے حمل جن لیا تو وہ حلال ہو گئی اور وضع حمل کے ساتھ عدت کے ختم ہونے کے لئے دو شرطیں ہیں: پہلی شرط جمہور کے ہاں تمام حمل کا پیدا ہونا ہے سارے کا جدا ہونا ہے دو جزواں میں سے ایک ہی پیدا ہونے سے عدت ختم نہ ہوگی اور نہ ہی بچے کے کچھ حصے کے جدا ہونے سے، اور مالکیہ کے ہاں عدت ختم ہو جائے گی اگرچہ جمع شدہ خون کا ٹوٹنا ہی پیدا ہو اور حنا بلہ و شوافع کے ہاں ضروری ہے کہ وہ عمل جس سے عدت ختم ہوگی ایسا ہو کہ اس میں انسانی خلقت میں سے کوئی چیز ظاہر ہو جیسے سر، ہاتھ، پاؤں، وغیرہ یا ایسا ٹوٹنا ہو کہ معتبر دایہ یہ گواہی دے کہ اس میں انسانی صورت کی پوشیدہ جھلک یا اصل آدمی کی پاکی جاری ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ عام ہے۔ (الطلاق ۴/۶۵) اور حنفیہ کے ہاں حمل نام ان تمام چیزوں کو جو پیٹ میں ہیں اگر اس نے بچہ جنا اور اس کے پیٹ میں ایک اور بچہ بھی تھا تو پھر عدت ختم ہوگی، جیسے جمہور کے ہاں، لیکن ان کے ہاں بچے کے اکثر حصہ کا نکل آنا کافی ہے اور جب عدت نے حمل گرا دیا نا تمام، اور اس کی بعض خلقت ظاہر ہو گئی تو اس سے عدت ختم ہو جائے گی کیونکہ وہ بچہ ہے ورنہ نہیں۔ دوسری شرط کہ حمل عدت والے کی طرف منسوب ہو اگرچہ احتمالی طور پر ہو جیسے لعان سے نفی کیا گیا، کیونکہ یہ اس کے منافی نہیں کہ اس کا ہو، اس دلیل کے ساتھ اگر وہ اس کو اپنے ساتھ ملحق کرے تو وہ ملحق ہوگا۔

لیکن اگر اس کی نسبت عدت والے کی طرف ممکن نہ ہو جیسے ولد زنا تو اس کی عدت اس سے ختم نہ ہوگی، اور بالاتفاق حمل کی کم سے کم مدت چھ ماہ ہے اور اکثر نو ماہ اور سب سے زیادہ حنفیہ کے ہاں دو سال شوافع اور حنا بلہ کے ہاں چار سال اور مالکیہ کے ہاں پانچ سال اور ان کی دلیل مدت حمل کی اقل مقدار پر دو آیتوں کے مجموعہ کا مفہوم ہے اور وہ یہ دونوں ارشاد باری تعالیٰ ہیں:

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ..... (البقرة ۲/۲۳۳)

اور فرمان باری تعالیٰ:

وحمله وفصاله ثلاثون شهراً..... (الاحقاف ۱۰/۴۶)

رہ گئی غالب عدت حمل چونکہ عام طور پر عورتیں اتنی ہی مدت حمل سے رہتی ہیں۔ اور یہ چیز لوگوں کے درمیان مشہور ہے۔ اور حمل کی اکثر مدت کے سلسلہ میں استبراء اور عورتوں کے حالات کے تتبع پر اعتماد ہے اس لئے کہ جس چیز کے بارے میں تصریح نہ ہو تو اس میں موجود کی طرف رجوع ہوتا ہے، شوافع اور حنا بلہ نے کہا کہ چار سال پائے گئے ہیں اور دارقطنی نے ولید بن مسلم سے روایت کی میں نے مالک بن انس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے متعلق عرض کی، وہ فرماتی ہیں کہ عورت سال سے زیادہ حاملہ نہیں رہ سکتی، تو کہنے لگے سبحان اللہ یہ کون کہتا ہے؟ یہ ہماری پڑوسن ہے محمد بن عجلان کی بیوی سچی عورت ہے اور اس کا شوہر بھی سچا آدمی ہے اس نے بارہ سال میں تین بچے جنے ہیں، اور

❶..... رواہ الجماعة الا با داؤد وابن ماجہ عن ام سلمة (نیل الاوطار ۲/۲۸۶/۲۸۷) ❷ رواہ البخاری واخرجه ابو داؤد والنسائی وابن ماجہ بلفظ من سورة الطلاق وفيها آيته عدة الحامل و سورة النساء الطولي هي سورة البقرة فيها آيته عدة الوفاة (نصب الراية ۳/۲۵۶)۔

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم ۲۲۴ باب النکاح

امام شافعی نے فرمایا: محمد بن عجلان اپنی ماں کے پیٹ میں چار سال رہے اور امام احمد نے فرمایا: بنو عجلان کی عورتیں چار سال حاملہ رہتی ہیں۔ اگر انہیں ان کے شوہر نے طلاق دے دی یا فوت ہو گیا تو یہ اس وقت تک شادی نہیں کر سکتی جب تک طلاق یا موت کے بعد چار سال میں بچہ پیدا نہ ہو، وہ بچہ اسی کے ساتھ ملحق ہوگا اور اس سے اس کی عدت گزرے گی۔ اور سب سے کم عدت جس میں بچے کی خلقت واضح ہو جاتی ہے۔ (۸۱) دن ہیں شافع اور حنابلہ کے ہاں شیخین نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ تم میں سے ہر ایک اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفہ کی شکل میں رہتا ہے پھر اتنی میں مدت علقہ اور پھر اتنی ہی مدت مضغہ، پس شوافع اور حنابلہ کی رائے میں عدت مضغہ سے کم میں ختم نہ ہوگی لہذا واجب ہے کہ وہ (۸۱) دن کے بعد ہو۔ شام کے قانون میں دفعہ نمبر (۹۱۲۴) میں اس عدت کے سلسلہ میں تصریح ہے۔ حاملہ کی عدت اس کے حمل پیدا ہونے تک رہے گی یا بعض اعضاء ظاہر ہو کر ساقط ہونے میں۔

عدت حمل کے لئے پھرنا..... اگر حیض اور مہینوں سے عدت گزارنے کے دوران ظاہر ہو جائے کہ شوہر کا حمل ہے تو عورت وضع حمل والی عدت گزارے گی۔

حمل کا شک..... جب طلاق یا وفات کی عدت گزارنے والی عورت کو شک ہو کہ وہ حمل کی نشانیاں پائے مثلاً حرکت وغیرہ اور اسے شک ہو کہ یہ حمل ہے یا نہ یا حیض سے مہینوں سے عدت گزارنے کے بعد اسے شک ہو تو مالکیہ کے ہاں وہ حمل کی عدت کی انتہاء تک انتظار کرے، اس سے قبل اس کا نکاح کرنا جائز نہیں اور شوافع اور حنابلہ کے ہاں شک زائل ہونے تک وہ نکاح سے صبر کرے احتیاطاً نیز حدیث کی وجہ سے جو شک میں ڈالے اسے چھوڑ دو، اور مالکیہ کے ہاں اس کے لئے نکاح کرنا جائز نہیں حتیٰ کہ حمل کی لمبی مدت گزر نہ جائے، اگر عدت گزارنے کے بعد اس نے شک ختم ہونے سے پہلے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا تو جائز نہیں۔ اور شوافع کے ہاں فی الحال نکاح باطل نہیں اس لئے کہ ظاہری طور پر ہم عدت کے ختم ہونے کا حکم دیں گے اور اسے شک سے باطل نہیں کریں گے اگر نکاح کے باطل کرنے کا علم ہو جائے مثلاً وہ نکاح ثانی کے بعد چھ ماہ سے کم میں بچہ جن دے تو ہم اس نکاح کے باطل ہونے کا فیصلہ دیں گے کیونکہ فساد ظاہر ہو گیا اور حنابلہ کے ہاں اس نکاح کے باطل ہونے کی دو وجہیں ہیں ایک تو شوافع والی، اور دوسری یہ کہ نکاح درست اور صحیح ہے کیونکہ ہم نے عدت کے ختم ہونے کا حکم دے دیا لہذا نکاح حلال ہے اور نفقہ اور سکنی ساقط ہو گیا اور جس کا حکم دیا گیا اسے زائل کرنا جائز نہیں شک کی وجہ سے اسی وجہ سے حاکم جو فیصلہ کر دے وہ اسے توڑ نہیں سکتا اجتہاد کے تبدیل ہونے اور گواہوں کے رجوع کرنے کی وجہ سے۔

۱۔ بچے کی بیوی کی عدت بچے کے فوت ہونے کے بعد..... جب وہ بچہ فوت ہو جائے جو چھوٹا ہو اور اس سے حمل نہ ٹھہرتا ہو اور عورت کو حمل ہو کہ وہ اس کی موت سے چھ ماہ کے اندر اندر بچہ جن دے تو طرفین کے ہاں اس کی عدت وضع حمل ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (الطلاق ۴/۶) مطلق ہے لیکن اگر حمل موت کے بعد ٹھہرا تو اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔ کیونکہ یہ عدت اس پر موت کی وجہ سے واجب ہوئی، لہذا اس کے بعد تبدیل نہ ہوگی لیکن ان دونوں میں بچے کا نسب ثابت نہ ہوگا اس لئے کہ بچے کے پاس تو پانی ہی نہیں لہذا اس سے بچہ ہونا متصور نہیں۔ شوافع اور امام ابو یوسف کے ہاں اس کی عدت چار ماہ اور دس دن ہے وضع حمل نہیں کیونکہ بچہ یقینی طور پر اس میں منفی ہے انزال نہ ہونے کی وجہ سے اور اس کی مثل ممسوح ہے کہ شوافع کے ہاں بچہ اس سے لاحق نہ ہوگا۔ ❶

۲۔ متوفی عنہا زوجہا کی عدت..... یہ ہمیں معلوم ہو گیا کہ شوہر فوت ہونے والی اگر حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل سے ختم ہوگی

❶ البدائع ۳/۱۹۲، الدر المختار ۲/۸۲۰، اللباب: ۳/۸۱ المہذب ۲/۱۳۵، المغنی: ۷/۴۷۰، غایۃ المنتہی ۳/۲۱۰، القوانين الفقہیۃ، ص ۲۳۸۔

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم ۴۲۵ باب النکاح

چاہے بچے کی وفات کے بعد قریب ہو یا بعید، اور اگر وہ حاملہ نہیں تو بالاتفاق اس کی عدت چار قمری مہینے اور دس دن بمعہ راتوں کے تاریخ وفات کے حساب سے، کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ وَالَّذِينَ يَتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ النِّح (البقرة ۲/۲۳۲) یہ ازدواجی تعلق کی نعمت پر غم ہے چاہے شوہر نے اس سے ہمبستری کی ہو یا نہ کی ہو چاہے بیوی صغیرہ (چھوٹی) ہو یا بڑی یا حیض والی عمر میں پہنچ چکی ہو کیونکہ آیت مطلق ہے اور مدخول بھا کے ساتھ خاص نہیں اس لئے کہ اگر بیوی مطلقہ طلاق یافتہ ہو تو قرآن کریم میں غیر مدخول کا استبراء کیا گیا ہے۔ لیکن وفات کی عدت میں ایسا نہیں۔ اور شام کے قانون میں دفعہ نمبر ۱۲۳، میں اس عدت کے سلسلہ میں تصریح ہے کہ متوفی عنہا زوجہا کی عدت چار ماہ اور دس دن ہیں۔ لیکن اس عدت میں یہ شرط ہے کہ نکاح صحیح ہو اور یہ نکاح صحیح موت تک باقی رہے چاہے وطی کی ہو یا نہ اور چاہے چھوٹی یا کتابیہ ہو مسلمان کے نکاح میں۔ لیکن اگر نکاح فاسد ہو تو اس کی عدت حنفیہ اور حنابلہ کے ہاں تین حیض ہیں اگر وہ حیض والی ہے۔ اور مالکیہ اور شوافع کے ہاں تین طہر ہیں کیونکہ مدت لمبا کرنے میں ازدواجی نعمت کے اوپر اظہار تاسف ہے، اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ نکاح صحیح ہو، لیکن اگر وہ حیض والی نہیں اور مطلقہ ہے وہ تین ماہ عدت گزارے گی جیسا کہ میں بیان کروں گا۔

۳۔ طلاق یافتہ عورت کی عدت..... اگر عورت حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے لیکن اگر حاملہ نہیں تو اس کی عدت بالاتفاق حیض والی ہے چاہے طلاق ہو یا فسخ تین قرو ہیں ❶ یعنی حنفیہ اور حنابلہ کے ہاں حیض اور شوافع اور مالکیہ کے ہاں طہر (کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ..... البقرة ۲/۲۲۸

اور طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین قرو روکے رکھیں۔

حنفیہ اور حنابلہ کے ہاں قرو تین کامل حیض ہیں کیونکہ حیض میں تجزی نہیں ہوتی اور جب آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق دی تو اس حیض کو شمار نہیں کیا جائے گا جس میں طلاق واقع ہوگی، اور دوسرے کے لئے حلال نہیں ہوتی جب اس کے آخری حیض کا خون ختم ہو جائے حتیٰ کہ اس نے غسل نہ کیا ہو۔ حنابلہ کے ہاں، اور مالکیہ اور شوافع کے ہاں تین قرو کامل نہیں بلکہ جب عورت کو طلاق ہوئی طہر میں تو باقی طہر طہر کامل ہے اگرچہ ایک لمحہ ہی کیوں نہ ہو اس کو شمار کیا جائے گا، پھر اس کے بعد دو قرو اور یہ تین قرو ہو گے، جس نے طہر کی حالت میں طلاق دی تو اس کی عدت تیسرے حیض کے شروع میں ختم ہو جائے گی اور جس نے حیض کی حالت میں طلاق دی تو اس کی عدت جس حیض میں طلاق دی ہے اس کے بعد چوتھے حیض کے شروع میں ختم ہوگی، اور شوافع کے ہاں ظاہر یہ ہے کہ جن عورتوں کو حیض نہیں آتا ان کا وہ طہر نہ ہوگا جس میں طلاق دی ہے پس جس عورت کو طہر میں طلاق ہوئی اور اسے حیض بالکل ہی نہیں آتا، پھر مہینوں کے حساب سے عدت گزارنے کے دوران اسے حیض آ گیا تو اس طہر کو شمار نہ کیا جائے گا جس میں طلاق دی ہے لیکن اگر عورت چھوٹی ہے، یا بہت بڑی عمر کی ہے اور ناامیدی کی عمر میں پہنچ چکی ہے اسے حیض نہیں آیا یا یہ کہ پندرہ سال کی ہو جانے کے باوجود اسے حیض نہیں آتا تو اس کی عدت تین ماہ ہے۔ سورہ طلاق میں آیت نمبر ۴ کی وجہ سے۔

۴۔ جنہیں حیض نہیں آتا ان کی عدت..... چھوٹی ہونے کی وجہ سے یا سن ایساں میں پہنچ جانے کی وجہ سے یا جنہیں بالکل ہی حیض نہیں آتا، بالفاظ دیگر صغیرہ آئسہ اور اس عورت کی عدت جسے حیض نہیں آتا تین ماہ ہیں ❷ سابقہ آیت (الطلاق ۶۵/۴) کی وجہ سے سن ایساں وہ عمر ہے جس میں پہنچ کر عورت کو حیض نہیں آتا اس کی مقدار میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ ❸ حنابلہ کے ہاں اس کی حد پچاس سال ہیں

❶ البدائع ۳/۱۹۱، الدر المختار ۲/۸۲۵، فتح القدیر ۳/۲۶۹-۲۷۲، الباب ۳/۸۰، ۸۳، الشرح الصغير ۲/۶۷۲، القوانین العنقہیۃ

۲۳۵، بدایۃ المجتہد ۲/۸۸۔ ❷ المرجع السابق ❸ کشاف القناع ۵/۴۸۴، الدر المختار ۲/۸۳۵، المفنی ۷/۴۶۰۔

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم ۳۲۶ باب النکاح

حضرت عائشہ کے ارشاد کی وجہ سے کہ ”تم اس کے پیٹ میں پچاس سال کے بعد بچہ نہ دیکھو گی“ اور حنفیہ کے ہاں مفتی بہ قول کے مطابق پچپن سال ہیں اور شوافع کے ہاں سن یاس کی سب سے آخری حد باسٹھ سال ہیں اور مالکیہ کے ہاں ستر (۷۰) سال ہیں اس عمر کے بعد عورت جو خون دیکھے وہ قطعی طور پر حیض نہیں، حیض کی عمر حیض کی سب سے کم عمر ۹ سال ہے کیونکہ اس رجوع موجود کی طرف ہوتا ہے اور نو سال والی حائضہ پائی جاتی ہے۔

سن بلوغت..... اگر عورت کو حیض نہ آیا تو بالاتفاق پندرہ (۱۵) سال کی عمر ہے۔

آخری دونوں قسموں اور ممتدة الطہر کے بارے میں شامی قانون کا موقف..... شامی قانون میں دفعہ ۲۱ درج ذیل تصریح ہے: غیر حاملہ کی عورت کی طلاق یا فسخ کی عدت اس طرح ہے۔ حیض والی کے لئے تین کامل حیض، اور عورت کا دعویٰ تین ماہ گزرنے سے پہلے مسموع قسموں طلاق یا فسخ کی عدت گزرنے کا۔ اور ممتدة الطہر کے لئے ایک پورا سال جسے حیض نہ آتا ہو یا آیا ہو پھر بند ہو گیا ہو اور وہ سن یاس کو نہ پہنچی ہو۔

آئسہ کے لئے تین ماہ، اور دفعہ ۱۲۲۔ میں نکاح فاسد کی عدت کی تصریح ہے کہ نکاح فاسد میں دخول کے بعد کی عدت میں سابقہ دفعہ کے احکام جاری ہوں گے۔ ①

ممتدة الطہر اور مستحاضہ کی عدت..... حیض کی عمر میں عورتیں تین قسم کی ہیں معقارہ مرتابہ اور مستحاضہ، معقارہ وہ اپنی عادت کے مطابق تین قروء عدت گزارے گی جیسا کہ تیسری قسم میں بیان ہوا اور جوشک میں ہے حیض کی وجہ سے یا ممتدة الطہر ہے، وہ عورت جس کا حیض ختم ہو گیا اور اس کا سبب معلوم نہ ہو کہ حمل ہے یا دودھ یا مرض تو اس کا حکم حنفیہ اور شوافع کے ہاں یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اسی طرح رہے گی حتیٰ کہ اسے حیض آجائے یا وہ اس عمر کو پہنچ جائے جس میں حیض نہیں آتا پھر تین ماہ عدت گزارے اس لئے کہ جب اس نے ایک دفعہ حیض دیکھ لیا تو وہ حیض والی ہو گئی لہذا حیض کے بغیر عدت نہیں گزار سکتی، جیسا کہ بیہقی نے عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے مرض کے بارے میں حکم دیا۔ مالکیہ اور حنابلہ کے ہاں اس کی عدت حیض ختم ہونے کے بعد ایک سال تک ہے بایں طور کہ وہ نو ماہ ٹھہری رہے اور یہ حمل کی غالباً عدت ہے پھر تین ماہ عدت گزارے، اس کا سال پورا ہو گیا پھر وہ حلال ہے، اور مالکیہ کے ہاں یہ اس وقت ہے کہ جب اس کا حیض کسی مرض یا کسی غیر معروف سبب کی وجہ سے ختم ہوا ہو، جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اس آدمی کے بارے میں فرمایا جس نے اپنی بیوی کو طلاق دی تھی اسے ایک دو حیض آئے پھر اس کا حیض ختم ہو گیا، تجھے معلوم نہیں کس وجہ سے ختم ہوا؟ نو ماہ انتظار کر اگر حمل ظاہر نہ ہو تو تین ماہ عدت گزارے اور یہ سال ہو گیا ② اور عدت کا مقصد رحم کی صفائی اور حمل سے خالی ہونا معلوم کرنا ہے اور یہ معلومات اس عدت کے گزرنے سے متحقق ہو جاتی ہے لہذا کافی ہے اگر حیض دودھ کی وجہ سے ختم ہوا تو مالکیہ کے ہاں تو اس کی عدت مدت رضاعت کے ختم ہونے کے بعد ختم ہوگی اور وہ دو سال ہیں اسے حیض اگر چہ سال کے آخری دن میں آئے تو وہ تیسرے حیض کا انتظار کرے۔ حنابلہ اور مالکیہ کی رائے ہی رائج ہے اور اسی کو شام کے قانون میں دفعہ (۱۲۱) میں لیا گیا ہے کیونکہ اس میں لوگوں پر نرمی اور عورت پر عدت طویل نہیں ہوتی اور مصری قانون میں (نمبر ۲۵، سن ۱۹۲۹ء) ممتدة الطہر کی عدت کی انتہاء کے بارے میں یا بقاء کے بارے میں کچھ مذکور نہیں۔

اور نہ ہی دوسرے شوہر کے لئے حلال یا حرام ہونے کا تذکرہ ہے اور صرف اتنی تصریح ہے کہ اور عدت کے نفقہ کا دعویٰ تاریخ طلاق سے

①..... الدر المختار ۲/ ۸۲۸، القوانين الفقہیہ ص ۲۳۵، ۲۳۶، الشرح الصغير ۲/ ۱۷۵، المغنی ۷/ ۷۶۶، ۷۶۸، کشاف القناع ۵/ ۲۸۵، غایۃ المنتہی ۳/ ۲۱۲، مغنی المحتاج ۳/ ۳۸۵ ② رواہ الشافعی باسناد جید من حدیث سعید بن المسیب عن عمر قال الشافق هذا قضاء عمر بین المهاجرین والانصار لاینکرہ منکر علمناہ۔

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم..... ۴۲۷ باب النکاح

ایک سال زیادہ ہونے پر مسموع نہ ہوگا اور سال (۳۶۰) دن شمار کیا ہے۔ مستحاضہ یا ممتدة الدم وہ متخیرہ یہ جو اپنی عدت کو بھول گئی ہو تو حنفیہ کے ہاں مفتی بہ قول کے مطابق وہ اپنی عدت سات ماہ گزارے گی بایں طور کہ اس کے طہر کو دو ماہ شمار کیا جائے گا بس اس کے طہر چھ ماہ بن گے اور تین حیض کی مقدار احتیاطاً ایک مہینہ ہے اور کہا گیا ہے کہ اس کی عدت تین ماہ میں گذر جائے گی لیکن اگر ہمیشہ اسے خون آتا ہو اور اسے عادت معلوم ہو تو اسے عادت کی طرف لوٹایا جائے گا۔

حنابلہ اور شوافع کی رائے: مستحاضہ جو حیض کا وقت بھول گئی ہو کی عدت اور مبتدأة کی عدت آٹھ کی طرح تین ماہ ہیں، اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حمہ بن جحش کو حکم فرمایا تھا کہ ہر مہینے میں چھ یا سات دن بیٹھی رہے آپ نے ہر ماہ کا اس کے لئے ایک حیض قرار دیا، اس دلیل کے ساتھ کہ وہ اس میں نماز وغیرہ چھوڑ دے۔ لیکن اگر اس کی عادت ہو یا وہ تمیز کر سکتی ہو تو اس پر عمل کیا جائے گا جسے وہ اس پر نماز اور روزہ کے سلسلہ میں عمل کرتی ہے۔ اور مالکیہ کے ہاں وہ مستحاضہ جو حیض کے خون اور استحاضہ کے خون میں فرق نہیں کر سکتی تو وہ ممتدة الطہر کی طرح ایک سال انتظار کرے گی پھر چھ ماہ استبراء کے شک دور کرنے کے لئے کیونکہ غالب عدت حمل یہی ہے اور تین ماہ عدت کے پھر شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی پس مستحاضہ جو تمیز نہ کر سکتی ہو اس کی اور جس کا حیض موخر ہو کسی بیماری کی وجہ سے ایک سال۔

مفقود کی بیوی کی عدت..... مفقود وہ غائب ہے جس کا معلوم نہ ہو آیا وہ زندہ ہے کہ اس کے آنے کی توقع ہو یا وہ مر گیا کہ اس کو قبر کے سپرد کیا جائے، جیسے وہ شخص جو اپنے اہل و عیال سے گم ہو جائے دن یا رات میں یا نماز کے لئے گیا لیکن واپس نہ آیا یا وہ کسی ہلاکت کی جگہ میں غائب ہو گیا یا لڑائی کی وجہ سے غائب ہو گیا یا اس کی سواری وغیرہ غرق ہو گئی اس کی بیوی کی عدت کا حکم اس کے حال کے حکم کے مطابق ہے فقہاء کے ہاں ① حنفیہ کے ہاں وہ اپنے نفس کے حق میں زندہ ہے اس کے مال میں وراثت جاری نہ ہو اور نہ ہی اس سے اس کی بیوی بائندہ ہوگی جب تک اس کی موت متحقق نہ ہو جائے عدت نہ گزارے گی، سابقہ زندگی کی حالت کے استصحاب کے طور پر اور رہ گئی وہ عورت جسے شوہر مفقود کے مرجانے کی خبر معتبر آدمی سے پہنچے یا اس نے اسے تین طلاقیں دے دیں یا طلاق کے سلسلہ میں کسی معتبر آدمی نے خط دیا تو پھر اس کے لئے کوئی حرج نہیں کہ وہ عدت گزارے اور شادی کر لے، شوافع بھی حنفیہ کی طرح ہی کہتے ہیں کہ اس کی بیوی کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اپنا نکاح فسخ کرے، کیونکہ جب اس کے مال کی تقسیم میں اس کی موت کا حکم نہیں تو اس کی بیوی کے نکاح کے لئے بھی اس کی موت کا حکم جائز نہیں تو اس کی بیوی اس وقت تک نہ عدت گزارے نہ شادی کرے جب تک اس کی موت یا طلاق متحقق نہ ہو جائے استصحاب پر عمل کرتے ہوئے اور علی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی وجہ سے کہ صبر کرے یہاں تک کہ اس کی موت کا علم ہو جائے۔ مالکیہ اور حنابلہ کے ہاں مفقود کی بیوی چار سال تک انتظار کرے پھر عدت وفات سے گزارے چار ماہ دس دن کیونکہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی سے غائب ہو گیا اور مفقود ہو گیا وہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور اس کا ان سے تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا چار سال انتظار کرو، اس نے ایسا کیا پھر آپ کے پاس آئی تو آپ نے فرمایا چار ماہ دس دن انتظار کرو اس نے ایسا ہی کیا اور ان کے پاس آئی تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس شخص کا ولی کہاں ہے اسے لایا گیا آپ نے فرمایا اسے طلاق دو اس نے ایسا کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس سے چاہو اب شادی کرلو۔ ②

تیسری بحث: عدت کی تحویل اور انتقال وتغیر..... کبھی کبھی مہینوں اور قرو سے عدت گزارنے والی پر ایسی حالتی آتی ہے کہ اس عدت کی نوعیت تبدیل ہو جاتی ہے تو اس پر واجب ہو جاتا ہے کہ وہ پیش آمدہ حالات کے مطابق عدت گزارے اور وہ حالات جن کی وجہ سے عدت کو تبدیل کیا جاتا ہے وہ درج ذیل حالات ہیں۔ ③

①..... الشرح الصغير ۲/ ۶۹۳، بداية المجتهد ۲/ ۵۲، المہذب ۲/ ۱۴۶، کشاف القناع ۵/ ۴۸۷، وما بعدها غاية النہی ۳/ ۱۲۱۲، المغنی ۷/ ۴۸۸، الدر المختار ۳/ ۱۶۰، مغنی المحتاج ۳/ ۳۹۷، رواہ النائم والجوزجانی ② البدائع ۳/ ۲۰۰، الدر المختار ۲/ ۸۲۶، فتح القدیر ۳/ ۲۷۵، ۲۷۷، ۲۷۹، الباب ۳/ ۸۱، الشرح الصغير ۲/ ۶۸۲، المہذب ۲/ ۱۴۳، کشاف القناع ۵/ ۴۸۰، مغنی المحتاج ۳/ ۳۸۹، المغنی ۷/ ۴۶۳،

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم ۴۲۸ باب النکاح

پہلی بات: مہینوں کی عدت کا حیض کی طرف تبدیل ہونا..... جب چھوٹی بچی کو یا یاس کو پہنچی ہوئی عورت کو طلاق ہوئی اس نے مہینوں کے حساب سے عدت گزارنا شروع کی پھر عدت ختم ہونے سے پہلے اسے حیض آنا شروع ہو گیا تو اس پر قراء کے اعتبار سے عدت گزارنا ہے، اور جو عدت گذر گئی وہ باطل ہے اور اس کی عدت حنفیہ اور حنابلہ کے ہاں تین کامل حیضوں سے ختم ہوگی، اور مالکیہ اور شوافع کے ہاں تین طہروں سے کیونکہ مہینے قرو کے بدلے میں تھے جب اصل پایا گیا تو پھر اس کے علاوہ سے عدت گزارنا جائز نہیں جیسے تیمم کرنے والے کا وضوء پر قادر ہو جانا، اور آئسہ جب خون دیکھے گی تو ظاہر ہوگا کہ اس کا گمان غلط تھا۔ اگر اس نے مہینوں کے حساب سے عدت گذاری پھر اسے حیض آ گیا تو اس پر نئے سرے سے قرو کے حساب سے عدت گزارنا لازم نہیں کیونکہ یہ عدت گزارنے کے بعد معاملہ پیش آیا، اور بدل سے مقصود حاصل ہو گیا لہذا اس کا حکم باطل نہ ہوگا اصل پر قدرت کی وجہ سے جیسے تیمم کر کے نماز پڑھ لے اور اگر وقت گذرنے کے بعد وضو پر قادر ہو جائے تو اس پر وضو کر کے نماز کا اعادہ واجب نہیں۔

دوسری بات: قرو سے عدت کا مہینوں یا وضع حمل کی طرف منتقل ہونا..... جب مطلقہ نے اقراء کے حساب سے عدت گزارنا شروع کی پھر اسے شوہر کا حمل ظاہر ہو گیا۔ شوافع اور مالکیہ کی آراء کے مطابق کہ حاملہ بھی کبھی خون دیکھتی ہے تو اس سے قروء کا حکم ساقط ہو جائے گا اور وہ وضع حمل کے ساتھ عدت گزارے گی، کیونکہ ظاہری اعتبار سے قروء رحم کی صفائی کی دلیل ہے اور حمل رحم کے مشغول ہونے کی دلیل ہے یہ ظاہر قطعی سے ساقط ہو جائے گا۔ حیض والی عورت کو جب طلاق ہوگی پھر اسے ایک یا دو مرتبہ حیض آ یا پھر وہ آئسہ ہوگئی تو اس کی عدت حیض سے مہینوں کی طرف منتقل ہو جائے گی اور حنفیہ کے ہاں وہ مہینوں کے حساب سے عدت نہ گزارے گی جب تک کہ ناامیدی کی عمر ۵۵ سال تک نہ پہنچ جائے جب سن یا س تک پہنچ گئی تو عدت کو نئے سرے سے شروع کرے گی مہینوں کے تین ماہ جو آئسہ کی عدت ہیں۔ شوافع کے ہاں جدید قول حنفیہ کی طرح ہے کہ وہ ہمیشہ عدت میں ہوگی یا تو اسے حیض آ جاتے یا پھر وہ سن ایسا کو پہنچ جائے پھر وہ اس وقت تین ماہ گزارے اس لئے کہ مہینوں کے اعتبار سے عدت گزارنا یا اس کے بعد ہے لہذا اس سے پہلے جائز نہیں اور یہ آئسہ نہیں نیز اسے خون کے آنے کی امید ہے لہذا یہ مہینوں کے حساب سے نہ گزارے گی جیسا کسی عارض کی وجہ سے اس کا حیض ختم ہو جائے۔

تیسری بات: عدت وفات کی طرف منتقل ہونا..... اگر شوہر مر جائے اور اس نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دی ہو اور وہ اس کی عدت گزار رہی ہو تو وہ بالا جماع عدت وفات گزارے گی اور وہ چار ماہ دس دن ہیں چاہے طلاق صحت کی حالت میں ہو یا مرض کی موت کی حالت میں اس لئے کہ طلاق رجعی والی بیوی شمار ہوتی ہے جب تک وہ عدت میں ہو، اور شوہر کی موت بیوی پر عدت وفات واجب کرتی ہے، رجعت کے احکام لغو ہو جاتے ہیں اور طلاق کی باقی عدت ساقط ہو جاتی ہے اس کا نفقہ بھی ساقط ہو جائے گا اور اس کے لئے عدت وفات کے احکام ثابت ہوں گے سوگ وغیرہ شام کے قانون میں اس کی تصریح سے دفعہ ۱۲۱ میں ۲ جب شوہر فوت ہو گیا اور بیوی طلاق رجعی کی عدت میں ہو تو وہ عدت وفات کی طرف منتقل ہو جائے گی اور جو گذر گئی وہ شمار نہ ہوگی۔

لیکن اگر شوہر بیوی کی طلاق بائن کی عدت میں مر جائے تو وہ عورت وفات کی عدت کی طرف منتقل نہ ہوگی بلکہ طلاق بائن کی عدت پوری کرے گی کیونکہ وہ اس کی بیوی نہیں لہذا عدت طلاق پوری کرے گی اور اس پر سوگ بھی نہیں اگر حاملہ ہے تو اس کے لیے نفقہ ہے

چوتھی بات: البعد الا جلیین عدت یا طلاق فار کی عدت..... فقہاء کے دو مذہب ہیں: ایک امام ابوحنیفہ، امام محمد اور امام احمد کا مذہب کہ اگر بیوی کو میراث سے محروم رکھنے کے لئے اگر طلاق دی گئی بائیں طور کہ مرض الموت میں طلاق دے اور پھر وہ عدت میں تھی اور وہ مر گیا تو یہ عورت طلاق کی عدت سے منتقل ہو جائے گی اس عدت کی طرف جو وفات اور طلاق کی عدت میں سے لمبی ہے احتیاطاً بائیں طور کہ موت کے وقت سے چار ماہ دس دن انتظار کرے اگر اس دوران اسے حیض نہ آئے تو اس کے بعد حنفیہ حنابلہ کے ہاں وہ تین حیض عدت گزارے اور

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم ----- ۴۲۹ ----- باب النکاح

اگر اس کا طہر ممتد ہو گیا تو پھر اس کی عدت اس وقت تک رہے گی جب تک وہ آنسہ کی عمر کو پہنچ جائے، اس لئے کہ جب عورت اپنے شوہر سے وارث ہوتی ہے تو وفات کے وقت سے نکاح حکماً قائم اور باقی شمار ہوتا ہے، لہذا اس پر وفات کی عدت واجب ہوگی اور یہ کہ اگر طلاق بائن ہو تو عورت کی زوجیت قائم نہیں سمجھی جاتی اور اس پر عدت وفات واجب نہیں ہوتی بلکہ طلاق کی عدت ہوتی ہے پس ان دو اعتباروں کی رعایت دو نوں عدتوں کا تداخل ہے اور ان دونوں کو اکٹھے گزارے گی۔ شام کے قانون میں ۱۲/۲ دفعہ میں اسی رائے کو لیا گیا ہے۔ جب شوہر وفات پا جائے اور عورت طلاق بائن کی عدت میں ہو تو وہ عدت وفات اور طلاق بائن کی عدت میں سے جو بعد اور لمبی ہو وہ گزارے گی لیکن مناسب یہ ہے کہ لفظ بائن کو اس قید سے مقید کیا جائے کہ اس حالت میں کہ طلاق فرار کی حالت ہو۔ اس لئے کہ اس حالت کے علاوہ عدت منتقل نہ ہوگی اس لئے کہ طلاق بائن کے بعد زوجیت قائم نہیں ہوتی۔

امام مالک، امام شافعی اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ فار کی بیوی عدت وفات اور طلاق میں سے لمبی عدت نہیں گزاریے گی بلکہ وہ طلاق کی عدت مکمل کرے گی، کیونکہ اس کا شوہر اس حال میں مرا کہ یہ اس کی بیوی نہ تھی کیونکہ یہ نکاح سے بائنہ تھی، لہذا منکوحہ نہ ہوئی اور وفات کے وقت نکاح باقی رہنا یہ امام مالک کی رائے میں میراث کے حق میں ہے نہ کہ عدت کے حق میں اس لئے کہ جو چیز خلاف اصل ثابت ہو اس میں توسع نہیں ہوتا یہی میرے ہاں راجح ہے۔ اور شوافع کے ہاں لمبی عدت کا تصور اس صورت میں ہے کہ جب آدمی اپنی دونوں بیویوں میں سے ایک کو طلاق بائن دے اور پھر جسے طلاق دی اس کی تعیین سے پہلے مر جائے تو ان میں سے ہر ایک عدت وفات اور یا قرو میں سے زیادہ عدت گزارے گی اس لئے کہ ان میں سے ہر ایک پر طلاق کی عدت واجب ہے۔ ان پر وفات کی وجہ سے عدت مشتبہ ہو گئی لہذا واجب ہے کہ بعد الاجلین گزارے تاکہ جس شک میں پڑ گئی ہے اس سے یقین سے نکل جائے۔ جیسا کہ جس شخص پر دو نمازوں میں سے ایک کا اشتباہ ہو تو اس پر دونوں پڑھنا لازم ہیں، اور مالکیہ کے ہاں عورت لمبی عدت گزارے گی جب طلاق رجعی کی عدت گزار رہی ہو اور شوہر فوت ہو جائے۔

چوتھی بحث: عدت کی ابتداء کا وقت اور جس سے اس کا ختم ہونا معلوم ہو:

ابتداء عدت..... حنفیہ نے ① عدت کی ابتداء پر درج ذیل تفصیل کی ہے۔

۱۔ اگر نکاح صحیح ہو تو عدت کی ابتداء طلاق یا فسخ کے یا موت کے بعد ہوگی پس طلاق میں عدت طلاق کے بعد شروع ہوگی اور وفات میں وفات کے فوراً بعد تمام فقہاء کے ہاں بالاتفاق اور عدت ختم ہو جائے گی اگرچہ عورت کو طلاق یا وفات کا علم نہ بھی ہو کیونکہ یہ مدت ہے لہذا مدت کے گزارنے کا علم ہونا شرط نہیں چاہے مرد طلاق کا اقرار کرے یا انکار اگر مرد نے بیوی کو طلاق دی پھر انکار کر دیا اور عورت نے گواہ قائم کر دیئے اور قاضی نے تفریق کا فیصلہ دے دیا مثلاً عورت نے شوال میں دعویٰ کیا اور قاضی نے محرم میں فیصلہ دیا تو عدت طلاق کے وقت سے ہوگی نہ کہ فیصلہ کے وقت سے، اور عدت ختم ہو جائے گی اگرچہ عورت کو طلاق وفات کا علم نہ بھی ہو، اگر آدمی نے اپنی حاملہ بیوی کو طلاق دے دی یا مر گیا اور عورت کو اطلاع نہ پہنچی تھی کہ اسے وضع حمل ہو گیا تو اس کی عدت بالاتفاق ختم ہو گئی۔

۲..... اور اگر نکاح فاسد ہے تو عدت کی ابتداء تو قاضی کی تفریق کے بعد ہوگی یا متارکت کے بعد اور وطی کرنے والے کا ترک وطی کے عزم کے بعد، بایں طور اپنی زبان سے کہے میں نے اس کی وطی چھوڑ دی یا میں نے اسے چھوڑ دیا یا میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا وغیرہ اور انہی میں طلاق بھی ہے اور شوہر کا انکار بھی ہے جبکہ عورت کی موجودگی میں ہو، ورنہ انکار متارکت شمار نہ ہوگا۔ شامی قانون دفعہ ۱۲۵۔ میں نکاح صحیح

①..... الدر المختار ۲/۸۳۸، البدایع ۳/۱۹۰، فتح القدیر ۳/۲۸۶، الکشاف ۳/۸۴، القوانين الفقہیہ ۲۳۵، ۲۳۸، غایۃ

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم..... ۴۳۰..... باب النکاح
اور فاسد کی عدت کی ابتداء کے بارے میں یوں تصریح ہے۔ عدت شروع ہوگی، طلاق وفات یا فسخ کی تاریخ سے یا قاضی کی تفریق یا نکاح فاسد میں جدائی کے بعد۔

۳..... اگر وطی شبہ کی وجہ سے ہو تو ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ❶ مجھے بات کی تصریح نہیں ملی کہ وطی بالشبہ کی عدت کی ابتداء کہاں سے ہوگی اور مناسب یہ ہے کہ آخری وطی کے بعد سے ہو کہ شبہ زائل ہوگا، بایں طور کہ اسے معلوم ہو بیوی نہیں اور اس کے لئے حلال نہیں کیونکہ یہاں کوئی عقد نہیں اور عورت کے لئے کوئی سبب نہیں سوائے مذکورہ وطی کے، یہی رائے حق ہے اس لئے کہ عدت کی ابتداء اسی سبب سے ہوئی جو عدت کی طرف لایا ہے اور شبہ کی وطی کی حالت میں جماع اس عدت کا سبب ہے لہذا اسی سے شروع کرے گی۔

دو عورتوں میں مداخل..... جب سابقہ عدت کے دوران زیادہ عدت کا سبب پایا جائے تو آیا ان دو عدتوں میں مداخل ہوگا یا پہلی عدت ہی کی تکمیل ہوگی اور اس کے بعد نئی گزارے گی؟ حنفیہ کے ہاں ❷ جب دو عدتیں واجب ہو تو ان میں مداخل ہوگا چاہے ایک جنس کی ہوں یا دو جنس کی ایک مرد کی طرف سے ہوں یا دو مردوں کی طرف سے ایک جنس کی ایک مرد کی طرف سے ہونے کی مثال: جب مطلقہ بیوی سے دوران عدت نکاح کرے پھر اس سے وطی کرے، پھر متارکت کریں کہ اس پہ ایک اور عدت واجب ہو جائے تو ان دونوں عدتوں میں مداخل ہوگا۔ دو جنس اور دو مردوں کی طرف سے ہونے کی مثال متوقی عنہا زوجہا ہے جب اس سے وطی بالشبہ ہو جائے اور اس پر ایک اور عدت ہو تو ان دونوں عدتوں میں مداخل ہوگا اور یہ اس لئے کہ حنفیہ کے ہاں عدت کا مقصد آثار نکاح کو ختم کرنا ہے برخلاف جمہور کے جو عدت کو انتظار قرار دیتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے ہاں جب مرد نے اپنی اس بیوی کو طلاق دے دی جس سے دخول کیا تھا طلاق بائنہ صغریٰ پھر اس سے عدت ختم ہونے سے پہلے نکاح کر لیا پھر اس دخول سے پہلے طلاق دے دی تو اس پر نئی عدت شروع کرنا واجب ہے۔

اور گزری ہوئی عدت پر ناجائز نہیں اس لئے کہ عقد نکاح کی وجہ سے وہ پہلی حالت کی طرف لوٹ آئی اور یہ دخول بھاتی لہذا جب اس نے اسے طلاق دی تو دخول کے بعد طلاق ہوئی، لہذا اس پر مستقل عدت واجب ہے، اور عورت کے لئے پورا مہر ہے امام مالک اور امام محمد اس پر نئی عدت واجب نہیں کرتے بلکہ وہ پہلی عدت ہی پوری کرے گی اور عورت کے لئے مقرر مہر میں سے نصف واجب ہوگا۔

جمہور کے ہاں ❸ اگر دونوں عدتیں ایک مرد کی طرف سے ہوں اور ایک ہی جنس کی ہوں تو ان میں مداخل ہوگا اس طور پر کہ شوہر نے اپنی بیوی کو طلاق دی پھر اس سے عدت میں وطی کر لی اور اسے یاد نہ رہا کہ طلاق بائنہ تھی یا اسے یہ معلوم تھا طلاق رجعی ہے تو دونوں عدتوں میں مداخل ہوگا وطی کے بعد وہ حیض یا مہینے کے حساب سے عدت شروع کرے گی اسی میں طلاق کی باقی داخل ہوگی اس لئے کہ طلاق اور وطی کی عدت کا مقصد ایک ہی ہے لہذا تعدد کا کوئی معنی نہیں اور یہ باقی دونوں طرف سے ہوگی۔

اور اسی طرح مداخل ہوگا اگر دونوں عدتیں متفق نہ ہوں اور دو جنس کی ہوں مثلاً ایک حمل کی ہو اور دوسری قروی مثلاً بیوی کو طلاق دی حالت حمل میں پھر وضع حمل سے پہلے اس سے وطی کر لی یا سے طلاق دی، حاملہ نہ تھی پھر قروی کے دوران اس سے وطی کر لی اور وہ حاملہ ہو گئی تو یہ دونوں صورتوں کی عدتیں وضع حمل سے گزارے گی چاہے حمل کے ساتھ خون دیکھے یا نہ، اور طلاق رجعی کی عدت میں شوہر کو حق حاصل ہے کہ وضع سے پہلے اس سے رجوع کر لے۔ اور اگر دونوں عدتیں دو آدمیوں کی ہوں مثلاً شوہر کی عدت میں ہو یا وطی بالشبہ کی عدت میں ہو پھر وطی بالشبہ ہو گئی یا نکاح فاسد ہو گیا اور وطی کرنے والا پہلی عدت والا نہیں یا بیوی شبہ کی معتدہ تھی پھر اسے وطی بالشبہ کے بعد طلاق ہو گئی تو ان میں مداخل نہ ہو گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کے اثر پر عمل کرتے ہوئے جو امام شافعی نے روایت کیا ہے اگر حمل ہے تو پہلے اس کے وضع سے

❶..... ردالمحتار ۳۰/۳۱۔ البدائع ۲/۱۹۰، الدر المختار ۲/۸۳، فتح القدير والعناية ۳/۲۸۲، ۲۸۹۔ القوانین الفقہیہ

۲/۱۹۰، الشرح الصغير ۲/۷۱۵، مغنی المحتاج ۳/۳۹۱، ۳۹۳، المہذب ۲/۱۵۱، المغنی ۷/۴۸۱، ۴۸۶، غایۃ

المنتہی ۳/۲۱۵، کشاف القناع ۵/۴۹۲۔

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم ۴۳۱ باب النکاح

عدت گزارے اگر حمل نہیں تو پہلے طلاق کی عدت پوری کرے اگر چہ وطی بالثبہ طلاق سے پہلے ہوئی ہو کیونکہ طلاق کی عدت قوی ہے کہ اس کی نسبت ایک جائز عقد کی طرف سے پھر دوسری عدت شروع کرے گی۔

اگر طلاق کی عدت کے دوران عورت نے نکاح کر لیا اور اس دوسرے شوہر نے ہمبستری بھی کر لی پھر نکاح باطل ہونے کی وجہ سے ان میں تفریق کر دی گئی تو باقی عدت پہلی کی گزارے گی پھر دوسرے کی عدت شروع کرے گی۔

اور حنفیہ کے ہاں دوسرے کی عدت گزارے گی اس سے جدا ہونے کے بعد اور دوسرے قرو کے ساتھ عدت پہلی اور دوسری دونوں کی ہو گی کیونکہ مقصد رحم کی صفائی ہے، اور اس سے دونوں سے رحم کی صفائی حاصل ہو جاتی ہے اور اگر حاملہ ہے تو وضع حمل بالاتفاق دونوں عدتوں کے لئے کافی ہے جیسے کہ پہلے گذرا وہ امور جن کے ذریعہ عدت پوری ہو جانے کا پتہ چلتا ہے:

جب عورت کے طلاق دہندہ خاوند کے ساتھ عدت گزر جانے کا اختلاف ہو جائے تو دیکھا جائے گا کہ کون سچا ہے؟؟ بیوی (طلاق یافتہ عورت) یا اس کا خاوند (طلاق دہندہ)؟ تاہم عدت گزر جانے کا علم یا تو قول سے ہوتا ہے یا فعل سے۔ ❶

فعل سے..... اس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ مثلاً عورت کسی اور شخص کے ساتھ نکاح کر لے اور طلاق کے بعد تا نکاح اتنا عرصہ گزر جائے جو عدت پوری ہونے کا احتمال رکھتا ہو، اگر نکاح کر لینے کے بعد عورت کہے: میری عدت نہیں گزری تو اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی، گویا دوسرا نکاح جائز ہوگا، کیونکہ احتمالی عرصہ گزر جانے کے بعد اقامت نکاح عدت پوری ہو جانے کی دلیل ہے۔

قول سے..... اس کا حاصل یہ ہے کہ معتدہ (جو عورت بعد از طلاق عدت گزار رہی ہو) اتنی مدت کے بعد اپنی عدت پوری ہونے کی خبر دے کہ اتنی مدت عدت گزر جانے کا احتمال رکھتی ہو، اگر عورت کہتے: میری عدت گزر چکی ہے اور مدت بھی اس کا احتمال رکھتی ہو جبکہ مرد اس کی تکذیب کرتا ہو تو قسم کے ساتھ عورت کا قول معتبر ہوگا اور اگر مدت اس کا احتمال نہ رکھتی ہو تو اس کا قول قبول نہیں کیا جائے گا، کیونکہ ظاہر اس کا مخالف ہے۔

اگر خاوند کہے: مجھے ایک عورت نے پہلے سے خبر دی ہے کہ مطلقہ کی عدت گزر چکی ہے اگر اتنی مدت ہوئی ہو کہ اس میں عدت پوری نہ ہو سکتی ہو تو مرد کا قول قبول نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی عورت کا قول قبول کیا جائے گا، ہاں البتہ اگر حمل ساقط ہو جائے تو پھر عورت کا قول قبول کر لیا جائے گا، اگر احتمالی مدت گزر چکی ہو جبکہ عورت مرد کی تکذیب کرتی ہو تو حتی الامکان عورت کے قول پر عمل کیا جائے گا تاہم مرد کے حق میں اور شریعت کے حق میں مرد کا قول معتبر ہوگا چنانہ وہ مطلقہ کی بہن کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے، کیونکہ یہ امر دینی ہے مرد کا قول قبول کیا جائے گا اور عورت کے حق میں اس کی خبر پر عمل کیا جائے گا گویا وہ نفقہ اور رہائش کی مستحق ہوگی۔

اول مدت..... وہ کم از کم مدت جس کے گزرنے کے بعد معتدہ کی عدت گزرنے کی صدیق کی جائے گی وہ حنفیہ کی رائے کے مطابق کچھ یوں ہے۔

۱..... اگر عورت کی عدت مہینوں کے حساب سے گزر رہی ہو تو عدت طلاق کی صورت میں تین مہینوں سے کم کی تصدیق نہیں کی جائے گی اور عدت وفات کی صورت میں ۴ ماہ، ۱۰ دن سے کم کی تصدیق نہیں کی جائے گی۔

اگر عورت کو وقت پر حیض آتا ہو اور اس کا خاوند وفات ہو چکا ہو تو چار ماہ دس دن سے کم عرصہ کی تصدیق نہیں کی جائے گی اور اگر عدت طلاق ہو اور عورت اتنی مدت گزر جانے کے بعد عدت پوری ہونے کی خبر دے کہ وہ مدت عدت گزرنے کا احتمال رکھتی ہو تو عورت کا قول قبول کیا جائے گا، اگر اتنی مدت بیان کرتی ہو کہ وہ مدت عدت کا احتمال نہ رکھتی ہو تو عورت کا قول قبول نہیں کیا جائے گا، الا یہ کہ عورت اپنے قول کی کوئی معتبر

توجیہ بیان کر دے تو اس کی تصدیق کی جائے گی، مثلاً عورت کہے مجھے حمل تھا جس کی کچھ تخلیق ظاہر ہو چکی تھی وہ ساقط ہو گیا تو اس کا قول قبول کیا جائے گا۔

کیونکہ عدت پوری ہو جانے کی خبر دینے میں عورت امین قرار دی گئی ہے، چنانچہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے عورت پر اعتماد کیا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يَحِلُّ لَكُنَّ أَنْ يَكْتُمَنَّ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ..... البقرة ۲۲۸/۲

عورتوں کے لئے حلال نہیں کہ وہ اس حمل کو چھپائیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے رحم میں پیدا کر دیا ہے۔

اس آیت کی تفسیر حیض اور حمل سے کی گئی ہے۔ جبکہ امین کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوتا ہے۔

اگر عورت احتمالی مدت کے بعد عدت گزر جانے کی خبر دے تو اس کا قول قبول کر لیا جائے گا اور اگر مدت احتمال نہ رکھتی ہو تو اس کا قول قبول نہیں کیا جائے گا کیونکہ امین کا قول صرف اسی صورت میں قبول کیا جاتا ہے جب ظاہری حالت سے اس کی تکذیب نہ ہوتی ہو۔

حیض کی صورت میں کم از کم مدت عدت..... امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اگر معتدہ آزاد عورت ہو تو حیض کے اعتبار سے اس کی عدت کی کم از کم مدت ساٹھ دن ہیں، اس کی صورت یہ ہے کہ حیض کی اوسط مدت یعنی پانچ دن کا اعتبار کیا جائے گا اور تین حیض گزارنے ہوں گے یوں حیض کے پندرہ دن ہوئے اور مختلف طہر کے پینتالیس (۳۵) دن ہوئے بایں طور کہ ابتداء طہر سے ہو، یوں کل ملا کر ۶۰ (ساتھ) دن ہوئے۔

صاحبین کہتے ہیں..... کم از کم مدت انتالیس (۳۹) دن ہیں، چونکہ حیض کی کم از کم مدت تین دن ہیں گویا تین حیضوں کے مجموعی ایام ۹ (نو) ہوئے اور ابتداء حیض سے ہو پھر پندرہ (۱۵) دن طہر ہو پھر تین دن حیض پھر پندرہ (۱۵) دن طہر اور پھر تین دن حیض یہ کل ملا کر انتالیس (۳۹) دن ہوئے جبکہ دوسرے مذاہب کی آراء قبل ازیں میں بیان کر چکا ہوں۔

پانچویں بحث.....معتدہ کے حقوق و فرائض (ذمہ داریاں)

معتدہ کے مندرجہ ذیل احکام ہیں۔ ①

اولاً حرمت پیغام نکاح..... اجنبی شخص صراحۃً معتدہ کو پیغام نکاح نہیں بھیج سکتا، معتدہ خواہ مطلقہ ہو یا اس کا خاوند وفات پا گیا ہو، چونکہ جس عورت کو طلاق رجعی دی گئی ہو وہ بقائے نکاح کے حکم میں ہوتی ہے اسے پیغام نکاح دینا جائز ہی نہیں، جبکہ جس عورت کو تین طلاقیں دی گئی ہوں یا مطلقہ بائنہ ہو یا اس کا خاوند وفات پا گیا ہو تو ان کے نکاح کے کچھ اثرات باقی ہوتے ہیں اس لئے انہیں بھی پیغام نکاح بھیجنا جائز نہیں۔

اگر عورت عدت طلاق میں ہو تو بھی اسے اشارۃً یا کنایۃً پیغام نکاح دینا جائز نہیں، اگر عورت کا خاوند وفات پا گیا ہو تو تعریضاً اسے پیغام نکاح دینا جائز ہے، چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خُطْبَةِ النِّسَاءِ..... البقرة ۲۳۵/۲

①..... البدائع ۳/۳۰۴، البحر الرائق ۴/۱۶۲، اللباب ۳/۸۵، الدر المختار و رد المحتار ۲/۸۴۰، فتح القدیر ۳/۲۹۱، الشرح الصغير ۲/۲۷۹، مغنی المحتاج ۳/۳۹۰، المہذب ۲/۱۴۶، المغنی ۷/۳۸۰، غایۃ المنتہی ۳/۲۱۷، بدایۃ المجتہد ۲/۹۴۔

فقہ الاسلامی وادلہ..... جلد نم..... ۴۳۳..... باب النکاح

اور (عدت کے دوران) اگر تم ان عورتوں کو اشارے کنائے میں نکاح کا پیغام دو تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔
نیز جو عورت عدت طلاق میں ہو اس کے لئے دن یا رات کو گھر سے باہر جانا جائز نہیں۔ اور پھر پیغام نکاح بھیج کر پہلے خاوند کو عداوت پر ابھارنا ہوتا ہے جبکہ متوفی عنہا زوجہا میں یہ بات نہیں ہوتی۔
دوم: تحریم نکاح..... بالا جماع اجنبی (یعنی دوسرے شخص) کے لئے معتدہ کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَعْرِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْدَأَ الْكِتَابَ أَجَلُهُ

بقہ ۲۵۵

اور نکاح کا عقد پکا کرنے کا اس وقت تک ارادہ بھی مت کرنا جب تک عدت کی مقررہ مدت اپنی میعاد و نہ پہنچ جائے۔
نیز طلاق رجعی میں زوجیت باقی رہتی ہے اور تین طلاقوں کی صورت میں اور طلاق بانہ کی صورت میں نکاح کے اثرات باقی رہتے ہیں۔

اگر عورت دوران عدت نکاح کر لے تو اس کا نکاح باطل ہوتا ہے کیونکہ پہلے خاوند کا حق باقی ہوتا ہے۔ اور نکاح ممنوع ہوتا ہے، یہ ایسا ہی ہے جیسے خاوند کے نکاح میں ہوتے ہوئے کوئی عورت نکاح پر نکاح کرے۔

البتہ صاحب عدت معتدہ کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے کیونکہ عدت اس لئے مشروع ہوئی ہے تاکہ صاحب عدت کا حق محفوظ رہے اور اس کا نطفہ رحم میں محترم رہے تاہم صاحب سے بڑھ کر نطفے کا محافظ کوئی اور نہیں ہو سکتا، البتہ اگر عدت گزر جائے تو کوئی شخص بھی اس عورت کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے۔

مالکیہ کے ہاں یہ قاعدہ ہے۔ ہر وہ نکاح جو دخول کے بعد اضطراراً فسخ کر دیا جائے تو خاوند دوران عدت عورت کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتا اور ہر وہ نکاح جو زوجین میں سے کسی ایک کے اختیار سے فسخ کیا جائے بایں طور کہ انہیں خیار حاصل ہو تو خاوند عدت کے دوران نکاح کر سکتا ہے۔ ❶

سوم: گھر سے باہر جانے کی حرمت:

معتدہ کے گھر سے باہر جانے کے متعلق فقہاء کی آراء قریب قریب ایک جیسی ہیں۔

حنفیہ..... مطلقہ اور متوفی عنہا (بیوہ) کے درمیان فرق کرتے ہیں۔ چنانچہ حنفیہ کہتے ہیں: عاقلہ، بالغہ، آزاد، مسلمان مطلقہ معتدہ (جو نکاح صحیح کے بعد طلاق کی عدت گزار رہی ہو) پر دن کو رات کو باہر جانا حرام ہے برابر ہے کہ طلاق بانہ ہو یا مغلطہ ہو یا رجعی ہو۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ

اصط ۵۸۵

ان عورتوں کو ان کے گھروں سے باہر نہ نکالو اور نہ ہی وہ خود باہر جائیں، الا یہ کہ ان سے جسم حلال کوئی بے حیائی سرزد ہو جائے۔
یعنی اگر معتدہ مرتکب زنا ہو جائے اور اس پر حد جاری کرنی ہو تو اسے باہر نکالا جاسکتا ہے، امام ابو حنیفہ کی رائے ہے کہ فحش عورت کا باہر نکالنا ہی فاحشہ (بے حیائی) ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ

اصط ۶۱۵

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم ۴۳۴..... باب النکاح

انہیں وہیں رہائش دو جہاں تم سکونت پذیر ہو۔

سکونت دینے کا حکم گویا اخراج و خروج کی ممانعت ہے، طلاق مغلظہ اور بائنہ کی صورت میں بھی عموم نہی کی وجہ سے باہر نکلنا جائز نہیں، رحم میں پڑے نطفے کی حفاظت واجب ہے تا کہ نطفہ اختلاط کا شکار نہ ہو۔

جس عورت کا خاوند مر گیا ہو اور وہ عدت میں ہو وہ رات کو باہر نہیں جاسکتی، البتہ ضروریات زندگی کے لئے دن دن کو باہر جاسکتی ہے، کیونکہ معاش کی اسے بھی حاجت ہے، تاہم رات کو نہ جائے، برخلاف مطلقہ کے چونکہ اس کا نفقہ اس کے خاوند کے ذمہ واجب ہوتا ہے۔ جو عورت طلاق ثلاث، بائنہ یا رجعی کی عدت میں ہو وہ مقررہ گھر سے باہر نہیں جاسکتی اور نہ سفر پر جاسکتی ہے حتیٰ کہ سفر حج پر بھی نہیں جاسکتی، خاوند بھی اسے سفر پر اپنے ساتھ نہیں لے کر جاسکتا۔

چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

لَا تَخْرُجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ الطلاق ۱/۶۵

انہیں ان کے گھروں سے باہر نہ نکالو اور نہ ہی وہ خود باہر نکلیں۔

تاہم اگر اجازت کے بغیر عورت باہر جائے تو اس پر خاوند اسے مار سکتا ہے، الا یہ کہ عورت کو فتویٰ لینے کی ضرورت ہو اور خاوند عالم نہ ہو تو وہ خاوند کی اجازت کے بغیر بھی باہر جاسکتی ہے۔

اگر نکاح فاسد کے بعد عورت عدت میں ہو تو وہ گھر سے باہر جاسکتی ہے چونکہ عدت کے احکام نکاح صحیح پر مرتب ہوتے ہیں، اسی طرح نابالغ لڑکی یا مجنون لڑکی اگر فرقت رجعی کی عدت میں نہ ہو تو وہ بھی گھر سے باہر جاسکتی ہے، خواہ خاوند اسے اجازت دے یا نہ دے، چونکہ نابالغ اور مجنون لڑکی پر اللہ کا حق واجب نہیں نیز نابالغ کا رحم نطفہ میں مشغول نہیں ہوتا لہذا خاوند کا حق بھی باقی نہیں رہتا، البتہ خاوند مجنون کو باہر جانے سے روک سکتا ہے تا کہ رحم میں پڑا نطفہ محفوظ رہے اور اگر فرقت رجعی ہو تو نابالغ لڑکی خاوند کی اجازت کے بغیر باہر نہیں جاسکتی چونکہ وہ اس کی بیوی ہوتی ہے۔

یہ ساری تفصیل حالت اختیار کی ہے جبکہ حالت ضرورت میں معتدہ گھر سے باہر جاسکتی ہے، اگر گھر سے باہر نکلنے کی اضطراری حالت پیش آجائے بایں طور کہ چھت گرنے کا اندیشہ ہو یا عورت کو اپنے ساز و سامان کا خوف ہو، یا گھر کا کرایہ نہ رکھتی ہو تو اس وقت عورت باہر جاسکتی ہے، اگر جس جگہ عورت کو طلاق ہوئی وہاں رہتے اسے تکلیف ہوتی ہو تو دیہات میں منتقل ہو سکتی ہے لیکن خاوند کے ساتھ ہو، اگر اس جگہ عورت کو تکلیف نہ ہوتی ہو تو اس جگہ سے کہیں اور منتقل نہ ہو۔

مالکیہ اور حنابلہ نے معتدہ کے لئے ضرورت اور عذر کی وجہ سے باہر جانا جائز قرار دیا ہے مثلاً چھت گرنے کا خوف ہو یا پانی میں ڈوبنے کا خوف ہو یا دشمن اور چوروں وغیرہ کا خوف ہو یا مکان کا کرایہ بڑھ گیا ہو وغیرہ۔

مالکیہ اور حنابلہ نے دن کے وقت اپنی حوائج پوری کرنے کے لئے معتدہ کے باہر جانے کو مطلقاً جائز قرار دیا ہے خواہ مطلقہ ہو یا اس کا خاوند وفات پا گیا ہو۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ۔ میری خالہ کو تین طلاقیں ہو گئیں وہ کھجوریں توڑنے گھر سے باہر جاتی تھی، اسی عرصہ میں اسے ایک شخص ملا اس نے باہر نکلنے سے منع کیا میری خالہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم باہر جایا کرو اور کھجوریں توڑ لیا کرو شاید ان کھجوروں میں سے تم صدقہ کرو یا کوئی اور بھلائی کا کام کرو۔ ① مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ غزوہ احد میں بہت سارے مسلمان شہید ہو چکے تھے ان کی بیویاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: اے اللہ کے رسول: رات کو ہمیں (تنہائی کی وجہ سے) وحشت ہوتی ہے کیا ہم رات گزارنے ایک دوسری کے پاس چلی جایا کریں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الفقه الاسلامی وادلتہ جلد نہم ۴۳۶ باب النکاح

حنفیہ کہتے ہیں: مطلقہ رجعیہ کے لئے جائز ہے کہ وہ خاوند کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہے۔ اگر خاوند کا رجوع کرنے کا ارادہ ہو تو طلاق کے بعد استمتاع کر سکتا ہے، چونکہ حنفیہ کے نزدیک طلاق رجعی سے استمتاع حرام نہیں ہوتا اور استمتاع رجعت ہوگا، اگر خاوند کا رجوع کرنے کا ارادہ ہو تو وہ بلا اجازت بھی عورت کے پاس آ سکتا ہے۔

جبکہ طلاق بائن یا حلاق مغلطہ کی صورت میں مرد اور مطلقہ کے درمیان پردہ یا دیوار وغیرہ کا ہونا ضروری ہے جو دونوں کے درمیان آڑ بنا رہے یہ تب ہے جب گھر تنگ ہو اور اگر گھر وسیع ہو تو مطلقہ مستقل طور پر کسی ایک کمرے میں رہے، طلاق دہندہ اس کی طرف دیکھ بھی نہیں سکتا اور اس کے پاس رات بھی نہیں گزار سکتا، اگر گھر ایک کمرہ ہی ہو تو طلاق دہندہ نکل جائے تا وقتیکہ مطلقہ کی عدت پوری ہو جائے، چونکہ زوجیت والے گھر میں عدت گزارنا شرعاً واجب ہے تاکہ خلوت رہے۔

غلطی کا ازالہ۔۔۔ آج کل یہ رواج چل پڑا ہے کہ مطلقہ زوجیت والے گھر سے نکل جاتی ہے اور عموماً والدین کے ہاں چلی جاتی ہے اس رواج کا کوئی اعتبار نہیں چونکہ یہ رواج نص صریح سے متصادم ہے۔ چنانچہ آیت گزر چکی ہے کہ۔

لَا تَخْرُجُوهُنَّ مِنْ بَيْوتِهِنَّ۔ (طلاق ۱۰۶)

لیکن حنفیہ کے نزدیک گھر کا تنگ ہونا یا خاوند کا فاق ہونا عذر سمجھا گیا ہے اس لئے مطلقہ اس گھر سے نکل سکتی ہے، البتہ خاوند کسی اور گھر کو متعین کر دے جہاں مطلقہ عورت عدت گزارے، اگر خاوند وفات پا گیا ہو تو خود عورت گھر کی تعیین کر سکتی ہے، اسی طرح اگر مطلقہ پروسیوں کو اذیت پہنچاتی ہو تو یہ بھی حنا بلہ کے نزدیک عذر ہے اور مطلقہ کسی دوسرے گھر میں منتقل ہو سکتی ہے۔

معتدہ گھر کے صحن میں نہیں نکل سکتی جہاں اجنبیوں کے گھر بھی ہوں اور غیروں کی نظر پڑتی ہو، کیونکہ ایسے صحن میں نکلنا سڑک پر نکلنے کے حکم میں ہے، اگر اس صحن کے آس پاس غیروں کے مکانات نہ ہوں بلکہ اپنے مکان کا مخصوص صحن ہو تو اس میں معتدہ نکل سکتی ہے۔

شافعیہ کہتے ہیں ❶ مرد معتدہ کے ساتھ خاوند کی طرح رہے البتہ اس سے وطی نہیں کر سکتا اگر عورت کو طلاق بائن ہوئی ہو تو اس کی عدت مذکورہ طریقے پر کیونکہ اس کے ساتھ اختلاط حرام ہے اور وطی زنا ہے، حرام کا اثر حکم شرعی پر نہیں ہوتا، جیسے مرنی بہا۔ چنانچہ زنا پر حکم شرعی مرتب نہیں ہوتا، اگر عورت کو طلاق رجعی ہوئی ہو تو اس کی عدت پوری نہیں ہوگی کیونکہ شبہ قائم باقی ہے کیونکہ عدت براءت رحم کے لئے ہوتی ہے معتدہ کا نفقہ: خاوند پر واجب ہے اور اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱..... اگر معتدہ مطلقہ رجعیہ ہو تو اس کا جملہ نفقہ یعنی کھانا، کپڑے اور رہائش بالاتفاق خاوند پر واجب ہے کیونکہ مطلقہ رجعیہ جب تک عدت میں رہے وہ بیوی ہی تصور کی جاتی ہے۔

۲..... اور اگر معتدہ مطلقہ بائن ہو تو پھر اگر وہ حاملہ ہو تو اس کے لئے ہر طرح کے اخراجات واجب ہوں گے۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَإِنْ كُنَّ أُولَاتٍ حَمْلٍ فَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ..... (الطلاق ۶۵، ۶۶)

اگر یہ عورتیں حاملہ ہوں تو ان پر خرچ کرو یہاں تک کہ وہ حمل وضع کر دیں۔

اور اگر مطلقہ بائنہ حاملہ نہ ہو تو بھی حنفیہ کے نزدیک اس کے لئے ہر طرح کے اخراجات واجب ہوں گے کیونکہ وہ عدت گزارنے کے لئے حق خاوند کی خاطر رکی ہوتی ہے جسے اصطلاح میں احتباس کہتے ہیں لہذا خاوند پر اخراجات واجب ہوں گے۔

جبکہ حنا بلہ کے نزدیک اس عورت کے لئے نفقہ واجب نہیں ہوگا کیونکہ فاطمہ بنت قیس کو اس کے خاوند نے طلاق دے دی تھی اور سے

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم..... ۴۳۷..... باب النکاح

طلاق بائندہ دی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے خرچہ اور ربائش واجب قرار نہیں دی، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورت کے لئے نفقہ اور سکنی اس وقت واجب ہے جب خاوند کو رجعت کا حق حاصل ہو۔ ❶

مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک معتدہ مطلقہ بائندہ کے لئے فقط ربائش واجب ہے کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وَجْدِكُمْ الطلاق ۶/۶۵

ان عورتوں کو اپنی حیثیت کے مطابق اسی جگہ ربائش مہیا کرو جہاں تم رہے ہو۔

چنانچہ آیت میں مطلقاً سکنی واجب کیا گیا ہے برابر ہے کہ معتدہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ۔ چنانچہ کھانے اور کپڑے کے اخراجات واجب نہیں ہیں، چنانچہ آیت کریم ہے:

وَ إِنْ كُنَّ أُولَاتٍ حَمْلٍ فَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ الطلاق ۶/۶۵

اگر یہ عورتیں حاملہ ہوں تو ان پر خرچ کرو یہاں تک کہ وضع حمل کریں۔

چنانچہ آیت کا مفہوم اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ غیر حاملہ کے لئے نفقہ واجب نہیں ہے۔

۳..... اگر معتدہ وفات ہو تو بالاتفاق اس کے لئے نفقہ واجب نہیں۔ کیونکہ زوجیت کا تعلق موت سے منقطع ہو چکا۔ لیکن اگر گھر خاوند کی ملکیت ہو تو مالکیہ نے مدت عدت اسی گھر میں پوری کرنی واجب قرار دی ہے۔

۴..... اگر نکاح فاسد یا نکاح شبہ کے بعد عورت عدت گزار رہی ہو تو جمہور کے نزدیک اس کے لئے نفقہ واجب نہیں کیونکہ نکاح فاسد میں اس کے لئے نفقہ نہیں ہوتا تو اس کے بعد دوران عدت بھی نفقہ نہیں ہوگا۔

البتہ مالکیہ نے اس صورت میں نفقہ واجب قرار دیا ہے عورت نکاح فاسد میں حاملہ ہو جائے چنانچہ واطی (صحبت کرنے والے) پر نفقہ واجب ہوگا۔

پنجم: سوگ..... فقہی اصطلاح میں زیب وزینت، خوشبو، سرمہ، تیل وغیرہ کے چھوڑنے کو سوگ کہا جاتا ہے، سوگ بدن کے ساتھ مخصوص ہے تاہم سوگ گھریلو آرائش، بچھونے چٹائیاں اور پردے وغیرہ کی آرائش کے مانع نہیں ہے۔ اسی طرح عورت ریشمی کپڑے پر بیٹھ بھی سکتی ہے۔

کسی قریبی رشتہ دار مثلاً باپ، بھائی ماں کی وفات پر صرف تین دن تک سوگ کرنا عورت کے لئے مباح ہے، خاوند کے علاوہ کسی اور میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا حرام ہے چنانچہ حدیث ہے۔ ”کسی مسلمان عورت جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو کے لئے تین دن سے زیادہ سوگ کرنا حلال نہیں البتہ عورت اپنے خاوند پر چار ماہ دس دن سوگ کرے۔ ❷

قریبی رشتہ داروں پر سوگ کرنے سے خاوند اپنی بیوی کو منع کر سکتا ہے کیونکہ سوگ ترک زینت ہے اور زیب وزینت خاوند کا حق ہے۔

سوگ کی مدت..... قریبی رشتہ دار پر سوگ کرنے کی مدت تین دن ہے اور خاوند پر سوگ کرنے کی مدت چار ماہ دس دن ہیں۔ حنفیہ کے نزدیک خاوند پر سوگ کرنا مخصوص ہے۔ عاقلہ بالغہ مسلمان عورت کے ساتھ اگرچہ وہ باندی ہی کیوں نہ ہو۔ تاہم نابالغ ذمیہ لڑکی پہ سوگ نہیں کیونکہ وہ غیر مکلف ہے ام ولد پہ سوگ نہیں چونکہ وہ بیوی نہیں ہوتی۔ گویا سوگ بیوی کے ساتھ مخصوص ہے۔

جمہور کے نزدیک سوگ ہر اس عورت کے پر ہے جو نکاح صحیح کے تحت بیوی بنی ہو، خواہ وہ نابالغ ہو یا صحیح مسلمان ہو یا کتابیہ، حنابلہ کی رائے میں باندی پر بھی سوگ ہے، جبکہ مالکیہ اور شوافع کے نزدیک باندیوں پر سوگ نہیں ہے۔ کیونکہ باندیاں بیویاں نہیں ہوتی ہیں۔

❶ رواہ احمد والنسائی (نیل الاوطار، ۶/۳۰۵) ❷ رد المحتار ومسلم عن احمد سلمہ (نیل الاوطار، ۶/۲۹۲)۔

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم ۴۳۸ ----- باب النکاح

بیویوں کے علاوہ کسی اور عورت پر سوگ نہیں۔ جیسے مثلاً ام ولد جس کا آقا فوت ہو چکا ہو یا وہ باندی جس سے اس کا مالک وطی کرتا ہو، ایسی عورت جس کے ساتھ شبہ کی بنا پر وطی ہو جائے، مزنی بہا اور نکاح فاسد کے تحت منکوحہ پر بھی سوگ نہیں ہے، کیونکہ نص حدیث میں سوگ بیوی کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے، نکاح فاسد کی عورت حقیقتاً بیوی نہیں ہوتی۔

تاہم بالاتفاق مطلقہ رجعیہ پر سوگ نہیں بلکہ وہ بناؤ سنگھار کرے تاکہ اس کا خاوند اس سے رجوع کرے۔ اسی طرح بالاتفاق ایسی عورت پر بھی سوگ واجب ہے جس کا خاوند مر گیا ہو۔ چنانچہ حدیث ہے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو جب اپنے والد ابوسفیان کی وفات کی خبر ہوئی تو تین دن تک سوگ میں رہیں پھر خوشبو منگوائی اور کہا: بخدا: مجھے خوشبو کی کوئی ضرورت نہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے سنا ہے کہ جو عورت اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اس پر حلال نہیں کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے، ہاں البتہ خاوند پر چار ماہ دس دن سوگ کرے۔

حنفیہ نے مطلقہ بائنہ پر بھی سوگ واجب قرار دیا ہے، کیونکہ سوگ حق شرع ہے اور زوجیت نعمت خداوندی ہے اس کے فوت ہو جانے پر اظہار افسوس ضروری ہے جیسے متوفی عنہا۔

جمہور نے مطلقہ بائنہ پر سوگ واجب قرار نہیں دیا بلکہ محض مستحب قرار دیا، کیونکہ خاوند نے اسے طلاق کے ذریعہ اذیت پہنچائی ہے، اس پر اظہار افسوس کیسا۔

امور سوگ..... سوگ میں مندرجہ ذیل امور عورت کو ترک کرنے پڑتے ہیں۔
۱..... زیورات نہ پہنے اگرچہ انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو خواہ سونے کی یا چاندی کی، ریشم کے کپڑے نہ پہنے، بعض شافعیہ مثلاً ابن حجر رحمہ اللہ وغیرہ نے زیورات پہننے کو جائز قرار دیا ہے، حنابلہ نے سفید ریشم پہننے کو جائز قرار دیا ہے۔

۲..... بدن میں خوشبو لگانا اور کنگھی کرنا، کپڑوں میں بھی خوشبو نہیں لگا سکتی چونکہ خوشبو لگانے میں ترفہ اور زیب و زینت کا سامان ہے۔
۳..... خوشبودار تیل اور غیر خوشبودار تیل بھی نہ لگائے چونکہ تیل لگانے سے بال سنور جاتے ہیں اور زینت ہو جاتی ہے، نیز تیل خواہ جو بھی ہو اس میں خوشبو ہوتی ہے۔

۴..... آنکھوں میں سرمہ نہ لگائے کیونکہ سرمہ سے آنکھوں کی تزئین ہو جاتی ہے البتہ فقہاء نے صرف رات کو سرمہ لگانے کی اجازت دی ہے۔

۵..... مہندی کی جملہ اقسام و انواع ممنوع ہیں، کیونکہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معتدہ کو مہندی لگانے سے منع کیا ہے۔ اس کی تفصیل آیا چاہتی ہے۔

۶..... خوشبو سے معطر کپڑے نہ پہنے سرخ یا زرد، رنگ میں رنگے ہوئے کپڑے بھی نہ پہنے۔ اس کی دلیل حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس عورت کا خاوند مر چکا ہو وہ عورت عصفربوٹی اور مشق مٹی میں رنگے ہوئے کپڑے نہ پہنے، زیورات نہ پہنے، مہندی نہ لگائے، سرمہ نہ لگائے۔ ① ایک اور روایت میں ہے: اور وہ عورت تیل لگا کر کنگھی نہ کرے، مہندی نہ لگائے، چونکہ مہندی خضاب کی ایک قسم ہے۔ ②

ام عطیہ کہتی ہیں: ہمیں میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنے سے منع کیا جاتا تھا، البتہ خاوند پر چار ماہ دس دن سوگ ضروری قرار دیا گیا ہمیں سرمہ لگانے، خوشبو لگانے اور رنگے ہوئے کپڑے پہننے سے منع کیا گیا ہے۔ البتہ یمنی چادر عصب کی اجازت دی گئی۔ ③

①..... رواہ احمد ابو داؤد والنسائی عن ام سلمہ (نیل الاوطار ۶ / ۲۹۶) ② رواہ البخاری و مسلم عن ام عطیہ۔ ③ المحلی ۳۳۵ / ۱۰، مسئلہ نمبر ۲۰۰۰۔

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم ۴۳۹ باب النکاح

اگر پہلے سے عورت کی کوئی عادت ہو اور سوگ کی وجہ سے عادت پوری نہ کر سکتی ہو تو ضرورت کے پیش نظر اپنی عادت پوری کر سکتی ہے، کیونکہ ضرورات سے محظورات مباح ہو جاتے ہیں۔

کالے رنگ کا کپڑا پہننا عورت کے لئے مباح ہے یہ اباحت چاروں مذاہب میں ہے، جبکہ ظاہر یہ کے نزدیک سرمہ لگانا جائز نہیں اگر چہ ضرورت کے پیش نظر ہو، سیاہ کپڑا بھی نہ پہنے، سرخ اور زرد کپڑا بھی نہ پہنے۔

مالکیہ کہتے ہیں اگر سیاہ کپڑے پہننے سے عورت کی زینت وزینت ہوتی ہو تو وہ بھی نہ پہنے۔
جمہور کے نزدیک سوگ والی عورت گھریلو حمام میں داخل ہو سکتی ہے۔ صابن کے ساتھ سر دھو سکتی ہے، مالکیہ نے حمام میں داخل ہونا بوجہ ضرورت جائز قرار دیا ہے۔

سوگ والی عورت ناخن کاٹ سکتی ہے، بغلوں کے بال اور زیر ناف بال اکھاڑ سکتی ہے، اور حیض کے بعد اندام نہانی میں خوشبو رکھ سکتی ہے۔
ترک سوگ کا حکم..... جس عورت کا خاوند مر گیا ہو وہ اگر سوگ ترک کر دے تو اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی بشرطیکہ اس کی حرمت ترک کا علم ہو جبکہ حنفیہ کے نزدیک نابالغ لڑکی اور مجنونہ کا ولی اس کے ترک سوگ سے گناہ گار ہوگا، گویا سوگ نہ کرنے پر عورت کی عدت گناہ گاری کی حالت میں پوری ہوگی۔

ششم..... عدت کے دوران پیدا ہونے والے بچے کے نسب کا ثبوت:

حنفیہ کے نزدیک مطلقہ رجعیہ اگر دو سال یا اس سے زائد عرصہ میں بچہ جنم دے تو اس کا نسب ثابت ہو جائے گا یعنی وہ بچہ طلاق دہندہ کا بیٹا ہوگا، کیونکہ طہر کی مدت طویل ہونے کا احتمال ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ دوران عدت علوق ہوا ہو، جب تک کہ عورت عدت کا اقرار نہ کرے اور مدت بھی اس کا احتمال رکھتی ہو۔

جبکہ مطلقہ بائنہ (مجتوبہ) کے بچے کا نسب بغیر دعویٰ کے ثابت ہو جائے گا بشرطیکہ عورت نے عدت پوری ہو جانے کا اقرار نہ کیا ہو اور عورت دو سال سے کم عرصہ میں بچہ لائے، کیونکہ یہ احتمال ہے کہ بوقت طلاق حمل قائم ہو، حنفیہ کے نزدیک حمل دو سال سے زیادہ بطن میں نہیں رہتا اگر فرقت کے وقت کے بعد ٹھیک دو سال پورے ہونے پر عورت بچہ لائی تو اس کا نسب ثابت نہیں ہوگا۔

یعنی وہ طلاق دہندہ کا بچہ نہیں ہوگا بلکہ کسی اور کا ہوگا۔ کیونکہ اس کا حمل طلاق کے بعد ٹھہرا ہے لہذا طلاق دہندہ سے نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس عورت کے ساتھ صحبت کرنا حرام تھا، الا یہ کہ نسب کا خاوند دعویٰ کرے تو سب ثابت ہوگا۔

جس عورت کا خاوند وفات پا گیا ہو اور وہ بعد از وفات دو سال کے عرصہ کے اندر اندر بچہ لائے تو اس کا نسب متوفی سے ثابت ہوگا اگرچہ وہ عورت غیر مدخول بہا ہو۔

اگر معتدہ عدت پوری ہو جانے کا اعتراف کرے پھر چھ ماہ سے کم عرصہ میں بچہ لائے تو اس کا نسب ثابت ہو جائے گا، گویا عدت پوری ہونے کے متعلق عورت نے جھوٹ بولا اور اس کا اقرار باطل ہو جائے گا۔

یہ احکام دوسرے مذاہب پر بھی منطبق ہو سکتے ہیں چنانچہ شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت چار سال ہے اور مالکیہ کے نزدیک پانچ سال۔

ہفتم..... عدت میں وراثت کا ثبوت:

اگر عورت کو طلاق رجعی دی گئی ہو پھر زوجین میں سے کوئی ایک عدت گزرنے سے پہلے مر جائے تو جو فریق زندہ ہوگا وہ میت کا وارث

الفقه الاسلامی وادلتہ جلد نہم ۴۴۰ باب النکاح

بنے گا برابر ہے کہ طلاق حالت مرض میں دی گئی ہو یا حالت صحت میں، کیونکہ طلاق رجعی کی صورت میں زوجیت حکماً باقی رہتی ہے۔ اگر حالت صحت میں طلاق بائن یا طلاق ثلاث دی گئی ہو اور عدت کے دوران زوجین میں سے کوئی ایک مر جائے تو دوسرا فریق میت کا وارث نہیں بنے گا۔

اگر طلاق بائن یا طلاق ثلاث حالت مرض میں دی گئی ہو، اگر طلاق عورت کی رضا مندی سے دی گئی ہو تو عورت بالاجماع وارث نہیں بنے گی اور اگر طلاق اس کی رضا مندی سے نہ دی گئی ہو تو جمہور کے نزدیک وارث بنے گی کیونکہ صحابہ کی ایک جماعت مثلاً عمر، عثمان، علی، عائشہ، ابی بن کعب رضی اللہ عنہم کا یہی عمل رہا ہے، اس طلاق کو طلاق فرار کہا جاتا ہے، اس کا بیان گزر چکا ہے، شافعیہ کے نزدیک عورت وارث نہیں ہو گی کیونکہ نکاح طلاق بائن یا ثلاثہ کے ذریعہ زائل ہوگا۔

ہشتم۔ عدت میں طلاق کا لحوق:

اگر مرد نے ایک طلاق دی اور عورت اس کے بعد عدت گزارنے بیٹھ گئی پھر کچھ عرصہ بعد مرد نے دوسری طلاق دی پھر تیسری طلاق دی تو یہ والی دو طلاقیں بھی پہلی گزری ہوئی عدت کے ساتھ شامل ہو جائیں گی گویا پہلی طلاق کے بعد عدت کا شمار کیا جائے گا۔ اس کی تفصیل طلاق رجعی اور طلاق بائن کی بحث میں گزر چکی ہے۔

استبراء:

استبراء کا معنی طلب برأت ہے، شرعاً باندی کا مملوکہ ہونے کی وجہ سے کچھ عرصہ انتظار میں رہنا یا مزنی بہا (زانیہ) کا کچھ عرصہ انتظار میں رہنا تا کہ رحم کی برأت ہو جائے۔ ①

استبراء کا حکم... بالاتفاق استبراء واجب ہے تا کہ مختلف مردوں کے نطفے خلط نہ ہوں اور پیدا ہونے والے بچے کا نسب اشتباہ میں نہ پڑے۔ حتیٰ کہ اگر کسی شخص نے استبراء کا انکار کیا تو بعض فقہاء کی رائے میں وہ کافر ہو گیا۔ کیونکہ استبراء کے وجوب پر اجماع ہے، ② چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوطاس کے قیدیوں کے متعلق فرمایا تھا: کسی حاملہ عورت کے ساتھ جماع نہ کیا جائے یہاں تک کہ وہ وضع حمل کرے۔ اور غیہ حاملہ کے ساتھ بھی جماع نہ کیا جائے یہاں تک کہ اس کا ایک حیض گزر جائے۔ ③ ایک اور حدیث ہے۔ ہرگز کوئی شخص ایسی عورت کے ساتھ جماع نہ کرے جو کسی دوسرے کے نطفے سے حاملہ ہو ④ ایک اور حدیث میں ہے جو شخص اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ کسی قیدی عورت کے ساتھ جماع نہ کرے یہاں تک کہ اس کے رحم کا استبراء نہ ہو جائے۔ ⑤

اسباب استبراء۔... فقہاء نے استبراء کے مختلف اسباب ذکر کیے ہیں۔

حنفیہ کی رائے..... جو باندی ملکیت میں ہو تو اس پر حاصل ملکیت کی بنا پر آقا اس کے ساتھ صحبت کرتا ہو تو اس باندی پر استبراء رحم واجب ہوگا خواہ باندی آقا کو وراثت میں ملی ہو یا اس نے خریدی ہو یا قیدیوں سے ملی ہو یا صدقہ میں ملی ہو یا وصیت میں ملی ہو یا بدل خلع میں ملی ہو یا صلح، بدل کتابت وغیرہ میں ملی ہو۔ ⑥

① الدر المختار ۵ / ۲۶۳، مغنی المحتاج ۲ / ۴۰۸، الشرح الصغير ۲ / ۲۷۷، نکاح صحیح میں لائی ہوئی بیوی کو جب طلاق ہو جائے تو اس کے انتظار میں بیٹھے رہنے کو عدت کہا جاتا ہے جبکہ باندی اور زانیہ کے انتظار کو استبراء کہا جاتا ہے تا کہ یہ یقین ہو جائے کہ اس کا رحم کسی قسم کے حمل میں مشغول نہیں۔ ② حاشیہ ابن عابدین ۵ / ۲۶۳، ③ رواہ احمد و ابو داؤد عن ابی سعید الخدری (نیل الاوطار ۶ / ۳۰۵) ④ رواہ احمد عن ابی ہریرہ ⑤ رواہ احمد و الترمذی و ابو داؤد عن رويفع بن ثابت ⑥ الدر المختار و حاشیہ ابن عابدین ۵ / ۲۶۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الفقه الاسلامی وادلتہ..... جلد نہم ۴۴۲ باب النکاح

استبراء رحم کے لئے تین حیض گزارنے ہوں گے، باندی ایک حیض گزارے گی جبکہ حاملہ کا استبراء رحم وضع حمل سے ہوگا۔

۴۔ سوء ظن..... جو عورت گھر سے باہر گھومتی پھرتی ہو اور اس کے متعلق سوء ظن ہو جائے تو مشہور مذہب کے مطابق اس کا استبراء رحم واجب ہے، اگر اسے حیض آتا ہو تو اس کا استبراء ایک حیض ہوگا، اگر اسے حیض نہ آتا ہو تو نو مہینے اس کا استبراء ہوگا اور اگر کم سن یا آنکھ (بوڑھی عورت جسے حیض نہ آتا ہو) ہو تو اس کا استبراء تین مہینے ہوگا، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے یہی مشہور ہے۔

امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کا استبراء ایک مہینہ ہے اگر حاملہ ہو تو وضع حمل استبراء ہوگا۔

استبراء کی ایک اور قسم اور مدت استبراء..... جو عورت مدت استبراء میں ہو اس کے ساتھ وطی کرنا جائز نہیں، اور نہ ہی اس کے ساتھ استمتاع بوسہ لینا نظر شہوت سے دیکھنا جائز ہے۔ ①

شافعیہ نے وطی کے علاوہ استمتاع جائز قرار دیا ہے لیکن اس باندی کے ساتھ جو مال غنیمت میں حصہ کے طور پر ملی ہو۔
وطی وغیرہ کے ناجائز ہونے کی دلیل گزشتہ حدیث ہے کہ خبردار! حاملہ عورت کے ساتھ وطی نہ کی جائے یہاں تک کہ وضع حمل کر لے اور جو حاملہ نہ ہو اس کے ساتھ بھی وطی نہ کی جائے یہاں تک کہ اس کا ایک حیض گزر جائے۔

جس عورت کو حیض آتا ہو بالاتفاق اس کا استبراء حیض سے ہوگا اور جو حاملہ ہو اس کا استبراء بالاتفاق وضع حمل ہوگا، البتہ نابالغ لڑکی آنکھ اور وہ عورت جس کا حیض منقطع ہو چکا ہو کے استبراء کے متعلق اختلاف ہے۔ ②

حنفیہ اور شافعیہ کا مذہب..... یہ کہ نابالغ لڑکی، آنکھ اور جس عورت کا حیض منقطع ہو چکا ہو کے استبراء کی مدت ایک ماہ ہے جو نکلے مہینہ آزاد عورت اور مطلقہ باندی کے حق میں حیض کے قائم مقام ہے لہذا مہینہ استبراء کے بھی قائم مقام ہوگا۔

مالکیہ اور حنابلہ کا مذہب..... یہ ہے کہ نابالغ لڑکی اور آنکھ کے استبراء کی مدت تین مہینے ہیں، چونکہ ہر مہینہ ایک حیض کے قائم مقام ہوگا، آزاد آنکھ تین حیض کی بجائے تین ماہ گزارے گی، کشاف القناع میں ہے کہ جس عورت کو حیض نہ آتا ہو اس کا استبراء ایک مہینہ سے ہوگا۔

تاخیر حیض..... مرض، رضاعت وغیرہ کی وجہ سے جس عورت کا حیض عادت سے مؤخر ہو جائے یا عورت مستحاضہ ہو جائے اور اسے حیض کی تمیز ہی نہ رہے تو وہ مالکیہ کی رائے کے مطابق دس مہینے گزارے، جن میں سے نو مہینے حمل کے اور ایک مہینہ حیض کا بشرطیکہ عورت کو حیض نہ آتا ہو اور اسے پتہ ہی نہ ہو اور اگر عورت کو حیض نہ آنے کا سبب معلوم ہو کہ اسے بیمار رہنے کی وجہ سے حیض نہیں آ رہا یا رضاعت کی وجہ سے حیض نہیں آ رہا تو وہ برابر استبراء میں رہے گی تا وقتیکہ اسے حیض آنا شروع آجائے۔ چنانچہ وہ ایک حیض سے استبراء رحم کرے گی، ورنہ آنکھ عورت کی طرح صبر کرے اور تین مہینے گزارے۔

زنا اور نکاح باطل کی وجہ سے عدت؟..... اگر شادی شدہ عورت زنا کر لے یا کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ نکاح کر لے جو بالا اتفاق باطل ہو مثلاً اس عورت کے ساتھ نکاح کر لے جو اس پر حرام ہو، یا ایسی عورت سے نکاح کر لے جو عدت گزار رہی ہو یا دوسرے کی منکوحہ کے ساتھ نکاح کر لے، حالانکہ نکاح کو معلوم ہو کہ یہ دوسرے شخص کے نکاح میں ہے پھر وہ اس کے ساتھ جماع بھی کر لے۔

اگر اس حالت میں عورت حاملہ ہو تو وہ اپنے حقیقی خاوند کے لئے حلال نہیں ہوگی یہاں تک کہ وضع حمل کر لے یہ مذاہب کا اتفاقی

①..... الدر المختار ۵/۲۶۵، القوانین الفقیہ ص ۲۲۰، مغنی المحتاج ۳/۴۱۲، کشاف القناع ۵/۵۰۴ ② الدر المختار ۵/۲۶۵، القوانین الفقیہ ص ۲۲۰، الشرح الصغير ۲/۲۰۵، مغنی المحتاج ۳/۴۸، کشاف القناع ۵/۵۱۱، المغنی ۷/۴۹۹، المہذب ۲/۱۰۴۔

الفقه الاسلامی وادلتہ.....جلد نہم.....۴۴۳.....باب النکاح مسئلہ ہے۔

اور اگر عورت حاملہ نہ ہو تو حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک زنا اور نکاح باطل کی صورت میں عدت واجب نہیں ہوتی کیونکہ نکاح باطل بھی زنا کے حکم میں ہوتا ہے، البتہ امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حیض استبراء کے طور پر، مستحب قرار دیا ہے۔ مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک وطی کے بعد تین حیض استبراء کے طور پر گزارنا واجب ہے، برابر ہے کہ خاوند نے چھوڑ دی ہو یا وہ مر گیا ہو، مدت استبراء کے دوران عورت کے ساتھ وطی کرنا خاوند پر حرام ہے۔

البتہ اگر ایک شخص نے دوسرے کی منکوحہ کے ساتھ نکاح کر لیا اور اسے علم بھی ہو کہ یہ دوسرے شخص کی منکوحہ ہے پھر وہ اس کے ساتھ صحبت بھی کر لے اس کے بعد دونوں کے درمیان تفریق کر دی گئی ہو تو بالاتفاق اس عورت پر عدت واجب ہے کیونکہ عقد نکاح فاسد ہے اور نکاح فاسد میں اگر دخول ہو جائے تو بالاتفاق عدت واجب ہوتی ہے۔

الفقه الاسلامی وادلتہ، جلد ۹ کا ترجمہ آج مورخہ ۱۰ اپریل ۲۰۱۱ء بروز اتوار بعد از نماز عشاء مکمل ہوا۔

اللہ تعالیٰ اسے قبول عام بخشے۔

وما توفیقی الا باللہ۔ ہو ربنا ولا رب غیرہ

فقط: ابو عبد اللہ محمد یوسف تنولی



www.KitaboSunnat.com

